ایک منہ بولی خالہ کے گھر پر چھپی رہی۔ اسی عرصے میں مجھے یہ اطلاع ملی کہ بھوشن کو میرے فرار ہونے کا علم ہو گیا ہے۔ اس نے رکی کو یہ کام سونپا تھا کہ مجھے ہر قیمت پر تلاش کرے پھر میرے وجود کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دے۔"

اس نے پھر مجھ سے پانی طلب کیا' پانی پینے کے بعد نظریں جھکائے بیٹھی ہاتھ ملتی رہی پھر بولی۔

"پہلے میں نے یہی سوچا تھا کہ اس شہر سے فرار ہو کر کسی دور دراز کے ایسے گاؤں میں پناہ ڈھونڈوں گی جہاں رکی مجھے تلاش نہ کر سکے پھر میں نے اپنے فیصلے میں تھوڑی سی ترمیم کر لی' میں پولیس کو حالات سے باخبر کرنے کے بعد روپوش ہونا چاہتی تھی۔ میں بروقت نہیں پہنچ سکی لیکن اگر بغیر برقعے گھر سے نکلتی تو رکی کے آدمی مجھے پکڑ لیتے۔ چنانچہ میں نے یہ برقعے خالہ سے مانگ لیا۔ امی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں آپ سے ملوں۔" اس نے سراج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "شاید اسے کسی طرح اس بات کا علم ہے کہ آپ ایک ایماندار اور فرض شناس پولیس آفیسر ہیں۔"

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟" سراج نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

"اب میرے ضمیر کا بوجھ ہلکا ہو چکا ہے۔" وہ زہرخند سے بولی۔ "میں نے جو جرائم کیے ہیں ان کی فہرست بہت طویل اور گھناؤنی ہے۔ آپ چاہیں تو میں اقبالی بیان لکھ کر آپ کے حوالے کر سکتی ہوں لیکن ایک شرط پر۔"

"وہ کیا؟"

"آپ مجھے پھانسی کے پھندے تک پہنچانے کا وعدہ کریں۔" اس نے مایوس لہجے میں کہا۔ "بھوشن' رکی یا ان کے زرخرید کتے مجھے دوبارہ پکڑ لینے کے بعد جو اذیتناک موت ماریں گے میں پھانسی کے پھندے کو اس پر ترجیح دوں گی۔"

"گھبراؤ مت۔" میں نے اس کی ڈھارس بندھانے کی کوشش کی۔ "ہم تمہیں ہر قسم کا تحفظ فراہم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"تم میرے ساتھ چلو۔" سراج نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "میں تمہیں ایسی جگہ رکھوں گا جہاں میری مرضی کے خلاف کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔"

اس نے جواب میں میری طرف تشکرانہ نظروں سے دیکھا پھر چہرہ نقاب میں چھپاتی اٹھی اور سراج کے ساتھ چلی گئی سراج نے مجھ سے رات کو کسی وقت گھر پر ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن اس سے پہلے میں ندیم سے مل کر اسے بانو کے بارے میں تفصیل بتانا چاہتا تھا چنانچہ میں سراج کے جانے کے بعد سیدھا کیسینو پہنچ گیا۔

ندیم بانو کی پوری کہانی کو بہت غور سے سنتا رہا پھر میں خاموش ہوا تو وہ جواب کے بجائے کسی گہری سوچ میں مستغرق ہو گیا۔

"تم نے بانو کے سلسلے میں کسی رائے کا اظہار نہیں کیا؟" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہمیں سوچنا پڑے گا کہ بانو کے بیان میں کہاں تک صداقت ہے۔" ندیم نے جواب دیا۔ "حالات کے تحت ہم فوری طور پر کسی پر اعتماد کر لینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بانو دشمنوں کی طرف سے چارا سمجھ کر ہمارے لیے ڈالی گئی ہو۔"

"لیکن اگر وہ ایکسیڈنٹ نہ ہوتا تو۔"

"ممکن ہے وہ بھی سازش ہو۔" ندیم نے میری بات کاٹی۔ "ہزار دو ہزار کی رقم کے عوض کوئی بھی یہ رسک لے سکتا تھا۔"

"مگر اس کا جلا ہوا چہرہ جس نے اسے لوگوں کے لیے مکروہ حد تک بھیانک بنا دیا ہے۔ اس کے بارے میں تم کیا جواز پیش کرو گے؟"

"ہمیں اس کی اصلیت کا پتا چل جائے گا لیکن اگر تمہارا اندازہ درست ہے تو پھر بانو کو سراج کے ساتھ نہیں جانا چاہیے تھا۔" ندیم نے تھوڑے توقف سے کہا۔ "ہم اس کی حفاظت پولیس سے بہتر طور پر کر سکتے تھے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"ہمارے کئی افراد اس سے پہلے بھی پولیس کی تحویل میں نادیدہ قوتوں کی وجہ سے شکار ہو چکے ہیں۔" ندیم نے کسی وکیل کے انداز میں جرح کی۔ "اگر کالکا تمہارے خلاف بھوشن کا ساتھ دے رہی ہے تو وہ اپنی کالی قوت کے ذریعے بانو کو بھی موت کی نیند سلا سکتی تھی لیکن ایسا نہیں ہوا۔"

ندیم کا جواز اپنے اندر وزن رکھتا تھا۔ میں ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا پھر میرے ذہن میں لیڈی مکلارنس کی آواز ابھری۔

"نہیں میرے عزیز' بانو تو تمہارے لیے ایک اہم ثبوت ہو سکتی ہے۔ کالکا نے بانو کو اس وقت ہی گھیرنا چاہا تھا جب وہ تمہاری کار میں تھی لیکن میں نے تمہاری کالکا رانی کے سامنے ایسی دیوار کھڑی کر دی جس کو پار کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ بانو اس کی منحوس اور گندی قوتوں کا شکار نہ ہو سکے۔"

"کیا بانو نے جو کہانی بیان کی ہے وہ درست ہے؟" میں نے پوچھا۔

"سو فیصد۔ حقیقتاً وہ موت کو زندگی پر ترجیح دینے کو آمادہ ہے۔ رکی اس کے گروہ کے دوسرے بدمعاش اور تمہاری کالکا دیوی بھی اس کی تلاش میں ہیں۔"

"کیا بانو کا بیان قانون کے لیے بھوشن کے خلاف کوئی

اہمیت رکھتا ہے؟"

"میں اس کا جواب ابھی نہیں دے سکتی۔"

"کیوں؟"

"ہوا کا رخ کسی وقت بھی بدل سکتا ہے۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں ایک ہی وقت میں تمہاری اور بانو دونوں کی حفاظت کر سکوں۔"

"مارگریٹ کا بھوشن کے ساتھ کیا تعلق ہے؟"

"مارگریٹ کے بارے میں تمہارا...... سے بہتر بتا سکے گا۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"فی الحال میں یہی بتا سکتی ہوں کہ تمہارا دوست ہر قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھاتا ہے۔ بڑی سوجھ بوجھ کا مالک ہے۔"

"کیا مارگریٹ سے ملنا ہمارے لیے مناسب ہو گا؟"

"اس کا مشورہ دوست ہی سے کرو۔ میں جا رہی ہوں۔"

"کیا کالکا رانی سے راز و نیاز ہو رہے تھے؟" ندیم نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں؟" میں نے لیڈی مکلارنس کی باتوں کے تحت کہا۔ "میں مارگریٹ کے بارے میں غور کر رہا تھا۔"

"یہ مارگریٹ کا خیال اچانک کیسے آ گیا؟" ندیم نے مجھے بہت غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں پروفیسر ابرار سے مل کر اسے بتانا ہو گا کہ مارگریٹ اس کے کسی اہم راز یا فارمولے کو چوری کر کے بھوشن کے ہاتھوں فروخت کرنا چاہتی ہے۔"

"پروفیسر' مارگریٹ کے بارے میں تمہاری کوئی بات نہیں مانے گا۔" ندیم نے جواب دیا۔ "وہ مارگریٹ سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے اس لیے کہ مارگریٹ وہ پہلی خاتون ہے جس نے پروفیسر جیسے عدیم الفرصت شخص کو بحیثیت شوہر قبول کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر پروفیسر' بھوشن سے ملا تھا تو یقیناً اس ملاقات کے پیچھے بھی مارگریٹ ہی کا ہاتھ ہو گا۔"

"لیکن اس کے باوجود محب وطن کی حیثیت سے ہمیں پروفیسر کو قبل از وقت حالات سے باخبر کر دینا چاہیے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ مارگریٹ اگر کسی طرح ہمارے جال میں پھنس جائے تو۔"

"نہیں۔" ندیم نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "فی الحال تم پروفیسر ابرار اور مارگریٹ کے قریب جانے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"کوئی خاص وجہ؟" میں نے معنی خیز انداز میں مخاطب کیا۔ "کیا تم مارگریٹ کے بارے میں پہلے ہی کوئی قدم اٹھا چکے ہو؟"

"تمہارے ذہن میں یہ خیال اچانک کس طرح آ گیا۔" ندیم چونکا۔ "سچ سچ بتاؤ۔ اس وقت خاموشی کے دوران تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟"

"لیڈی مکلارنس سے۔" میں نے قبول کر لیا۔

"اوہ۔" ندیم نے اطمینان کا سانس لیا۔ "میرا خیال تھا کہ شاید تمہاری کالکا دیوی۔"

"لیڈی مکلارنس کے بارے میں تم مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ کیا یہ غلط ہے؟"

"نہیں۔ وہ بہت صاف گو عورت ہے۔ البتہ جو لوگ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوتے ہیں یا اس کے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ انہیں کبھی معاف نہیں کرتی۔ مجھے جادو ٹونے اور کالی قوتوں پر کبھی کوئی اعتبار نہیں رہا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جس مو قلندر نے میرے مکان کو کیلا تھا اور دعائیں دی تھیں وہ یقیناً کوئی مجذوب یا خدا کا بہت محبوب بندہ تھا۔ تمہاری کالکا کی مافوق قوتیں بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں لیکن لیڈی مکلارنس کی بات کچھ اور ہے۔ میں نے دوسروں سے یہی سنا ہے کہ وہ بلیک میجک میں اپنا ثانی نہیں رکھتی اور اس کی پیشگوئیاں بھی کبھی غلط ثابت نہیں ہوتیں۔ شاید قدرت نے اسے اپنی رحمتوں سے نواز رکھا ہے۔"

"وہ مسلم نہیں ہے۔" میں نے ندیم کو یاد دلانے کی خاطر کہا۔

"اس نئی اطلاع کا شکریہ۔" ندیم نے مسکرا کر جواب دیا پھر بڑی سنجیدگی سے بولا۔ "میں ایسی بہت ساری مثالیں پیش کر سکتا ہوں کہ کٹر سے کٹر ہندو بھی اپنا دھرم نہ چھوڑنے کے باوجود خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں سے مسلمانوں کو حج اور زیارتوں کے لیے بھیجتے ہیں اور صرف ہندو ہی نہیں میں نے بڑے بڑے پارسیوں اور عیسائیوں کو بھی بزرگوں کے مزاروں پر بڑی پابندی سے حاضری دیتے دیکھا ہے۔"

"بات مارگریٹ اور پروفیسر ابرار کی ہو رہی تھی۔" میں نے اصل موضوع کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔ "میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تم مارگریٹ کے بارے میں خاموش نہیں بیٹھے ہو گے۔"

"کیا تم بھی اب لیڈی مکلارنس کی پیشگوئیوں پر یقین کرنے لگے ہو۔" ندیم معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ "فکر مت کرو ہم کچھ دیر بعد مارگریٹ سے بھی مل لیں گے شاید بھوشن سے اپنے تعلقات کی نوعیت وہ خود ہی اگل دے۔"

"کیا مطلب۔ کیا تم مارگریٹ کے سلسلے میں کوئی قدم اٹھا چکے ہو؟"

"ہاں۔ لیڈی مکلارنس نے تم سے غلط نہیں کہا تھا۔" وہ میرے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "مارگریٹ کچھ دیر بعد ہی ہمارے مہمان خانے میں پہنچنے والی ہے۔"

"اغوا؟"

"ہاں لیکن اس مقصد کے لیے نہیں جو عام طور پر لے

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

...جاتے ہیں۔"
ٹھیک اسی وقت راجو کمرے میں داخل ہوا۔ مجھے دیکھ کر وہ ...وستانہ انداز میں مسکرایا پھر ندیم سے بولا۔ "قد حاری اتار کی ...ہنچ گئی ہے میں نے اسے محفوظ جگہ پہنچا دیا ہے۔"
"گڈ۔" ندیم نے اٹھتے ہوئے کہا پھر وہ مجھے ساتھ لے کر اسی زمین دوز تہ خانے میں آ گیا جہاں اس سے پیشتر بھی کئی بار ...یں اپنے مخالفین سے مل چکا تھا۔ راجو نے جس قد حاری اتار کا ذکر کیا تھا وہ مارگریٹ کے سوا کوئی اور نہیں تھی جو اس وقت ...ک مسہری پر پڑی خود کو رسیوں کی قید و بند سے آزاد کرنے کی کشمکش میں مصروف تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے تھے پاؤں بھی رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور منہ پر سفید رنگ کا ایک ٹیپ اس طرح چپکا ہوا تھا جس نے اس کے دونوں ہونٹوں کو جوڑ رکھا تھا۔
وہ یقیناً خوب صورت اور حسین کہلانے کی مستحق تھی۔ اس وقت خون کی گردش نے اسے کچھ زیادہ ہی دہکا دیا تھا۔ مغربی لباس بھی آزادی کی جدوجہد میں مکمل طور پر اس کی ستر پوشی کرنے سے قاصر تھا۔ اس کے سنہرے بال بکھرے بکھرے تھے اور آنکھوں سے شدید غصے کی علامت ظاہر ہو رہی تھی۔ ہمیں دیکھ کر وہ ایک لمحے کو چونکی پھر اس کی خون کی گردش اور تیز ہو گئی۔ ندیم نے اس کے ہونٹوں کو ٹیپ سے آزاد کیا تو وہ کسی بپھرے ہوئے طوفان کی طرح ابل پڑی۔ "یو ڈرٹی سوائن۔ تمہیں میرے اغوا کی بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔" وہ شستہ اور صاف اردو بول رہی تھی۔ "ہمارا سفارت خانہ میری گمشدگی پر خاموش نہیں رہے گا۔ پروفیسر ابرار کو جیسے ہی میری غیر حاضری کا علم ہوا تمہاری حکومت کی ساری مشینری حرکت میں آ جائے گی۔ تمہارے بچاؤ کی صرف ایک ہی صورت ہے، مجھے شرافت کے ساتھ آزاد کر دو۔ آئی پرامس میں تم دونوں کے سلسلے میں اپنی زبان بند رکھوں گی۔"
"خوب صورت اور حسین چہرے مجھے دیوانہ کر دیتے ہیں بائی سویٹ ہنی۔" ندیم نے بڑے جذباتی انداز میں اس کے بکھرے ہوئے گداز جسم کو سر سے پاؤں تک گھورتے ہوئے کہا۔ "اور دیوانگی جب حد سے گزر جائے تو پھر انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ اسے نفع اور نقصان کی فکر نہیں ہوتی۔ ہوس کی آگ بڑی خطرناک ہوتی ہے، پیاس بجھے بغیر سرد نہیں پڑتی۔"
"شٹ اپ۔ یو ڈرٹی ڈاگ۔" اس نے ایک بار پھر چلاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ "اگر تم نے میرے جسم کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو تمہارا انجام خراب ہی ہو گا۔"
"ہو سکتا ہے کہ میرے انجام سے پہلے تمہاری گت (FIGURE) ہی خراب ہو جائے۔" ندیم نے اس بار قدرے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "تم نے مجھے ڈرٹی ڈاگ کہا

لیکن میں نے برا نہیں مانا اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری جیسی خوب صورت خواتین کتوں کے معاملے میں بھی خاصی تجربہ کار ہوتی ہیں۔ ویسے بائی دی وے۔ تم بھوشن کو کس نام سے پکارتی ہو؟"
"آئی سی۔" مارگریٹ نے جھلا کر کہا پھر حقارت سے بولی۔ "میں مغرب کی پیداوار ہوں جہاں عورت غلام نہیں ہوتی آزاد ہوتی ہے۔ اس کے پرائیویٹ معاملات میں اس کا ہسبنڈ بھی کوئی مداخلت نہیں کرتا۔"
"میں تمہارا ہسبنڈ ہوتا تو میں بھی تمہاری نجی زندگی کو کریدنے کی کوشش کبھی نہ کرتا لیکن ہمارے ملک میں کوئی بھی دل جلا عاشق اپنے کسی رقیب کو برداشت نہیں کرتا۔ اس لیے بہتر ہو گا کہ تم اب بھوشن کا خیال دل سے نکال دو۔ صرف میری بن کر رہو گی تو زیادہ فائدے میں رہو گی۔"
"تم شاید نشے میں ہو ورنہ مارگریٹ سے اس قسم کی گفتگو کرنے کی ہمت کبھی نہ کرتے۔"
"پہلے نشے میں نہیں تھا لیکن تمہیں اتنا قریب دیکھ کر میرے قدم بھی لڑکھڑانے لگے ہیں۔"
"کیا چاہتے ہو؟" وہ کچھ توقف سے بولی۔ شاید بچویشن کو محسوس کر لینے کے بعد اس نے سیاسی انداز میں سوچنا شروع کر دیا تھا۔
"بھوشن سے تمہارے تعلقات کس قسم کے ہیں؟" ندیم نے ایک سگریٹ جلاتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے دریافت کیا۔
"وہی جو کسی آزاد خیال عورت کے اپنی پسند کے کسی مرد سے ہو سکتے ہیں۔" اس نے بے باکی سے جواب دیا۔
"میرے پاس ایسے بے شمار مرد موجود ہیں جو تمہیں بھوشن سے بھی اچھے لگ سکتے ہیں۔" ندیم کا لہجہ اچانک سفاک ہو گیا۔ "کیا تم ان سے ملنا پسند کرو گی؟"
"مجھے اغوا کرانے سے تمہارا مقصد کیا ہے؟"
"یہی کہ تم میرے سامنے کھل جاؤ۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے ورنہ تمہاری صورت و شکل بانو سے بھی زیادہ عبرتناک ہو سکتی ہے۔"
"بھی۔" وہ ہونٹ چبانے لگی۔ "اسی نے تم لوگوں سے میرے بارے میں بکواس کی ہو گی حالانکہ میں نے اسے بھوشن کے سلاٹر ہاؤس سے نجات دلائی تھی۔"
"تمہیں شاید یہ سن کر خوشی ہو گی کہ وہ ایک حادثے کا شکار ہو چکی ہے۔" ندیم نے بات بناتے ہوئے جواب دیا۔ "تمہیں اب اس کی طرف سے زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"
"وہ زندہ ہوتی جب بھی مجھے اس کی پروا نہ ہوتی۔"
"میں نے تمہارے اور بھوشن کے تعلقات کے سلسلے میں دریافت کیا تھا لیکن وہ نہیں جو تم نے بڑی بے باکی سے قبول

کیے ہیں۔"
"اس کے علاوہ تم اور کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"
"پروفیسر ابرار بھوشن سے کیوں ملا تھا؟"
"بھوشن نے پروفیسر کو ایک خاصی بڑی رقم اس کی لیب کے لیے ڈونیٹ کی تھی۔" مارگریٹ نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔ "پروفیسر صرف اس کا شکریہ ادا کرنے گیا تھا۔"
"کیا پروفیسر کو تمہارے اور بھوشن کے نجی تعلقات کا علم نہیں ہے؟"
"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پروفیسر نے مجھے ہر قسم کی آزادی دے رکھی ہے۔"
"میرا خیال ہے تم آسانی سے زبان نہیں کھولو گی۔" ندیم اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "دس بارہ روز تک اسی حالت میں بغیر بریک فاسٹ، لنچ یا ڈنر کے یہاں پڑی رہو گی تو شاید تمہاری زبان قینچی کی طرح فر فر چلنے لگے گی۔ اس عرصے میں میرے آدمی تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں گے میں اس کے بارے میں کسی سے کوئی باز پرس نہیں کروں گا۔" ندیم کا لہجہ سپاٹ تھا پھر وہ مجھے دیکھتا ہوا بولا۔ "آؤ واپس چلتے ہیں، دوبارہ ہماری آمد اسی وقت ہو گی جب میڈم مارگریٹ خود سے ہمیں آنے کی دعوت دیں گی۔"
"ٹھہرو۔" مارگریٹ کے چہرے پر پہلی بار تشویش کے تاثرات نمایاں ہوئے۔ "تم مجھے درندگی کا نشانہ نہیں بنا سکتے۔"
"چھوٹے موٹے کام میرے ملازم ہی انجام دیتے ہیں۔" ندیم نے بڑی حقارت سے جواب دیا۔ "مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ اوپر سے بظاہر جتنے اجلے اور صاف نظر آتے ہو اندر سے اتنے گندے اور غلیظ ہوتے ہو۔"
"سوچ لو۔ کبھی نہ کبھی تو تم مجھے آزاد کرو گے اس کے بعد تمہارا انجام کیا ہو گا؟"
"ضروری نہیں ہے کہ ہم تمہیں آزاد کریں یہ بھی ممکن ہے موت تمہیں زندگی کی قید سے ہمیشہ کے لیے آزاد کر دے۔"
"تم بھوشن کو نہیں جانتے۔" اس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "اگر اسے اس بات کی بھنک بھی مل گئی کہ میں تم سے ملی تھی تو شاید وہ مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔"
"مجھے معلوم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا حشر بانو سے بھی بدتر ہو۔"
"کیا تمہیں یقین ہے کہ بانو مر چکی ہے؟"
"میرا خیال ہے کہ تم میرا قیمتی وقت ضائع کر رہی ہو۔" ندیم دوبارہ جانے کے لیے پلٹا تو مارگریٹ ہذیانی انداز میں چیخی۔
"نہیں۔ فار گاڈ سیک مجھے پریشان مت کرو میرے ہاتھ پیر

کھول دو میں سخت کرب میں مبتلا ہوں۔"
"پروفیسر بھوشن سے کیوں ملا تھا۔" ندیم نے فیصلہ کن لہجے میں اپنا سوال دہرایا۔
"وہ میرے کہنے پر بھوشن کے پاس گیا تھا ورنہ اس کے پاس اتنی فرصت کہاں ہے کہ۔"
"ملاقات کی وجہ کیا تھی؟" ندیم نے اس کی بات کاٹ دی۔
"بھوشن کا دیا ہوا ڈونیشن؟"
"میں بتاتا ہوں تمہیں۔" ندیم نے سفاک انداز اختیار کیا۔ "تم بھوشن کے ساتھ مل کر پروفیسر کا ایک اہم فارمولا چوری کرنے کے خواب دیکھ رہی ہو۔"
بانو کی اطلاع غلط نہیں تھی۔ فارمولے کی چوری کا تذکرہ سن کر مارگریٹ کی آنکھوں میں خوف کے سائے منڈلانے لگے اس کے چہرے کی رنگت خوف سے زرد ہو گئی۔ چند لمحے وہ گم صم رہی پھر نحیف اور کمزور آواز میں بولی۔
"تمہیں فارمولے والی بات کس طرح معلوم ہوئی؟"
"بھوشن نے اس فارمولے کے عوض تمہارے ساتھ کیا معاہدہ کیا تھا؟" ندیم نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔
"ون ملین ڈالرز ایڈوانس، اتنی ہی رقم اس نے کامیابی کے بعد دینے کا وعدہ کیا ہے۔" مارگریٹ نے تھکی تھکی آواز میں جواب دیا۔
"قلم اٹھاؤ میں تمہیں اس سے بھی لمبی رقم کی آفر دوں تو کیا تم مجھے اپنا تحریری بیان دے سکو گی؟"
"نہیں۔ میں مرنے کو تیار ہوں لیکن کوئی تحریری بیان نہیں دوں گی۔"
"بھوشن وہ فارمولا کس ملک کے لیے حاصل کرنا چاہتا ہے؟"
"مجھے نہیں معلوم۔"
"کیا پروفیسر نے تمہیں اپنی لیبارٹری میں داخل ہونے کی اجازت دے رکھی ہے؟"
"نہیں۔ وہاں اس کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔" مارگریٹ نے جواب دیا۔ "اس کا سیکورٹی کا خودکار نظام اتنا پاور فل ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص وہاں داخل ہونے کی کوشش کرے تو زندہ نہیں رہ سکتا۔"
"کوئی پاس ورڈ جس کی فیڈنگ کیے بغیر وہ نظام کام نہیں کرتا؟" میں نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے سوال کیا۔
"ہاں لیکن پروفیسر اپنی موت گوارا کر لے گا لیکن وہ پاس ورڈ کسی اور کو نہیں بتائے گا۔"
"اس کے لیے بلیک جیک کے ذریعے بھی پروفیسر کی زبان

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

طلائی جانتی ہے۔" میں نے کہا۔ "کیا بھوشن نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی؟"

"کی تھی لیکن اس کا کہنا ہے کہ پاس ورڈ کی فیڈنگ کے وقت پروفیسر کا داخلی دروازے پر ہونا لازم ہے۔ اس کی شکل بلیک جیک آئی کے سامنے نہیں ہوگی پاس ورڈ بھی کام نہیں کرے گا۔"

میں بڑی سنجیدگی سے مارگریٹ کے بیان پر غور کرنے لگا۔ کالا کی طاغوتی قوت پروفیسر کے جسم پر قبضہ کرنے کے بعد اس کی زبان سے جو چاہے کہلوا سکتی تھی۔ میرے ساتھ بھی کئی موقعوں پر ایسا ہو چکا تھا۔ بھوشن کا معافی مانگنے میرے آفس آنا اور کالا کی کالی قوت کا اس کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنا مارگریٹ کے بیان کی نفی کر رہے تھے چنانچہ میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر پوچھا۔

"مگر تمہارا بیان غلط نہیں ہے تو تم پروفیسر کو اس فارمولے کی چوری کی خاطر کس طرح آمادہ کر سکتی تھیں؟"

"مجھے یقین تھا کہ تم یہ سوال ضرور کرو گے۔" مارگریٹ نے ایک لمحے کے توقف کے بعد کہا۔ "بلیک جیک انسان کی ذہنی قوت کو واش کر سکتا ہے، یہ عمل پروفیسر پر بھی کیا جا سکتا تھا لیکن اس نے داخلی دروازے کے لیے جو انتظامات کیے ہیں وہ حیرت انگیز طور پر ناقابل یقین ہیں۔ پروفیسر نے ایک ایسی ڈیوائس تیار کر رکھی ہے جو پروفیسر کی ذہنی کیفیت کو بھی ریڈ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اس لیے۔"

"ون منٹ۔" ندیم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا بھوشن اس ڈیوائس کا تجربہ کر چکا ہے؟"

"ہاں۔" مارگریٹ مردہ آواز میں بولی۔ "اس نے یہی بتایا تھا پروفیسر کی اپنی مرضی کے بغیر کوئی وہاں نہیں جا سکتا۔"

"پھر تم اسے کس طرح آمادہ کر سکتی تھیں؟" میں نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"پروفیسر جب بھی میرے قریب آتا ہے وہ ٹوٹ کر مجھ سے محبت کا کھیل کھیلتا ہے۔ اس حالت میں وہ میری کسی بات کو رد نہیں کرتا۔" مارگریٹ نے رک رک کر جواب دیا۔ "میں نے ایک بار کسی اور مقصد کے لیے اس کا تجربہ کیا تھا۔ پروفیسر اس معاملے میں کسی کی زبان سے ایک لفظ بھی سننے کا عادی نہیں تھا لیکن میں نے اسے آمادہ کر لیا۔ یہی بات نہ جانے کس طرح بھوشن کو معلوم ہو گئی۔ اس کے بعد ہی اس نے مجھ سے مراسم بڑھائے تھے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ پروفیسر تمہیں اپنے ہمراہ لیب میں لے جانے کے لیے تیار ہو جائے گا؟"

"ہاں۔ کچھ وقت ضرور لگے گا لیکن میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

"جسمانی نمائش سے تسخیر کرو گی؟" ندیم نے حقارت سے پوچھا۔

"تم بھول رہے ہو کہ میرا تعلق تمہارے بیک ورڈ ملک سے نہیں ہے جہاں عورت چاہنے کے باوجود کھل کر محبت یا اپنی خواہش کا اظہار نہیں کر سکتی۔ وہ کسی سے ملتی بھی ہے تو چوری چوری لیکن ہم آزاد قوم کے آزاد اور کشادہ قلب انسان ہیں جو زندگی کے ایک ایک لمحے کو انجوائے کرتے ہیں۔" وہ ندیم کو گھورتے ہوئے بولی۔ "کیا تم یقین کرو گے کہ پروفیسر سے شادی سے پہلے میں ڈیٹنگ کرتی تھی۔ میری نجی زندگی میں کئی نوجوانوں سے میرے تعلقات کا علم میرے والدین کو بھی تھا لیکن انھوں نے کبھی مداخلت نہیں کی۔ ایک بار میرے باپ نے میری ماں کو بھی اپنے کسی پسندیدہ شخص کے ساتھ دیکھ لیا تھا لیکن اسے بھی بازپرس کی ہمت نہیں ہوئی۔ میرے پاس بھی کچھ ایسے طریقے ہیں جو پروفیسر کو جذباتی طور پر کسی بات کے لیے بھی آمادہ کر سکتے ہیں۔"

"کیا پروفیسر کو بھی تمہارے اور بھوشن کے تعلقات کا علم ہے؟"

"شاید۔"

"تم نے پروفیسر پر جو تجربہ کیا تھا کیا وہ بھوشن اور اس کی ملاقات کا تھا؟" میں نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ میں اس سے انکار نہیں کروں گی۔"

"تم نے ابھی کہا تھا کہ بھوشن نے تمہیں ون ملین ڈالر ایڈوانس دیے ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔"

"وہ رقم اب کہاں ہے؟"

"ان باتوں سے تمہارا کیا مقصد ہے؟" مارگریٹ پھر الجھ گئی۔

"میں تمہاری زندگی کی ضمانت دے سکتا ہوں لیکن ایک شرط پر۔" ندیم نے اسے مخاطب کیا۔

"وہ کیا؟"

"وہ فارمولا کس نوعیت کا ہے جسے بھوشن اپنے ملک کے ہاتھوں فروخت کرنا چاہتا ہے؟"

"تم مجھے آزاد کر دو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی۔"

"اب تمہاری آزادی کی خواہش بھی شاید تمہیں موت کے منہ سے نہیں بچا سکے گی۔"

"کیا مطلب؟"

"تمہاری گمشدگی کی اطلاع بھوشن کو مل چکی ہوگی۔ ایسی صورت میں اس کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی تمہیں پہلی فرصت میں قتل کرا دیتا۔"

"ہو سکتا ہے کہ تم اپنے زاویے سے صحیح سوچ رہے ہو

لیکن بھوشن مجھے مارنے کے بعد خسارے میں ہی رہے گا۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"ہاں۔ وہ جانتا ہے کہ پروفیسر کی کمزوریوں سے میرے علاوہ کوئی دوسرا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔"

"آزادی کی صورت میں کیا تم اپنی زبان ہمارے سلسلے میں بند رکھنے اور ہم سے تعاون کرنے کا وعدہ کرتی ہو؟"

"میں کوشش کروں گی۔ یقین سے نہیں کہہ سکتی۔" مارگریٹ نے بڑی صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔ "بھوشن کی پشت پر کوئی ایسی نادیدہ طاقت بھی ہے جو دوسروں کے ذہنوں پر کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اگر بھوشن نے اس طاقت کو میرے لیے استعمال کیا تو وہ لاشعوری طور پر میرے دل کا حال معلوم کر لے گا مگر اس کے باوجود وہ اس وقت تک مجھے قتل کرانے یا اور کوئی نقصان پہنچانے کی حماقت نہیں کرے گا جب تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا۔"

"ہو سکتا ہے تمہارا اندازہ ٹھیک ہو لیکن تمہارے مرنے کے بعد ون ملین ڈالر کی رقم کا کیا بنے گا؟"

"میں نے ابھی اس کے بارے میں غور نہیں کیا۔"

"غور کر لو۔ ہمیں بھی کوئی جلدی نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟" مارگریٹ نے تیزی سے پوچھا۔ "کیا تم مجھے آزاد نہیں کرو گے؟"

"میری بات مان لو میڈم۔ یہاں تمہیں کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔ بشرطیکہ تم نے فرار ہونے کی کوشش نہ کی۔" ندیم سپاٹ لہجے میں بولا۔ "اس عرصے میں ہم یہ بھی معلوم کر لیں گے کہ بھوشن کی صحت پر تمہاری گمشدگی کا کیا اثر پڑا ہے۔"

"کیا تمہاری یہ پناہ گاہ بلیک جیک کے راستے میں کوئی دیوار کھڑی کر سکتی ہے؟"

"ہاں۔ تم جب تک یہاں رہو گی محفوظ رہو گی۔"

"مجھے منظور ہے لیکن اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ مجھے رسیوں کی قید سے آزاد کر دیں میرا دم گھٹنے لگا ہے۔"

جواب میں ندیم نے راجو کو طلب کیا جس نے ندیم کے کہنے پر مارگریٹ کے ہاتھ پیر کھول دیے۔ مارگریٹ نے سکون کا طویل سانس لیا لیکن اس کی نظریں رہ رہ کر اس تنومند شخص کی جانب اٹھ رہی تھیں جو راجو کے ساتھ ہی آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید رائفل تھی جس میں میگزین فٹ تھا۔ اس نے خاموشی سے داخلی دروازے پر اپنی پوزیشن سنبھال لی تھی۔ اس کا چہرہ نقاب میں پوشیدہ تھا لیکن نقاب سے جھانکتی ہوئی آنکھیں اس بات کی غمازی کر رہی تھیں کہ وہ سخت گیر طبیعت کا مالک ہے۔

"تمہارا کوئی آدمی مجھے ہاتھ نہیں لگائے گا۔" مارگریٹ نے اپنی کلائی سہلاتے ہوئے کہا جس پر رسیوں کی بندش سے ایک سرخی مائل دائرہ بن گیا تھا۔

"ہمارے آدمی اس وقت تک غیر مہذب نہیں ہوتے جب تک انھیں اس کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔"

"کیا یہ شخص اسی طرح یہاں ہر وقت تعینات رہے گا؟" مارگریٹ نے نقاب پوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو اگر تم پرائیویسی چاہتی ہو تو وہ بھی میسر آجائے گی لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ ہماری خفیہ آنکھیں تمہاری ایک ایک نقل و حرکت کا خیال رکھیں گی۔" ندیم سپاٹ لہجے میں بولا۔ "باتھ روم کے اندر ایک کال سوئچ موجود ہے۔ تم جب کسی چیز کی ضرورت محسوس کرو اس سوئچ کو دبا دینا۔ میرے آدمی تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھیں گے۔"

"کیا تم میرا ایک کام کر سکو گے؟"

"اس کا جواب میں کام کی نوعیت معلوم ہونے کے بعد ہی دے سکتا ہوں۔"

"کسی طرح پروفیسر کو یہ اطلاع دے دو کہ میں کسی خاص مقصد کی خاطر جان بوجھ کر روپوش ہوئی ہوں۔ دوسری صورت میں وہ طوفان کھڑا کر دے گا۔"

"ڈونٹ وری۔ ہم ذاتی طور پر بھی پروفیسر سے ملاقات کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"لیکن اس کے سامنے کسی فارمولے یا ایسی کسی بات کا ذکر نہ کرنا جو اس کے دل میں میرے خلاف نفرت بھر دے۔"

"ہم جانتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آسکی۔" مارگریٹ نے مجھ پر ایک نظر ڈالتے ہوئے ندیم کو مخاطب کیا۔ "کیا تم اس کالی طاقت سے محفوظ رہ سکو گے جو بھوشن کا ساتھ دے رہی ہے؟"

"سو فیصد۔" ندیم مسکرایا۔ "ہم دنیا کی تمام نادیدہ قوتوں اور ناقابل یقین شعبدے کرنے والوں کو ہر ماہ بڑی پابندی سے بھتہ ادا کرتے ہیں۔ ان سے ہمارا ایگریمنٹ ہے کہ وہ بھتے کی ادائیگی کی صورت میں ہمارے خلاف کسی کا ساتھ نہیں دیں گے۔"

"تم شاید مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟"

"غلط خیال ہے تمہارا۔" ندیم نے بائیں آنکھ جھپکاتے ہوئے کہا۔ "ہم جو کام کرتے ہیں وہ سنجیدگی سے کرتے ہیں۔ مذاق کرنا ہماری سرشت میں داخل نہیں ہے۔"

"کیا تمہارے آدمی تمہاری غیر موجودگی میں مجھے پریشان تو نہیں کریں گے؟"

"اس کا دارومدار بھی تمہاری مرضی پر منحصر ہے مگر میرے کسی آدمی کو اپنی کسی سازش کے تحت شیشے میں اتارنے کی کوشش بھول کر بھی نہ کرنا ورنہ ہمارے درمیان شرافت اور تہذیب کا سارا معاہدہ ختم ہو جائے گا۔"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

پھر ندیم میرے ساتھ تیزی سے اوپر اپنے آفس میں آ گیا۔ راجو بھی ہمارے ساتھ تھا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟" میں نے پوچھا۔

"تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں فوری طور پر پروفیسر سے ملاقات کرنی چاہیے۔"

"میں نے بھی یہی سوچا ہے لیکن ہم پروفیسر سے دو روز بعد ملیں گے۔"

"وہ کیوں؟"

"میں چاہتا ہوں کہ مارگریٹ کی پراسرار گمشدگی کی اطلاع اخبارات کے ذریعہ جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل جائے۔" ندیم نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ بھوشن اور پروفیسر کا اس خبر پڑھنے کے بعد کیا ردعمل ہوگا۔ ہو سکتا ہے تمہاری کالکا دیوی بھی کوئی اپنا چمتکار دکھانے کی کوشش کریں۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے باس۔" راجو نے پوچھا۔

"اپنے آدمیوں کو ہر طرف پھیلا دو۔ مجھے رکی زندہ حالت میں درکار ہوگا۔ اس بات کا خیال رکھنا۔"

"او کے باس۔" راجو نے بے پروائی سے جواب دیا پھر خاموشی سے آفس سے باہر چلا گیا۔ میں ندیم کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گیا پھر گھر کے لیے ہماری واپسی بھی ایک ساتھ ہی ہوئی تھی۔ راستے میں ندیم نے کسی مصلحت کی بنا پر مارگریٹ کے اغوا کی تشہیر کا ارادہ بھی ترک کر دیا تھا۔

☆

دوسری صبح میرے لیے خاصی ہنگامہ خیز ثابت ہوئی، سب سے پہلے سراج نے مجھے فون کر کے بانو کی پراسرار موت کی اطلاع دی، اس کے بیان کے مطابق سراج نے اسے تھانے کے بجائے ایک محفوظ مقام پر رکھا تھا۔ رات تک وہ زندہ تھی لیکن صبح بند کمرے سے اس کی لاش برآمد ہوئی جو پوری طرح نیلی پڑ چکی تھی۔ اس کے جسم پر تشدد کا کوئی نشان نہیں تھا۔ پہلے سراج نے یہی خیال کیا تھا کہ شاید بانو نے خودکشی کی ہوگی لیکن بعد میں میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کی موت کسی سانپ کے ڈسنے سے واقع ہوئی تھی جس کا زہر بانو کے پورے جسم میں پھیل گیا تھا۔ موت کے بعد بھی اس کی آنکھیں اس طرح پوری طرح کھلی تھیں جیسے وہ کسی خاص شے کو خوفناک نگاہوں سے گھور رہی ہو۔ سراج پولیس کے محکمے کا ایک دیانتدار آفیسر تھا لیکن بانو کے سلسلے میں اس نے بڑی رازداری سے کام لیا۔ اس کی لاش کو گھر کے بجائے ایک پبلک پارک سے برآمد کرنا ظاہر کیا گیا تھا۔ پبلک پارک کی رعایت سے سانپ کے کاٹنے کا جواز بھی بن گیا تھا۔ دوسری شکل میں سراج کو لینے کے دینے پڑ جاتے۔

میرے ذہن میں کالکا کا تصور ابھرا۔ اسے بھوشن کے ذریعے اس بات کا یقینی علم ہو گیا تھا کہ مارگریٹ کو ہم نے اغوا کیا تھا۔ مارگریٹ کی تلاش میں ناکامی کے بعد ہی اس نے بانو کو موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کی ہوگی۔ میں نے ندیم کو اس کی اطلاع دی تو وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

"میں نے پہلے ہی اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ بانو چونکہ ایک اہم گواہ ثابت ہو سکتی تھی اس لیے تمہاری کالکا دیوی پہلی فرصت میں اسے اپنے انتقامی جذبے کا شکار کرے گی۔"

"اب تمہارے ذہن میں کیا پروگرام ہے؟"

"فی الحال میں تمہارے سراج صاحب کی داد دوں گا جنہوں نے بانو کی لاش کی برآمدگی پبلک پارک سے دکھائی ہے۔"

"فرق کیا پڑتا ہے۔" میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "کالکا خود سراج کی زبانی اس دروغ گوئی کا اظہار کرا سکتی ہے۔"

"لیکن اس نے آج تک سراج کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا۔ جانتے ہو کیوں؟ وہ سراج کی شخصیت سے چوہے بلی والا کھیل کھیل رہی ہے۔"

"مارگریٹ۔" میں نے زہر آلود لہجے میں کہا۔ "ہماری قید سے آزاد ہونے کے بعد اس کا انجام بھی بانو سے مختلف نہیں ہوگا۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم کسی طرح مارگریٹ سے اس کا بیان حاصل کر لیں اور بانو کے جواب میں مارگریٹ کی لاش کا تحفہ بھوشن کو روانہ کریں۔"

"پریشان مت ہو۔ سورج ڈھلنے سے قبل بانو کی موت کا جواب تمہاری کالکا دیوی کو پہنچ جائے گا۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ اب تم اس کہانی کے ہیرو بنتے جا رہے ہو جس کا آغاز روپ نگر میں شنکر کی منحوس شخصیت کے سامنے آنے کے بعد شروع ہوا تھا۔"

"میں اب تمہیں اقدام سے روکنے کی کوشش نہیں کروں گا۔" ندیم نے خشک لہجے میں جواب دیا جس سے صاف ظاہر تھا کہ اسے میری بات ناگوار گزری تھی۔ میں نے اس وقت مخاصمت کی کوئی بات نہیں کی۔ بانو کی موت کی اطلاع نے میرے ذہن میں تلاطم پیدا کر دیا تھا۔ ندیم کی ٹھنڈی پالیسی ممکن ہے دوراندیشی کا تقاضا ہو لیکن میں حالات کے گراف سے متفق نہیں تھا۔ میں نے ندیم سے رابطہ ختم کر کے براہ راست بھوشن کو ٹھکانے لگانے کے بارے میں سوچا۔ کالکا جس انداز میں اس کی طرفداری کر رہی تھی وہ میرے لیے اب ناقابل برداشت ہوتا جا رہا تھا مگر میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بھوشن کو آسانی سے میرا شکار نہیں بننے دے گی۔ صندلی انگوٹھی کی موجودگی میں وہ یا اس کی طاغوتی قوتیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھیں لیکن بھوشن کو تحفظ ضرور فراہم کر سکتی تھی۔ میں نے کچھ سوچ کر ماہ رخ سے رابطہ قائم کیا۔ میری آواز سن کر وہ پھر کسی بھرے ہوئے پیمانے کی طرح چھلکنے لگی۔

"میں اس وقت سنجیدگی سے کچھ باتیں کرنا پسند کروں گا۔" میں نے کھردرے لہجے میں جواب دیا۔

"تم حکم دو۔ تمہارے خاطر تمہاری ماہ رخ اتنی ہی سنجیدگی سے اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کر سکتی ہے۔"

"مجھے رکی کے سلسلے میں تمہاری مدد درکار ہے۔ کیا تم اسے اپنے آدمیوں کے ذریعے زندہ گرفتار کر کے میرے حوالے کر سکتی ہو؟"

"اب وقت میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ تم نے رکی کے سلسلے میں دیر کر دی۔"

"کیا مطلب؟" میں چونکا۔

"میں تمہارے کہے بغیر رکی کا تحفہ تمہاری خدمت میں پیش کرنا چاہتی تھی۔ اس کام پر میں نے اپنے بہترین جاں نثاروں اور خدمت گاروں کو لگا دیا تھا لیکن شاید رکی کو اس کی خبر ہو گئی۔ وہ اپنے اندیشے کے پیش نظر انڈر گراؤنڈ ہو گیا۔ بہرحال میرے آدمی اب بھی اس کی تلاش میں ہیں۔"

"میرا خیال ہے کسی نے اسے جان بوجھ کر انڈر گراؤنڈ چلے جانے کا مشورہ دیا ہوگا۔"

"وہ کون ہے؟"

"کوئی ایسی خوب صورت اور حسین عورت جس کے رکی کے ساتھ تعلقات رہ چکے ہوں۔" میں نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔ "کیا تمہیں اس بات کا کوئی تجربہ نہیں ہے کہ رکی حسین تتلیوں پر کسی بھونرے کی طرح منڈلانے کا عادی تھا۔"

"میں تمہارا اشارہ سمجھ رہی ہوں مائی ڈیئر شہباز۔" وہ بے باکی سے بولی۔ "میں اس بات سے انکار نہیں کروں گی کہ کسی زمانے میں میرے اور رکی کے تعلقات بھی رہ چکے ہیں لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ سمندر کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی موجوں سے نہ جانے کتنے شوقین دل بہلاتے ہیں لیکن سمندر اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے اور وہ افراد جو ماہر تیراک ہونے کے بل بوتے پر سمندر کی سرکش موجوں سے زور آزمائی کرتے ہیں ان کی لاش بھی تلاش بسیار کے باوجود دستیاب نہیں ہوتی۔ میں بھی ایک ایسی ہی سرکش موج ہوں جو پیراکوں کو ایک حد سے تجاوز کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتی۔ جو زور آزمائی کی حماقت کرتے ہیں وہ اپنی موت ہی کو دعوت دیتے ہیں۔"

"سوری۔" میں حقارت سے بولا۔ "شاید مجھے رکی کے سلسلے میں تمہیں زحمت نہیں دینی چاہیے تھی۔"

"تم غلط سوچ رہے ہو۔" اس نے بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ "رکی تم سے زیادہ اہم نہیں ہو سکتا۔"

"کبھی ایسی ہی کوئی بات تم نے رکی سے بھی کہی ہوگی؟"

"ہو سکتا ہے۔" وہ بے پروائی سے بولی۔ "میں گزری ہوئی باتوں کو یاد کر کے اپنا ذہن ڈسٹرب نہیں کرتی۔ ویسے اگر تمہیں میرے اور رکی کے بارے میں علم ہو گیا ہے تو یہ ضرور جانتے ہو گے کہ سلیمان شاہ نے اپنی ضرورت کے تحت مجھے کس حالت میں قبول کیا تھا۔"

"لیکن میں سلیمان شاہ نہیں بن سکتا شاید اس لیے کہ نہ تو میں کوئی سیاست داں ہوں جو اپنی دکان چلانے کی خاطر اپنی ذاتی سطح سے گر جاتے ہیں، نہ ہی مجھے استعمال شدہ کھلونوں سے کھیلنے کا کوئی شوق ہے۔"

"شہباز خان۔ یہ تم نہیں بلکہ ماہ رخ کی دی ہوئی رعایت بول رہی ہے۔" اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "تمہاری جگہ کوئی اور مجھ سے ایسے لہجے میں گفتگو کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا لیکن تمہاری بات اور ہے۔ تم اگر مجھے گندی سے گندی گالی بھی دو گے تو میں ہنس کر برداشت کر لوں گی۔ اس لیے کہ تم وہ پہلے شخص ہو جس کو میں نے دل کی گہرائیوں سے چاہا ہے۔"

"کیا تم سلیمان شاہ کو چھوڑ کر مجھ سے شادی کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہو؟" میں نے زہرخند سے اس کی شخصیت پر کیچڑ اچھالا۔

"نہیں، میں تمہاری شخصیت کو داغدار نہیں کروں گی لیکن تمہیں بھول جانا میرے اختیار کی بات نہیں ہے۔" وہ بے حد سنجیدہ تھی۔

"اس نوازش کا شکریہ۔" میں نے بیزاری کا اظہار کیا پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔ کچھ دیر بعد وائی کے اسسٹنٹ نے جسے میں نے عارضی طور پر سکریٹری مقرر کیا تھا۔ مجھے انٹرکام پر اطلاع دی کہ کامنی دت مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔

"کامنی دت۔" میں حیرت سے اچھل پڑا مجھے اپنی قوت سماعت پر شبہ ہو رہا تھا لیکن مجھے جو اطلاع دی گئی تھی وہ غلط نہیں تھی۔ اس لیے کہ دو منٹ بعد ہی کامنی دت میرے آفس میں میرے سامنے بیٹھی تھی۔ اس کی آمد میرے لیے کسی پریشانی کا پیش خیمہ بھی بن سکتی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ اسے کسی سازش ہی کے تحت میرے پاس بھیجا گیا ہوگا۔ میں سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" میں نے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے کاروباری انداز میں دریافت کیا۔

"میں تمہیں ایک مشورہ دینے آئی ہوں۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "تم اپنے ذہن سے میرے باس کا خیال نکال دو۔"

"شاید اس وقت بھی تمہارا ذہن کسی اور کے قبضے میں

aazzamm@yahoo.com aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"ہمت ہو چکا کاکا رانی۔" میں نے حقارت سے جواب دیا۔ "اب تم کسی روپ میں بھی مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں۔"

"جانتے ہو تم اس سے کس سے مخاطب ہو؟" کامنی دت نے اپنی ہی آواز میں جواب دیا۔ "بھوشن کی سکریٹری کا تمہارے پاس آنا بھی تمہارے لیے کسی بڑے انعام سے کم نہیں ہے۔"

"آپ کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"مجھے باس نے آخری بار تمہیں سمجھانے کی خاطر بھیجا ہے۔ ہے سے فائدہ اٹھاؤ۔ اسی میں تمہاری مکتی ہے ورنہ تمہاری موت بانو سے زیادہ عبرتناک ثابت ہوگی۔"

"تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تمہارے والے باس نے تمہیں کس مقصد کے لیے میرے پاس بھیجا ہے۔"

"میڈم مارگریٹ۔" اس نے مجھے تیز نگاہوں سے گھورا۔ "امید ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے ہوگے؟"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کس مارگریٹ کی باتیں کر رہی ہو۔"

"وہی جسے تم نے یا تمہارے متر نے اغوا کیا ہے۔"

"یہ اطلاع میرے لیے قطعی تازہ ہے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں کسی مارگریٹ سے واقف نہیں ہوں۔"

"اگر میں تمہارے آفس میں خودکشی کرلوں تو جانتے ہو کیا ہوگا۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکرائی۔ "تم میرے قتل کے جرم میں گرفتار ہو گے پھر پھانسی کا پھندہ تمہاری آتما اور شریر کے بندھن کو سدا کے لیے ختم کر دے گا۔"

"میں تمہارا ہر حکم ماننے کو تیار ہوں لیکن ایک شرط پر۔ تم میری بانہوں میں بس ایک لمحے کو سمٹ جاؤ۔"

جواب میں کامنی دت نے مجھے قہر آلود نظروں سے دیکھا۔ اس کی نگاہوں سے شعلے لپک رہے تھے پھر فون کی گھنٹی بجی تو میں نے ریسیور اٹھا لیا۔ "ندیم بول رہا ہوں۔" دوسری سمت سے ندیم کی آواز ابھری۔ "میں نے بانو کے جواب میں کامنی دت کی لاش کا تحفہ بھوشن کی خدمت میں پہنچا دیا ہے۔" "وٹ از کل" اپنے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی ندیم نے سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ شاید وہ مجھ سے ابھی تک خفا تھا لیکن اس وقت اس کی خفگی کے مقابلے میں کامنی دت میرے لیے زیادہ اہم تھی۔ کامنی دت میرے سامنے موجود تھی اور ندیم نے کہا تھا کہ اس نے کامنی دت کی لاش کا تحفہ بھوشن کو روانہ کر دیا ہے۔

"کیا سوچ رہے ہو مسٹر شہباز۔" میرے سامنے بیٹھی ہوئی کامنی دت نے کہا۔ "تم مارگریٹ کے سلسلے میں میرا کہا مان لو۔ اس کے جواب میں، میں تمہیں باس کے بارے میں ایسی انفارمیشن دے سکتی ہوں جو تمہارے لیے بہت کارآمد ثابت ہوں گی۔"

"ایک انفارمیشن میں بھی تمہیں دینا چاہتا ہوں۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کامنی دت کی لاش کا حسین تحفہ بھوشن کو موصول ہو چکا ہے۔"

"یہ... یہ کیسے ممکن ہے۔" وہ حیرت سے بولی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن اور شکست کے تاثرات نمایاں ہو رہے تھے۔

"اب اس ناٹک کو ختم کرو کاکا رانی۔ تم اگر کسی اور روپ میں آتیں تو شاید میں دھوکا کھا جاتا لیکن کامنی کا روپ دھار کر تم نے حماقت کا ثبوت دیا ہے۔"

"مجھ سے بھول ہو گئی۔" وہ تلملا کر اٹھ کھڑی ہوئی پھر خلاء میں گھورتے ہوئے بولی۔ "تمہارا متر مجھے بھی جل دے گیا۔ مجھے یہاں آنے سے پہلے ہی اس کامنی دت کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہیے تھا جو بھوشن کے دفتر میں بیٹھی سب کی آنکھوں میں دھول جھونک رہی تھی۔"

"میں سمجھا نہیں۔ ایک وقت میں تین تین کامنی دت کہاں سے پیدا ہو گئیں؟"

"اس کا جواب تمہیں جلد مل جائے گا۔" وہ جانے کے لیے گھومی تو میں نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا اب بھی تمہیں اپنی شکتی پر گھمنڈ باقی ہے۔ کاکا رانی۔"

"ہاں۔" اس نے پلٹ کر جواب دیا۔ "میری مہان شکتی اپرم پار ہے پرنتو اس سے مجھ سے ایک چوک ہو گئی۔ شاید مجھے کامنی دت کے روپ میں نہیں آنا چاہیے تھا لیکن چنتا مت کرو۔ تمہارے متر کا یہ قرض میرے اوپر باقی رہے گا۔"

پھر اس سے پیشتر کہ میں کوئی جواب دیتا وہ نظروں سے کسی چھلاوے کی طرح غائب ہو گئی۔ کچھ دیر بعد سراج نے بھی ندیم کی فراہم کردہ اطلاع کی تصدیق کر دی۔ کامنی دت کو اس کے کمرے میں ہی مردہ پایا گیا تھا۔ میرے ذہن میں مختلف خیالات ابھرنے لگے۔ کچھ دیر بعد میں ایک اہم نتیجہ اخذ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کاکا نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ کامنی دت کے سلسلے میں ندیم سے معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ اس نے مجھے اس بات کی بھی اجازت دی تھی کہ میں کامنی دت سے تعلقات پیدا کر سکتا ہوں۔ یہ ایک ایسی پیشکش تھی جو کاکا مجھے نہیں دے سکتی تھی پھر میرے ذہن میں وہ لڑکی ابھر آئی جسے میں نے ندیم کے کمرے میں دوبارہ دیکھا تھا۔ ندیم نے کامنی دت کے بارے میں مجھے ٹالنے کی کوشش کی تھی جس کا ایک ہی مطلب ہو سکتا تھا کہ ندیم نے اصل کامنی دت کا اغوا کرا لیا اور اس کی جگہ دوسری خاتون کو کامنی دت کے میک اپ میں بھوشن کی سیکریٹری بنا کر بھیج دیا اور اب بانو کے جواب میں اس نے اصلی کامنی دت کو ٹھکانے لگا دیا اور جو لڑکی اس کا کردار ادا کر رہی تھی وہ بھی کاکا کی کسی بھول چوک کی وجہ سے اس کے عتاب سے نکل گئی تھی۔ کاکا کے جملے میرے مفروضوں کو تقویت دینے کے لیے بہت کافی تھے۔ "لیکن ندیم نے اس راز کو مجھ سے چھپانے کی کوشش کیوں کی۔" یہ سوال صدائے بازگشت بن کر میرے دماغ میں گونج رہا تھا۔ میں نے جھلاتے ہوئے انداز میں فون اٹھا کر ندیم سے رابطہ قائم کیا۔

"کوئی نئی اطلاع۔" ندیم نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمارے درمیان مصلحتوں کی دیوار آڑے آ گئی ہے۔" میں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔

"تم نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ غلط نہیں ہے۔" ندیم بولا۔ "جس کامنی دت سے تم بھوشن کے دفتر میں ملے تھے وہ اصلی کامنی دت نہیں تھی۔ جس لڑکی کو تم نے آفس میں دوبارہ دیکھا تھا وہی کامنی دت کا کردار ادا کر رہی تھی۔ تم اس سے پہلے بھی اکثر اسے ماریا، مونا یا جولی کے روپ میں دیکھ چکے ہو۔ لندن میں تمہارا اور اس کا ساتھ بھی رہا ہے۔ مجھے علم تھا کہ تمہاری کاکا رانی اس راز سے واقف ہو چکی تھی لیکن وہ اسے اپنی طاقت کے زور پر کسی کٹھ پتلی کی طرح استعمال کر رہی تھی اگر بانو کو نہ مارا گیا ہوتا تو شاید نقلی کامنی ابھی چند دنوں اور بھوشن کی سکریٹری کے فرائض انجام دیتی رہتی۔ ویسے بھی جب میرے آدمیوں نے کامنی دت کو تمہارے دفتر میں داخل ہونے کی اطلاع دی تو میں سمجھ گیا کہ اب پانی سر سے گزرنے والا ہے چنانچہ میں نے جولی کو بساط سے دور کر دیا اور اس کی جگہ اصل کامنی دت کی لاش بھوشن کو موصول ہوئی۔ ویسے کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہاری کاکا نے تم کو اور کس راز سے آگاہ کیا ہے۔"

"تم نے کامنی دت کی اصلیت کے بارے میں مجھے تاریکی میں کیوں رکھا تھا؟"

"مصلحت کا تقاضا یہی تھا۔"

"گویا اب تمہیں میرے اوپر بھی بھروسا نہیں رہا۔" میں نے خفگی سے جواب دیا۔

"احمقانہ باتیں مت کرو۔ میں تمہارا دشمن نہیں دوست ہوں۔ تمہاری خاطر اپنی جان بھی دے سکتا ہوں لیکن عارفہ کے سہاگ پر کسی آنچ کو برداشت نہیں کر سکتا۔" ندیم کے لہجے میں خلوص اور اپنائیت تھی۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ریسیور خاموشی سے کریڈل پر رکھ دیا۔ ندیم نے کامنی دت کے معاملے میں مجھے ڈارک میں رکھا تھا۔ اس کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی یہی کرتا۔ جولی یا ماریا نے جو کردار ادا کیا تھا وہ اپنی جگہ پر بھرپور تھا۔ کاکا حیرت انگیز صلاحیتوں اور کالی قوتوں کی مالک تھی اگر اسے علم ہو جاتا کہ میں بھی کامنی دت کے راز سے واقف ہو گیا ہوں تو شاید جولی کام آجاتی۔ میں خاصی دیر تک اپنے اگلے اقدام کے بارے میں غور کرتا رہا۔ بھوشن کی شخصیت اب میرے لیے ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی لیکن کاکا کے علاوہ لیڈی مکلارنس نے بھی مشورہ دیا تھا کہ میں فی الحال بھوشن سے دور ہی رہوں پھر میں نے صندلی انگوٹھی کی جانب دیکھا۔ مجھے علم تھا کہ جب تک خدا کے برگزیدہ بندے کا وہ تحفہ میرے پاس ہے دنیا کی کوئی طاقت مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ میں خاصی دیر تک ذہنی جمناسٹک کرتا رہا پھر کریم کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔

"سر" میں نے اس کی جانب دیکھا۔ "کوئی خاص بات؟"

"یس سر۔ میں نے رکی کی ایک کمزوری کا پتا چلا لیا ہے۔" کریم نے تیزی سے کہا۔ "وہ ایک مقامی سپر اسٹور میں کام کرتی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق رکی اس پر اندھا یقین رکھتا ہے۔"

"لیکن میری اطلاع ہے کہ رکی زیر زمین چلا گیا ہے۔"

"ہو سکتا ہے صاحب لیکن وہ کسی لڑکی کے بغیر دو روز سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔" کریم بولا۔ "میرا خیال ہے کہ مس میلبا اب بھی اس سے ملتی ہوگی۔"

"میلبا؟"

"کرسچن لڑکی ہے سر۔" کریم نے اپنا اصل مفہوم بیان کرتے ہوئے جواب دیا۔ "ایک نمبر کی چلتا پرزہ ہے۔ بڑے لوگوں کو اس طرح کاٹتی ہے کہ انھیں یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ کب ان کی کھال اتر گئی۔ البتہ رکی سے اس کا یارانہ فری فنڈ میں ہوگا۔ ہمارے یہاں بڑے لوگوں کے علاوہ بغیر میٹر کی ٹیکسیوں کو بھی کسی ایسے بدمعاش یا غنڈے کو مجبوراً پالنا پڑتا ہے تاکہ دوسرے اس کی جغرافیائی حرکتوں پر اعتراض نہ کر سکیں۔"

"کیا میلبا، رکی کے سلسلے میں ہماری مدد کرنے پر آمادہ ہو جائے گی؟"

"ہمیں گھی نکالنے کی خاطر انگلی ٹیڑھی کرنے والا محاورہ استعمال کرنا پڑے گا۔" کریم نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "آپ بس اشارہ کریں۔ میں میلبا کو کھاد کی بوری کی طرح اٹھا کر آپ کے حوالے کردوں گا۔ اس کے بعد اس کی زبان کھلوانے کے لیے ندیم صاحب کا امریکن رگڑا بڑا موثر ثابت ہوگا۔"

"فی الحال تم میلبا پر نظر رکھو۔ اس کے بعد اسے اغوا کرانے پر بھی غور کر لیا جائے گا۔"

"یہ کام میں آپ کی اجازت کے بغیر ہی کر چکا ہوں۔" کریم نے جواب دیا۔ "میں نے اپنا ایک خاص آدمی مس میلبا کے پیچھے لگا دیا ہے جو سائے کی طرح اس کی ایک ایک نقل و حرکت کی نگرانی کرتا رہے گا۔ اس کے علاوہ مجھے ایک خبر اور بھی ملی

aazzamm@yahoo.com

ہے۔ رکی کی غیر موجودگی میں اس کا ایک اور ساتھی جو کلر کمانڈو کے نام سے مشہور ہے وہ بھوشن کے معاملات کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔"

"کلر کمانڈو، کیا تم جانتے ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے؟"

"یس سر۔ میں اس کا ایڈریس بھی معلوم کر چکا ہوں۔ شہر کے ایک گنجان علاقے کے فلیٹ میں تنہا رہتا ہے۔"

"وہ بھی تمہیں جانتا ہے؟"

"جی نہیں۔"

کریم کی اطلاع میرے لیے کار آمد تھی چنانچہ اسی روز رات کے تقریباً دس بجے میں شہر کے معروف علاقے میں واقع ایک بوسیدہ سی عمارت کے تیسرے طور پر پہنچ گیا جہاں کلر کمانڈو رہتا تھا۔ دروازہ اندر سے لاک تھا۔ میں نے اسے اَن لاک کرنے کی کوشش کی لیکن کریم نے مجھے روک دیا پھر وہ بلڈنگ پر جا کر اس چار فٹ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ جہاں سے مطلوبہ فلیٹ کی بالکنی کا فاصلہ بہ مشکل آٹھ فٹ رہا ہوگا۔ کریم نے نہایت خطرناک انداز میں منڈیر پر کھڑے ہو کر جمپ لگائی اور بالکنی کی ریلنگ پکڑ کر لہراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ ایک منٹ بعد ہی اس نے اتنی آہستگی سے دروازہ کھولا تھا کہ مجھے بھی اس کی آواز نہیں سنائی دی۔ کریم نے مجھے اشارہ سے اندر بلا کر دروازہ دوبارہ بند کیا پھر ملحقہ کمرے کی جانب پنجوں کے بل چلنے لگا۔ میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنا آٹومیٹک نکال کر لوڈ کر لیا۔ کریم نے آہستہ سے دروازے کو آزمایا۔ وہ بند نہیں تھا صرف بھڑا ہوا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے بائیں مونڈھے سے دروازے کو دھکا دیتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ میں بھی برق رفتاری سے اندر پہنچ گیا۔ کلر کمانڈو اس وقت تنہا نہیں تھا ایک واجبی قسم کی عورت بھی اس کے ساتھ رنگ رلیاں منانے میں مصروف تھی جس نے ہمیں دیکھتے ہی چادر کھینچ کر خود کو اس کے اندر چھپا لیا تھا۔ کلر کمانڈو کے جسم پر صرف ایک نیکر باقی رہ گیا تھا۔ دروازے کی آہٹ سنتے ہی وہ کسی درندے کی طرح جست لگا کر پلنگ سے نیچے آ گیا لیکن میرے ہاتھ میں آٹومیٹک دیکھ کر اس نے فوراً کسی قسم کا رسک نہیں لیا۔ صرف قہر آلود نظروں سے ہم دونوں کو گھورتا رہا۔ اس کے چہرے پر کئی زخم تھے جو مندمل ہونے کے بعد بھی دکھائی دے رہے تھے۔

"کون ہو تم؟" اس نے گھن گرج کی طرح آواز نکالی تو وسکی شراب کا بھبکا بھی کمرے میں پھیل گیا۔ اس عرصے میں کریم نے غالباً اپنے نیفے میں اڑسا ہوا چاقو بھی نکال لیا تھا۔

"ہم تمہارے دوست بھی ثابت ہو سکتے ہیں لیکن ایک شرط ہے۔" میں نے سرد لہجے میں بات کو طول دیے بغیر کہا۔ "تمہیں اپنی جان بخشی کے عوض ہمیں بتانا ہوگا کہ رکی کہاں روپوش ہے؟"

ایک لمحے کے لیے کلر کمانڈو کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی پھر وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔ "رکی۔ میں شاید یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"بھوشن کو جانتے ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ تم لوگ غلط جگہ آ گئے ہو۔" اس نے منہ بنا کر جواب دیا لیکن صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔

"ہمارے پاس وقت محدود ہے۔" میری آواز میں سفاکی آ گئی۔ "رکی زیادہ دنوں تک ہماری نظروں سے دور نہیں رہ سکے گا لیکن تم ضرور خرچ ہو جاؤ گے۔"

جواب میں کلر کمانڈو نے ایسی حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ہوا میں اڑتا ہوا اس طرح میرے سینے سے ٹکرایا کہ میں خود کو سنبھال نہ سکا۔ آٹومیٹک میرے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ میرے زمین پر گرتے ہی اس نے گرانے والا ہاتھ میری گردن پر مارنے کی کوشش کی اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو میری گردن کی ہڈی بھی ٹوٹ سکتی تھی لیکن بروقت میں نے قلابازی کھائی اور اس کی زد سے باہر ہو گیا۔ کلر کمانڈو کا وار خالی گیا تو وہ ربر کی کسی گیند کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے فوری طور پر لیٹے ہی لیٹے اپنی سیدھی ٹانگ سے مارشل آرٹ کا مظاہرہ کیا تو وہ سنبھل نہ سکا۔ اچھل کر منہ کے بل زمین پر گرا۔ میں برق رفتاری سے سمرسالٹ لگا کر اٹھا پھر میری بجلی سی ٹھوکر نے اس کے چہرے کی کھال پھاڑ دی۔ دوسری ٹھوکر کنپٹی پر لگی تو وہ کراہ اٹھا۔ اس نے کروٹ لے کر مہلت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس بار میں نے ریڑھ کی ہڈی پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ اس کا جسم دوہرا ہو گیا۔ اب وہ بری طرح بلبلا رہا تھا اس میں اٹھنے کی طاقت نہیں تھی۔ مجھے یقین تھا کہ اب وہ کافی عرصے تک اپنی ٹانگوں پر سیدھا نہیں کھڑا ہو سکے گا پھر بھی میں نے لپک کر اپنا آٹومیٹک دوبارہ اٹھا لیا۔

"تمہیں ہر صورت میں رکی کے سلسلے میں زبان کھولنی پڑے گی۔" میں گرجا۔ "انکار کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں اس کرب سے ہمیشہ کے لیے نجات دلا دوں۔ جس میں تم مبتلا ہو۔"

"میں قسم کھاتا ہوں۔" اس نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے نہیں معلوم کہ رکی کہاں پوشیدہ ہے۔"

"دماغ پر زور ڈالو۔" میں نے خشک آواز میں کہا۔ "پہلے تم رکی کے نام سے ہی واقف نہیں تھے لیکن اب واقف ہو چکے ہو۔ تھوڑی سی کوشش اور کرو تو تمہیں یہ بھی یاد آ جائے گا کہ رکی کس بل میں چھپا بیٹھا ہے۔"

"نہیں۔ میری بات کا یقین کرو۔ تقریباً چار پانچ روز سے وہ غائب ہے۔ آخری بار اس نے مجھے تاکید کی تھی کہ میں بھوشن کا خیال رکھوں اس کے بعد سے ہمارے درمیان دوبارہ کوئی رابطہ نہیں ہوا۔"

"کریم۔" میں نے کریم کی سمت دیکھ کر سرد لہجے میں کہا۔ "میں نے سنا ہے کہ تم مارشل کے آرٹ میں اپنا جواب نہیں رکھتے؟"

"آپ حکم دیں سر۔"

"میں کلر کمانڈو کو صرف دو منٹ کی مہلت دے رہا ہوں اگر اس عرصے میں اس کی زبان نہ کھلے تو پھر تمہیں زحمت کرنی پڑے گی لیکن اس طرح کہ ایک ہی وار میں اس کی روح پرواز کر جائے۔"

بستر پر لیٹی ہوئی عورت بری طرح سہمی سی نظر آ رہی تھی۔ میرے آخری جملے نے اسے اور خوف زدہ کر دیا۔ وہ چادر پھینک کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے باہر کی جانب لپکی تھی لیکن پھر ایک کراہ کی آواز منہ سے خارج کرتی ہوئی اپنی جگہ رک گئی۔ ایک لمحے کے لیے جیسے اسے سکتہ ہو گیا پھر وہ لہرا کر فرش پر ڈھیر ہو گئی۔ کریم کا نشانہ حیرت انگیز طور پر سچا ثابت ہوا۔ اس کا پھینکا ہوا چاقو دستے تک عورت کی پسلی میں اتر چکا تھا۔ وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں دو ایک بار [illegible] پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں اس عورت کے اذیت ناک انجام سے سبق لینا چاہیے۔"

"نہیں ۔۔ نہیں۔ میں کچھ نہیں جانتا۔" کلر کمانڈو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "چاہے تم مار بھی ڈالو جب بھی میں رکی کے ساتھ دغابازی نہیں کروں گا لیکن میری موت کے بعد تمہارا انجام بھی۔۔"

"کریم۔" میں نے سفاک آواز میں کہا۔ "دو منٹ پورے ہونے میں صرف بیس سیکنڈ باقی رہ گئے ہیں۔"

کریم نے خونخوار نظروں سے کلر کمانڈو کی طرف دیکھا پھر اپنے گھٹنے کو زمین پر ٹکا کر اس طرح اپنے شکار کے قریب بیٹھ گیا کہ کلر کمانڈو کی گردن اس کے زد میں تھی پھر بیس سیکنڈ بعد ہی اس کا کھلا ہوا ہاتھ فضا میں بلند ہوا۔ اس کے حلق سے خوفناک "ہاہو" کی آواز نکلی پھر پہلے ہی وار نے کلر کمانڈو کے گردن کی ہڈی توڑ دی۔ موت کے فرشتے نے اس بار اسے کراہنے کی مہلت بھی نہیں دی تھی۔

"ہمیں اب یہاں نہیں رکنا چاہیے۔" میں نے کہا۔

جواب میں کریم دوبارہ کھڑا ہو گیا لیکن فلیٹ سے باہر نکلنے سے پہلے اس نے دونوں کی نبض ٹٹول کر اس بات کا یقین کر لیا کہ ان کے جسم میں زندگی کی ایک رمق بھی باقی نہیں بچی۔ عورت کے جسم میں پھنسے ہوئے خنجر کے دستے کو بھی اس نے رومال سے صاف کیا پھر ہم باہر آ گئے۔ مجھے اس بات کا افسوس تھا کہ رکی اور بھوشن کے خلاف ایک ثبوت ہمارے ہاتھ سے نکل گیا لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

رات کو تقریباً گیارہ بجے میں کلر کمانڈو کا قصہ نمٹا کر گھر واپس آیا تو عارفہ اور نسیم سو چکی تھیں لیکن ندیم جاگ رہا تھا۔ ہم دونوں ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ میں نے گفتگو میں پہل نہیں کی۔ کچھ دیر خاموشی طاری رہی پھر ندیم نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"میں کامنی دت کے سلسلے میں تمہاری غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے کسی قسم کی کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔" میں نے آہستہ سے جواب دیا۔

"ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔" وہ میرے چہرے کے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے بولا۔ "تم مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہو' شاید نسیم سے بھی زیادہ اس لیے کہ وہ خوب صورت تحفہ بھی تم ہی نے دیا تھا۔"

"اس وقت ان باتوں کی ضرورت تمہیں کیوں محسوس ہو رہی ہے؟"

"اس لیے کہ حالات نے تمہیں اب خاصا جذباتی بنا دیا ہے۔" ندیم نے بڑی اپنائیت سے کہا۔ "ہمارے درمیان منافقتوں کی کوئی دیوار نہیں ہے۔ اس خیال کو ذہن سے نکال دو' تمہاری خاطر میں اپنی زندگی بھی قربان کر سکتا ہوں۔ جب چاہے آزما کر دیکھ لینا۔"

ندیم کے لہجے میں بے پناہ خلوص تھا۔ شاید اسے فون پر گفتگو کرتے وقت میری تلخی کا احساس ہو گیا تھا۔ میں نے ایک دو جملے ایسے کہے بھی تھے جو یقیناً اسے گراں گزرے ہوں گے۔ اس کی جگہ میں ہوتا تو شاید میرا رد عمل بھی وہی ہوتا جو ندیم کا تھا۔ میں اس کی کیفیت محسوس کر رہا تھا پھر بھی سنجیدگی سے کہا۔ "ایک بات کا وعدہ کرو۔ آیندہ تم مجھ سے کسی بات کو چھپاؤ گے نہیں؟"

"منظور ہے۔" ندیم مسکرا کر بولا۔ "نہ کوئی بات چھپاؤں گا نہ یہ پوچھوں گا کہ تم کیا حرکتیں کرتے پھر رہے ہو اور اس وقت کہاں سے آ رہے ہو۔"

"کیا مطلب؟" میں نے بظاہر حیرت کا اظہار کیا۔

"کلر کمانڈو میری نگاہ میں بھی آ چکا تھا لیکن مجھے یہ بھی علم تھا کہ بھوشن یا رکی کے سلسلے میں وہ کسی قیمت پر اپنی زبان نہیں کھولے گا۔ تم نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا وہ اچھا نہیں کیا۔"

"اوہ۔" میں نے تھوڑے توقف سے کہا۔ "گویا تمہارے آدمی اب بھی میرے پیچھے سائے کی طرح لگے ہوئے ہیں۔"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"آیندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔" ندیم نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا۔ "البتہ میں نے اپنے آدمیوں کو سختی سے ہدایت کردی ہے کہ وہ صرف اسی صورت میں حرکت میں آئیں جب تمہاری زندگی کو کوئی خطرہ لاحق ہو۔"

"آئی ایم سوری۔" میں نے اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا۔ "میں نے تم سے فون پر جو گفتگو کی تھی شاید وہ مناسب نہیں تھی۔"

"اس کا گلہ صرف مجھے نہیں بلکہ ماہ رخ کو بھی ہے۔" ندیم نے بے تکلفی سے کہا۔ "اس نے فون کرکے مجھ سے یہی کہا تھا کہ خواہ تم اس کی نجی زندگی کے بارے میں کتنے ہی تیر و نشتر کیوں نہ آزماؤ۔ وہ تمہیں فراموش نہیں کرسکتی۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے اس سے بے رخی کیوں اختیار کی تھی۔"

"ہاں۔ رکی کے سلسلے میں۔" ندیم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "لیکن اس نے تمہیں سمندر اور سرکش موجوں والی مثال غلط نہیں دی تھی۔ میں کچھ ایسے افراد سے بھی واقف ہوں جو رکی کے مقابلے میں کہیں زیادہ بانکے اور بدقماش ہیں لیکن جسمانی قوت کے سلسلے میں وہ ماہ رخ کے بھی معیار پر پورے اتر چکے ہیں لیکن تمہاری بات کچھ اور ہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں دیوانگی اور جنون حد تک پیار کرنے لگی ہے۔"

"مارگریٹ کے سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوئی یا نہیں؟" میں نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے دریافت کیا۔

"میں نے اس سے دوسری ملاقات نہیں کی۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "دو چار روز اسے فاقہ کرلینے دو' اس کے بعد شاید اس کا دماغ ٹھکانے آجائے البتہ تمہیں یہ بتا سکتا ہوں کہ جوش' مارگریٹ کی گمشدگی کے بعد سے دیوانہ ہو رہا ہے۔ اس کے شکاری کتے پورے شہر کے کونے کھدرے میں مارگریٹ کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔"

"پروفیسر کی کیا حالت ہے؟"

"میری اطلاع کے مطابق گزشتہ ایک ہفتے سے وہ اپنی لیبارٹری سے باہر نہیں نکلا۔ ویسے بھی وہ اتنا مصروف آدمی ہے کہ اسے مارگریٹ کے بارے میں بھی غور کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ وہ اس کے ماضی سے بخوبی واقف ہے۔"

"کیا رات بھر جاگنے کا ارادہ ہے۔" میں نے کچھ دیر بعد جماہی لیتے ہوئے کہا۔ "باقی باتیں صبح بھی ہو سکتی ہیں۔"

"ایک درخواست ہے حضور سے۔" ندیم نے مجھے شرمندہ کرنے کی خاطر بڑی عاجزی سے کہا۔ "اگر قبول افتد زہے عز و شرف۔"

"میرے پاس وقت کم ہے فریادی۔ جو کچھ کہنا ہو جلدی

اسلام کے نامور مجاہدین	قمر تسکین	50/-
اسلام کی نامور خواتین	قمر تسکین	40/-
سو مسلمان مشاہیر	قمر تسکین	75/-
ملک ملک کی عورتیں	قمر تسکین	35/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

کہہ ڈالو اس لیے کہ اب مابدولت آرام کرنے کے موڈ میں ہیں۔"

"ظل سبحانی اگر جان کی امان پاؤں تو یہ عرض کروں کہ آپ فی الحال میلبا کو اپنے عتاب کا نشانہ بنانے کی حماقت نہیں کریں گے۔"

"کریم۔"

"نہیں' کریم نے مجھ سے کچھ نہیں کہا۔" وہ تیزی سے بولا۔ "میرے آدمیوں نے میلبا کے علاوہ کچھ ایسی لڑکیاں اور بھی دریافت کرلی ہیں جو رکی کے سلسلے میں کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔"

"ٹھیک ہے مگر تم مس میلبا کے سلسلے میں مجھے تاریکی میں نہیں رکھو گے۔"

"منظور۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "کل ہم پروفیسر ایرار سے ملنے کی کوشش کریں گے۔"

"لیکن وہ تو۔"

"ہم اس سے لیبارٹری سے باہر واقع ری سیپشن روم میں بھی مل سکتے ہیں۔" ندیم نے بدستور سنجیدگی سے کہا پھر خلا میں گھورنے لگا۔ شاید وہ پروفیسر سے ملاقات کرنے کے بارے میں غور و فکر کر رہا تھا۔

☆

دوسرے روز دوپہر کو دو بجے ہم پروفیسر کی لیب کے کمرہ استقبالیہ میں موجود تھے جہاں پروفیسر کی حفاظت کے لیے قدم قدم پر گارڈز موجود تھے۔ ری سیپشن روم پہنچنے تک ہمیں کئی مراحل سے گزرنا پڑا۔ ہماری تلاشی لی گئی۔ میرا آٹو میٹک پہلی چیک پوسٹ پر مجھ سے لے لیا گیا تھا۔ جسمانی طور پر بھی مستعد ماہرین نے ہر طرح سے اطمینان کرلیا تھا۔ ندیم نے ہر موقع پر

یہی کہا کہ اس کے پاس ایک ایسی انفارمیشن ہے جو وہ پروفیسر کے علاوہ کسی اور کو نہیں دے سکتا۔

بہرحال تقریباً ایک گھنٹے تک مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد ہمیں ایک ملاقاتی کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ جو نہ صرف ساؤنڈ پروف تھا بلکہ بلٹ پروف بھی تھا۔ اسے جدید سائنسی ٹیکنالوجی کے حساس ترین اصولوں پر تیار کیا گیا تھا۔ ملاقاتی کمرے میں بھی ہمیں تقریباً بیس منٹ تک انتظار کرنا پڑا پھر دوسرے دروازے سے پروفیسر ایرار برآمد ہوا۔ اس کے سر اور مونچھوں کے بال برف کی طرح نرم اور سفید تھے۔ عمر کسی طرح بھی ساٹھ سے کم نہیں تھی لیکن جسمانی طور پر وہ اب بھی صحت مند نظر آرہا تھا۔ اپنے شعبے کے کام کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی آنکھوں میں اس وقت ایک خاص چمک موجود تھی۔ سنہری فریم کا چشمہ اس کے وجود کا ایک اہم حصہ نظر آرہا تھا۔ بظاہر وہ بہت زیادہ کم سخن اور منکسر المزاج دکھائی دے رہا تھا' کشادہ پیشانی اس کی ذہانت کی دلیل تھی۔ اس کی دوربین اور تجربہ کار نظریں کچھ دیر تک ہمارے چہروں پر جمی رہیں پھر وہ ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"آپ حضرات کیا پینا پسند کریں گے؟" اس کے لہجے میں تہذیب اور شائستگی ملی جلی تھی۔

"شکریہ پروفیسر۔" ندیم نے کہا پھر اس نے اپنا اور میرا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "ہم اس وقت آپ کو ایک ضروری اطلاع دینے آئے ہیں جس کا تعلق ملک و قوم کی بقا سے بھی ہے۔"

"مجھے یہی بتایا گیا تھا جو میں آپ سے ملاقات کے لیے آمادہ ہو گیا ورنہ شاید میں آپ کو وقت نہ دے سکتا۔" اس نے صاف گوئی سے کہا۔

"پروفیسر کیا ہم یقینا" رکھیں کہ آپ ہمارے اوپر اعتماد کریں گے اور ہماری کسی بات کا برا نہیں مانیں گے؟"

"اس کا فیصلہ میں آپ کی بات سنے بغیر نہیں کر سکتا۔"

"پروفیسر۔" اس بار میں نے کہا۔ "کیا یہ درست ہے آپ کسی ایسے تجربے میں مصروف ہیں جو دوسرے ممالک کے لیے بہت زیادہ قیمتی اور انمول ثابت ہو سکتا ہے؟"

"میں سمجھا نہیں۔" اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ "میں جو تجربہ کرتا ہوں اس میں کامیابی کے بغیر کوئی بات کرنا پسند نہیں کرتا اور اگر آپ حضرات برا نہ مانیں تو یہ بھی کہہ دوں کہ میں اپنے کسی تجربے یا فارمولے کے سلسلے میں حکومت کے سربراہ کے علاوہ کسی اور سے تبادلہ خیالات کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آپ میری بات سمجھ رہے ہوں گے؟"

"میں آپ کے اصول کی قدر کرتا ہوں' آپ کا قومی جذبہ یقینا" قابل ستائش ہے۔" میں نے کہا ندیم خاموش بیٹھا پروفیسر کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"بہت بہت شکریہ۔" پروفیسر نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن آپ نے ابھی تک کوئی ایسی بات نہیں کی جو بہت زیادہ اہم ہو یا ایسی ہو جس پر میں اپنی بے پناہ مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر غور کرسکوں۔"

"پروفیسر۔" اس بار ندیم نے کہا۔ "کیا یہ درست ہے کہ آپ نے اپنی لیبارٹری کے داخلی دروازے پر ایسا ڈیوائس لگا رکھا ہے کہ آپ کے سوا اور کوئی اندر نہیں جاسکتا۔ اندر جانے کے لیے کوئی ایسا پاس ورڈ بھی ہے جو آپ کے ذہن میں محفوظ ہے؟"

"یہ باتیں مسٹر آپ کو کس نے بتائی ہیں۔" پروفیسر نے پہلی بار اپنے صوفے پر کسمساتے ہوئے کہا۔

"بلیک مجک' ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی اپنے اندر اتنی طاقت رکھتی ہیں کہ انسان کے ذہن کی باتیں اگلوا سکیں لیکن آپ نے جو ڈیوائس ایجاد کی ہے اس کے پیش نظر داخلی دروازے سے اندر جانے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی خفیہ آنکھ آپ کو دیکھ سکے۔" اس کے علاوہ ڈیوائس اتنی حساس ہے کہ انسان کے ذہن کو بھی پڑھ سکتی ہے؟" میں نے پروفیسر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اگر ٹرانس کی حالت میں خود کو مجک آئی کے سامنے لاکر پاس ورڈ بھی اپنی زبان سے ادا کردیں تو بھی داخلی دروازہ نہیں کھل سکتا؟"

پروفیسر نے چونک کر ہم دونوں کی جانب باری باری دیکھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے اثرات گہرے اور تشویشناک ہونے لگے پھر اس نے کچھ توقف سے کہا۔ "آپ نے ابھی تک یہ نہیں فرمایا کہ میرے بارے میں اتنی سیکرٹ انفارمیشن کہاں سے ملی۔"

"ہمیں یہ بھی معلوم ہے پروفیسر کہ ایک بار آپ کو کسی طاغوتی طاقت نے داخلی دروازے تک پہنچایا تھا۔ مجک آئی نے آپ کی شکل بھی دیکھی اور اس بات کا پتا بھی چلا لیا کہ آپ کے چہرے پر کسی قسم کا کوئی میک اپ نہیں تھا۔ آپ نے پاس ورڈ بھی اپنی زبان سے اپنی آواز میں ادا کیا اس ڈیوائس نے اس راز کو پالیا کہ آپ کا ذہن اس وقت نارمل نہیں ہے چنانچہ دروازہ نہیں کھلا اور اسی طاغوتی قوت نے آپ کو دوبارہ خوابگاہ تک پہنچا کر گہری نیند سلا دیا۔"

"حیرت انگیز۔" پروفیسر نے پہلو بدل کر کہا۔ "جس بات کا علم مجھے بھی نہیں اس کی خبر آپ کو کس طرح مل گئی؟"

"کیا یہ درست ہے پروفیسر کہ مسٹر جوش جوزف نے آپ کی لیبارٹری کے لیے ایک کثیر رقم کا ڈونیشن دیا تھا اور آپ اپنی مصروفیات کے باوجود کچھ وقت نکال کر جوش کا شکریہ ادا کرنے

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

کی خاطر اس کے گھر گئے تھے۔"

"جی ہاں۔ وہ میرا اخلاقی فرض تھا۔"

"لیکن اس فرض کا احساس آپ کو آپ کی بیگم صاحبہ نے دلایا تھا۔" ندیم نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا تو پروفیسر اس طرح چونکا جیسے اس کا ہاتھ بجلی کے ننگے تاروں سے ٹکرا گیا ہو۔ اس کی نگاہوں میں تشویش کی علامت ایک دم ہی دوچند ہو گئی۔

"کیا آپ حضرات کا تعلق سیکریٹ سروس سے ہے۔" اس نے ہونٹ چباتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "ہم نے محض قوم کے مفاد میں آپ سے ملنا ضروری سمجھا تھا اور میں ایک بار پھر درخواست کروں گا کہ آپ اس ملاقات کا ذکر کسی سے نہیں کریں گے ورنہ جو قوتیں آپ کے تجربے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں وہ ہماری دشمن بن جائیں گی۔"

"آپ نے ابھی تک مجھے اپنے سورس آف انفارمیشن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" پروفیسر بدستور ہمیں غور سے دیکھ رہا تھا

"کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ آپ کی بیگم بھوشن کے ساتھ آزادانہ گھوم پھر رہی ہیں؟" ندیم نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔" پروفیسر کے لہجے میں تلخی آگئی۔ "میں نے مارگریٹ کو اس کی آزادی دے رکھی ہے۔"

"اور ہمارا سورس آف انفارمیشن بھی مسز مارگریٹ ہی ہیں۔" میں نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ "بھوشن آپ کے تجربے کا فارمولا ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے عوض اس نے مسز مارگریٹ کو ایک ملین ڈالر بطور ایڈوانس دیے ہیں اور اتنی ہی رقم فارمولا حاصل کرنے کے بعد ادا کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ بھوشن اس فارمولے کو اپنی منہ مانگی قیمت پر کسی بھی ملک کے ہاتھوں فروخت کر سکتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔ اس کا اندیشہ مجھے بھی ہے کہ بھوشن تو میرے فارمولے کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کو آمادہ ہو جائیں گی لیکن مارگریٹ۔" پروفیسر نے خود کلامی کے انداز میں کہا پھر ہمیں وضاحت طلب نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "کیا یہ باتیں آپ کو مارگریٹ یا بھوشن نے بتائی ہیں؟"

"بھوشن اور مسز مارگریٹ اتنے نادان بھی نہیں ہیں کہ اپنا راز کسی کو بتاتے پھریں۔" میں نے پہلو بدل کر کہا۔

"پھر۔"

"ہم نے یہ باتیں مسز مارگریٹ سے زبردستی اگلوائی ہیں۔" ندیم نے بے حد سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" پروفیسر چونکا۔ "مارگریٹ اس وقت کہاں ہے؟"

"ہمارے قبضے میں۔" ندیم نے تیزی سے کہا۔ "اور ہم اسے اس وقت تک آزاد نہیں کریں گے جب تک وہ فارمولے کے سلسلے میں کھل کر سب کچھ نہیں بتا دے گی۔"

"نہیں — ناممکن —" پروفیسر نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا۔ "مارگریٹ ایسا نہیں کر سکتی۔"

"آپ چاہیں تو ہم خفیہ طور پر اپنی اور مارگریٹ کی باتیں آپ کو سنوا بھی سکتے ہیں؟"

"یہ تجربہ میرے لیے بہت شاکنگ (SHOCKING) ہوگا لیکن میں اس کے لیے تیار ہوں۔" پروفیسر نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "کیا میں اسی وقت آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں؟"

"اس میں بہت زیادہ رسک ہوگا۔" میں نے تجویز پیش کی۔ "ہم تینوں کا مرڈر بھی ہو سکتا ہے۔"

"پھر؟"

"آپ ہمیں اپنا کوئی پرسنل فون نمبر دے دیں۔ جس پر ہم آپ سے براہ راست رابطہ قائم کر سکیں اور کسی ایسے وقت کا تعین کر سکیں کہ آپ کسی کی نظر میں آئے بغیر ہم تک پہنچ سکیں لیکن اس طرح کہ کسی اور کو اس کی بھنک بھی نہ ملے ورنہ بساط پلٹ بھی سکتی ہے۔"

جواب میں پروفیسر نے فوراً ہی کچھ کہنے سے گریز کیا پھر خاصی دیر تک اپنے خیال میں غرق رہنے کے بعد اس نے جیب سے قلم نکال کر میز پر موجود رف پیڈ سے ایک کاغذ علیحدہ کیا اور اپنا پرائیویٹ نمبر لکھ کر ہمارے حوالے کر دیا۔

"ہم اب اجازت چاہیں گے پروفیسر۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ فون نمبر ندیم نے اٹھا کر اپنی جیب میں محفوظ کر لیا تھا۔

"میری ایک درخواست ہے۔" پروفیسر نے ہم سے رخصتی مصافحہ کرتے وقت کہا۔ "مارگریٹ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔"

"فی الحال ہم اس کے آرام کا پورا خیال رکھ رہے ہیں۔ آئندہ کیا ہوگا۔ اس کا فیصلہ ہماری گفتگو سننے کے بعد آپ بھی کر سکتے ہیں۔"

پروفیسر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم اس کی نشست گاہ سے نکل کر واپسی کے لیے روانہ ہو گئے۔ واپسی پر بھی ہمیں مختلف چیک پوسٹ پر بے شمار مراحل سے گزرنا پڑا پھر جب ہم آخری چیک پوسٹ پر پہنچے تو ہمیں چونکنا پڑا۔ تین رائفل بردار ہمارے سامنے آگئے۔ ان کے تیور خطرناک ہی نظر آرہے تھے۔

ندیم نے ابھی تک گاڑی کا انجن بند نہیں کیا تھا۔ حفاظتی انتظامات کے تحت ہمارا روکا جانا کوئی حیرت انگیز نہیں تھا لیکن جس انداز میں وہ تینوں رائفل بردار ہمارا راستہ روکے کھڑے تھے وہ غور طلب ضرور تھا۔ ان کے خودکار آتشی اسلحہ کا رخ بدستور ہماری طرف تھا۔ ان کے تیور سرد اور خطرناک نظر آرہے تھے۔

اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بجلی کی سرعت سے ابھرا اگر بھوشن 'مارگریٹ کے ذریعے پروفیسر کے کسی فارمولے کو حاصل کرنے کا خواہش مند تھا تو اس نے اپنے آدمی بھی اس کام پر ضرور متعین کر رکھے ہوں گے جو نہ صرف پروفیسر بلکہ اس سے ملنے جلنے والوں پر بھی کڑی نگرانی کرتے ہوں گے

"خطرہ" میں نے ندیم سے سرگوشی کی۔ "یہ ضرور بھوشن کے زر خرید ہوں گے۔"

"کوئی غلطی مت کر بیٹھنا' ورنہ ہم دونوں مارے جائیں گے۔" ندیم نے دبی زبان میں جواب دیا۔

"پروفیسر کا وہ خفیہ نمبر ہماری پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔"

"مطمئن رہو' میں نے اسے ذہن میں محفوظ کرنے کے بعد گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے ہی گرونڈے کی باڑھ میں پھینک دیا تھا۔"

"کیا ہمیں خود کو سرنڈر کرنا ہوگا؟"

"حالات پر منحصر ہے۔" ندیم نے جواب دیا پھر دروازے کے باہر منہ نکال کر اونچی آواز میں پہرے داروں سے بولا۔ "کیا ہمیں کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا؟"

تینوں رائفل برداروں نے کوئی جواب نہیں دیا پھر ایک پستہ قد شخص چیک پوسٹ سے نکل کر سامنے آگیا۔ وہ گٹھے ہوئے جسم کا نہایت پھرتیلا اور چالاک آدمی نظر آرہا تھا۔ اس کے چلنے کا انداز اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہی اس چیک پوسٹ کا انچارج ہو سکتا ہے۔

"کیا آپ اپنا آؤٹنگ واپس لینا پسند نہیں کریں گے؟" اس نے قریب آکر مجھ سے سوال کیا۔

"اوہ۔ میں بالکل ہی بھول گیا تھا۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا۔

"لیکن ہم اپنا فرض کبھی نہیں بھولتے۔" اس نے استہزائیہ انداز اختیار کیا پھر سنجیدگی سے بولا۔ "گاڑی راستے سے ہٹا کر ایک طرف پارک کر لیں۔ آپ حضرات کو ابھی کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا۔"

"کوئی خاص وجہ؟" ندیم نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

سرزمین پنجاب کی ایک سچی داستان

جسے اردو کے مشہور ادیب اور صحافی جناب قمر اجنالوی نے قلم بند کیا۔

لاڈو

- رگھو گم اس بلائے آسمانی کا نام تھا جس سے پولیس بھی ڈرتی تھی۔
- ستیلا مندر لاہور کے سنت بلاوگری کی زندگی کا ایک رخ
- اجنالے سے لے کر سرشیر کے علاقے تک پھیلی ہوئی انتہائی دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی۔

قیمت -/90 روپے

مکتبہ القریش

اردو بازار۔ لاہور 2

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"جب تک پروفیسر کی جانب سے گرین سگنل نہ ملے ہم آپ کو جانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔"

"مٹ از آل رائٹ۔" ندیم نے مسکرا کر جواب دیا پھر گاڑی کو بائیں جانب کاٹ کر اس مخصوص جگہ پر روک دیا جہاں پارکنگ کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ "صبر سے کام لینا' جذبات میں آکر کسی جلدبازی کے مظاہرے سے پرہیز کرنا۔" اس نے انجن بند کر کے گاڑی سے اترتے وقت کہا۔ پھر ہم دونوں قدم اٹھاتے ہوئے اس پستہ قدم توی کے قریب آگئے جو پلکیں جھپکائے بغیر ہماری ایک ایک نقل و حرکت کا جائزہ لے رہا تھا۔

"جب تک پروفیسر سے ہمیں گرین سگنل نہیں ملتا آپ کو کچھ دیر زحمت اٹھانی پڑے گی۔" اس نے ہم دونوں کو باری باری تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ میرے ساتھ میرے کمرے میں چل کر چائے پینا پسند کریں گے؟"

"ہمیں آپ کی دعوت منظور ہے۔" میں نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ "سچ پوچھیں آفیسر تو اس وقت مجھے چائے کی خواہش بڑی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا پھر ہمیں ساتھ لے کر اس کمرے میں آگیا جو باہر سے محض ایک کیبن سا دکھائی دیتا تھا لیکن اندر سے بہت شاندار واقع ہوا تھا۔ وہاں بھی جدید آلات جگہ جگہ نصب تھے۔

"یہ رہا آپ کا آٹومیٹک۔" ہمارے بیٹھنے کے بعد اس نے میرا آٹومیٹک میز کی دراز سے نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "آپ چاہیں تو اسے چیک کر کے اپنا اطمینان کر لیں۔"

"میں اس کی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔" میں نے دوستانہ انداز اختیار کیا۔ "کیا عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ آخری چیک پوسٹ پر وزیٹرز کو روک لیا جاتا ہے؟"

"ضروری نہیں ہے اگر گرین سگنل فوری طور پر مل جائے تو ہم کسی کو روکنے کی کوشش نہیں کرتے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر ہمیں اپنے معزز مہمانوں کو مجبوراً روکنا پڑتا ہے۔ پروفیسر جیسے عظیم سائنس داں کے لیے اس قسم کے انتظامات ضروری بھی ہیں۔" اس نے جواب دیا پھر چپراسی کو بلا کر چائے تیار کرنے کی ہدایت کی اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بولا۔ "کیا میں یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ آپ حضرات پروفیسر ابرار سے کس مقصد سے ملے تھے؟"

"میں اس کا ذکر غالباً آپ سے پہلے ہی کر چکا ہوں۔" ندیم نے اس بار قدرے سنجیدگی سے کہا۔ "پروفیسر ابرار سے ہماری ملاقات کچھ ایسی ہی نوعیت کی تھی جس کا اظہار کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔"

"آپ یقیناً بہتر سمجھتے ہوں گے۔" اس نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا۔ "ہر شخص کی اپنی اپنی کچھ مجبوری بھی ہوتی ہے۔ میں بھی اس بات کے لیے مجبور ہوں کہ اپنے فرائض سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔" ندیم نے اس کے جملے کو سراہا لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ اس شخص کے جواب کے اندر تلخی بھی شامل تھی۔

"میرا تعلق ملٹری سے رہ چکا ہے۔" اس نے سوچتے میں کہنا شروع کیا۔ "مجھے میجر نصیر کہتے ہیں' میری پوسٹنگ اس وقت ملٹری انٹیلی جنس میں تھی جب ایک حادثے کی سبب مجھے مجبوراً قبل از وقت ملازمت سے ریٹائر ہونا پڑا۔ پھر یہ میری خوش قسمتی ہی تھی کہ مجھے پروفیسر ابرار کی خدمت کے لیے منتخب کر لیا گیا۔ مجھے وہ تمام اختیارات حاصل ہیں جو کمانڈو ایکشن کے دوران کسی کمانڈو کو حاصل ہوتے ہیں۔"

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" میں نے جواب دیا۔

"میری اطلاع اگر غلط نہیں ہے تو آپ دونوں حضرات کا تعلق پیشے کے اعتبار سے بالکل مختلف نوعیت کا ہے؟"

"میں آپ کی اطلاع کی تردید نہیں کروں گا۔" میں نے جلدی سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "میں ایک بزنس مین ہوں' اس شعبے سے پہلے میں پولیس کے محکمے سے وابستہ رہ چکا ہوں' خاکسار کو شہباز خان کہتے ہیں۔"

"اور آپ؟" میجر نصیر نے ندیم کی طرف دیکھا۔

"میرا تعلق اس شعبے سے ہے جہاں آپ حضرات کی آمدورفت مشکوک سمجھی جاتی ہے۔" ندیم نے دوستانہ لہجے میں جواب دیا۔ "دراصل میں ایک نائٹ کلب کا مالک ہوں اور بدقسمتی سے ہمارے ملک میں نائٹ کلبوں کو بھی ریڈ لائٹ ایریا سے کم نہیں سمجھا جاتا اور ملٹری والوں کو آؤٹ آف باؤنڈ ایریا میں جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔"

"آپ دونوں ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہیں؟" اس نے سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔

"ہم دونوں کلاس فیلو بھی رہ چکے ہیں اور ایک دوسرے کے مخلص دوست بھی۔" میں نے جواب دیا۔

چائے آجانے سے کچھ دیر کے لیے خاموشی ہو گئی۔ میجر نصیر نے چائے کے کپ تیار کر کے ہمیں پیش کیے۔ چپراسی کے جانے کے بعد اس نے جیب سے سگار نکال کر سلگایا۔ اس کا کثیف مگر خوشبودار دھواں فضا میں بکھیرا پھر چائے کا ایک گھونٹ لینے کے بعد بولا۔

"میں ایک بار پھر اپنے سوال کو دہراؤں گا۔ آپ سے پروفیسر کی ملاقات کا مقصد کیا تھا؟"

"اور ہمیں پھر یہی جواب دینا پڑے گا کہ ہم قوم کے مفاد

کی خاطر اپنی زبان بند رکھنے پر مجبور ہیں۔" ندیم نے کہا۔

"کسی بزنس مین اور نائٹ کلب کے مالک کا پروفیسر ابرار سے ملنا یقیناً کسی اہم "انتہائی حساس راز" سے ہوگا۔"

"جی ہاں۔"

"اور اب وہ اہم راز یا فارمولا آپ دونوں کے ساتھ باہر جا رہا ہے؟"

"نہیں۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو پروفیسر ہم سے اس معاملے پر بات چیت کرنے پر بھی رضامند نہ ہوتے۔"

"کبھی کبھی انسان کی ذاتی مجبوریاں بھی اسے کسی ناپسندیدہ بات کو پسند کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔" میجر نصیر نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "آج کل پروفیسر کو بھی کچھ اسی قسم کی مجبوریاں لاحق ہیں۔"

"مثلاً کس قسم کی مجبوری؟" میں نے سوال کیا۔ ندیم بدستور خاموش بیٹھا کسی سوچ میں مستغرق تھا۔

"یہی بات تو میں آپ حضرات سے نہایت مہذب طریقے سے معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"مجھے پروفیسر کی کسی مجبوری کا کوئی علم نہیں ہے۔" میں نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ پروفیسر سے ہماری ملاقات صرف اور صرف قومی مفاد کی خاطر ہوئی ہے۔ آپ کو یقین نہیں آتا تو خود پروفیسر سے دریافت کر لیں۔"

"سوری۔ میں پروفیسر جیسے عدیم الفرصت آدمی کو بلاوجہ ڈسٹرب نہیں کر سکتا۔"

"گویا آپ ہمیں ڈسٹرب کر رہے ہیں۔" اس بار میرا لہجہ خشک ہو گیا۔ میں میجر کے چہرے پر پیدا ہونے والے ناخوشگوار تناؤ کو محسوس کر رہا تھا۔

"آپ پروفیسر سے اپنی ملاقات کا سبب بتا دیں۔ ہم آپ کو ڈسٹرب نہیں کریں گے۔"

"سمجھا۔" میں نے بدستور بدلے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ "گویا آپ نے گرین سگنل والی بات —"

"بات اب بھی گرین سگنل ہی کی ہے۔" میجر کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ "آپ اگر ہمیں مطمئن کرا دیں تو میں اپنا اور آپ کا وقت ضائع کیے بغیر آپ دونوں کو جانے کی اجازت دے دوں گا۔"

"ہم آپ سے غلط بیانی بھی کر سکتے ہیں۔" میں نے جھلا کر جواب دیا۔ "آپ کے پاس کھرے اور کھوٹے کو پرکھنے کی کون سی کسوٹی ہے؟"

"قبل از وقت اپنے ٹرمپ کارڈ کو شو کرنا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"ہم نے پروفیسر ابرار سے ایک ایسے اہم فارمولے کے بارے میں ملاقات کی تھی جو ابھی آخری مراحل میں ہے لیکن وہ فارمولا اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ پڑوسی ملک اسے کسی قیمت پر بھی حاصل کر سکتا ہے۔" ندیم نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "اور اگر ایسا ہو گیا تو تمام دنیا کا امن خطرے میں پڑ سکتا ہے۔"

"گڈ۔" میجر نے استہزائیہ انداز اختیار کیا۔ "میرے محترم کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں ہے کہ جو اہم بات ہمیں پروفیسر کے اتنے قریب ہونے کے باوجود نہیں معلوم وہ آپ حضرات تک کس طرح پہنچ گئی؟"

"آپ اسے محض ایک اتفاق سمجھ لیں۔" میں نے جواب دیا۔

"جو بات ملکی مفاد میں ہو یا کوئی ایسا فارمولا جو تجربات کے دور سے گزر رہا ہو اس کا علم تو حکومت کے سربراہوں کو بھی قبل از وقت نہیں معلوم ہوتا لیکن آپ اس سے واقف ہو گئے؟ کیا یہ ایک حیرت انگیز بات نہیں ہے؟"

"یقیناً آپ درست فرما رہے ہیں۔" ندیم نے کہا۔ "لیکن ہم اس بات کو کسی قیمت پر بھی زبان تک لانے سے مجبور ہیں۔"

"ایسی صورت میں یہ بھی سوچا جا سکتا ہے کہ آپ حضرات بھی پڑوسی ملک کے ایجنٹ ہوں اور پروفیسر کی کسی خاص کمزوری سے واقف ہونے کے بعد اسے بلیک میل کر کے فارمولے کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔" میجر کا لہجہ کرخت ہو گیا۔ "حکومت کے اہم راز بیشتر ایسے ہی افراد کے ہاتھوں چوری ہو کر دشمن تک پہنچتے ہیں جو خلاف توقع کسی بہت بڑی رقم کی خاطر اپنا ضمیر بھی فروخت کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔"

"میجر نصیر۔" ندیم نے پہلو بدل کر خشک انداز اختیار کیا۔ "یہی شبہ جو آپ ہم پر کر رہے ہیں ہم آپ پر بھی کر سکتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں آپ حضرات کو کچھ دنوں کے لیے بطور مہمان رکھنا ہوگا۔ اس وقت تک جب تک آپ ہمیں کھل کر پروفیسر سے ملاقات کی وجہ نہیں بتا دیتے۔" میجر کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

"اگر بات صرف پروفیسر سے ہماری ملاقات کی ہوتی تو شاید آپ ہمیں پہلے ہی اپنی چیک پوسٹ سے گزرنے کی اجازت نہ دیتے۔" ندیم نے میجر کو تیز نظروں سے گھورا۔ "کیا ہمیں روکنے کی کوئی اور وجہ تو نہیں ہے؟"

"اپنا اپنا طریقہ کار ہوتا ہے۔" میجر نے شانے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔ "آپ جس انداز میں چاہیں سوچ لیں۔"

"لیکن یہ بات طے ہے کہ آپ ہمیں آسانی سے یہاں سے جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔" ندیم نے بے پروائی سے دریافت کیا۔

aazzamm@yahoo.com

"آپ نے پہلی بار ایک دانشمندانہ بات سوچی ہے۔" میجر زہرخند سے بولا۔

"پروفیسر ایک فارمولے پر ریسرچ کر رہا ہے جس کے ذریعے کسی میزائل اور راکٹ کے استعمال کے بغیر ہی دشمن کے حساس اور اہم دفاعی ٹھکانوں کو شعاعوں کے ذریعے برباد کیا جاسکتا ہے۔"

"کیا یہ ممکن ہے؟" اس نے ندیم کو مشکوک نگاہوں سے گھورا۔

"دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔"

"لیکن کسی مصنوعی سیارے یا راڈار سسٹم کے بغیر لیبارٹری میں بیٹھے بیٹھے صرف زہریلی شعاعوں کے ذریعے دشمن کے ٹھکانوں کو برباد نہیں کیا جاسکتا اگر ایسا ہوتا تو دنیا کی بڑی بڑی سپرپاور اب تک ایسا کوئی فارمولا ضرور تیار کر چکی ہوتیں۔" میجر نے اپنا نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میرا تعلق بھی فوج سے رہ چکا ہے میں نے بھی سائنس کی اہم ایجادوں کے ذریعہ دشمنوں کو منہ توڑ شکست دی ہے مگر۔"

"چاند پر پہنچنے کے تصور کو بھی پہلے ناممکن سمجھا جاتا تھا لیکن آج چاند تک ہماری رسائی ممکن ہوگئی۔" میں نے تیزی سے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میرا ذاتی خیال ہے کہ سائنس اور اسلامی آئیڈیالوجی کو علیحدہ علیحدہ نہیں کیا جاسکتا اور اسلام نے ہمیشہ انسان کو تمام مخلوقات پر فوقیت دی ہے اور جابجا یہ بات واضح کردی ہے کہ ایمان اگر پختہ ہو تو تسخیر کائنات بھی محض ایک کھیل ہے۔"

"میں آپ کی بات کی تردید نہیں کروں گا لیکن۔"

"مرغے کی ایک ٹانگ والی مثال کو بھی پیش نظر رکھوں گا۔" ندیم نے مسکرا کر میجر کا جملہ مکمل کیا تو اس کا چہرہ یکلخت سرخ ہوگیا۔ اب اس کے چہرے سے اس کی سخت گیر طبیعت کا اندازہ لگانا بھی قدرے آسان ہوگیا۔

میرے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ ہماری پوزیشن ایسی تھی جیسے ہم کسی ایسے کمرے میں بند ہوکر رہ گئے ہوں جس کے چاروں طرف خطرناک شعلے بلند ہو رہے ہوں۔ اس سے بچاؤ کی خاطر ہمیں بہرحال کوئی نہ کوئی رسک لینا تھا لیکن اس بات کا خطرہ بھی تھا کہ باہر کئی مسلح افراد ہماری گھات لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ایک ذرا سی غلطی بھی ہمارے وجود کو حرف غلط کی طرح مٹا سکتی تھی پھر اچانک ایک خیال نے میرے ذہن میں تیزی سے سر ابھارا۔ میجر نصیر بھی بھوشن کا آدمی ہوسکتا تھا اگر مارگریٹ بک سکتی تھی تو اس کے ذریعے دوسروں کو بھی خریدا جاسکتا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ میجر کو کسی طرح مارگریٹ کے اغوا کی بھنک مل گئی ہو اور وہ اسی کی بنا پر ہماری زبانیں کھلوانے کی کوشش کر رہا ہو۔ ندیم نے جان چھڑانے کی خاطر ایک فرضی ایجاد کا ذکر بڑی سنجیدگی سے کیا تھا لیکن میجر نے اس پر یقین نہیں کیا۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ اس وقت اس کے ذہن کو کالا کی پراسرار قوت گائیڈ کر رہی ہو۔ یہ بات بہرحال طے تھی کہ وہ بھوشن کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ مجھے بس کسی ایک ایسے لمحے کا انتظار تھا جو ہمیں میجر نصیر پر غالب کر دیتا پھر اسے ڈھال بنا کر ہم اس خطرے سے باہر نکل سکتے تھے۔

"مسٹر ندیم۔" ندیم کا جواب سن کر میجر نے بے حد سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔ "میں آپ کو اپنا مذاق اڑانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ بہتر ہوگا کہ آپ اپنی زبان پر قابو رکھیں ورنہ ہمیں مجبوراً دوسرے طریقے بھی استعمال کرنے پڑیں گے۔"

"آپ کس بات کو مذاق سمجھ رہے ہیں پروفیسر کی ایجاد کے بارے میں میری صاف گوئی کو یا مرغے کی ایک ٹانگ والی مثال کو؟"

"میجر۔" میں نے اسے جواب دینے کا موقع نہیں دیا۔ "میرا خیال ہے کہ آپ پروفیسر سے ہماری ملاقات کو اہمیت نہیں دے رہے ہیں بلکہ کوئی اور اہم بات اگلوانا چاہتے ہیں۔"

"اور کیا بات ہوسکتی ہے؟" اس نے مجھے تیز نظروں سے گھورا۔ میرا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ نے بھوشن جوزف کا نام ضرور سنا ہوگا؟"

"نہیں لیکن آپ کو بھوشن جوزف کا خیال کس طرح آیا؟"

"ہماری اطلاع کے مطابق پروفیسر کی سب سے بڑی کمزوری مارگریٹ ہے جو اس شہر میں بھوشن کے بہت قریب ہوتی جارہی تھی۔"

"میں سمجھا نہیں؟" میجر کی نگاہوں میں ابھرنے والی چمک اس بات کی غمازی کر رہی تھی وہ بھوشن اور مارگریٹ کے بارے میں بخوبی جانتا ہے۔

"سنا ہے کہ بھوشن کے آدمیوں نے مارگریٹ کو اغوا کرلیا ہے جس نے پروفیسر کو ذہنی طور پر بہت الجھا رکھا ہے۔"

"بھوشن کی اگر مارگریٹ سے دوستی تھی تو پھر اسے مارگریٹ کو اغوا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"آپ کے سوال کا بہت بہت شکریہ میجر نصیب۔" میں نے خالص پولیس والوں کے لہجے میں کہا۔ "گویا میرا یہ خیال ٹھیک ہے کہ آپ کو بھوشن اور مارگریٹ کے بارے میں بھی بہت زیادہ علم ہے۔"

"ہمیں صرف اتنا علم ہے کہ مارگریٹ کو اغوا کرلیا گیا ہے اور اسے بازیاب کرانا بھی میرے فرائض میں داخل ہے۔"

"اور اگر مارگریٹ کو بازیاب نہ کیا گیا تو مسٹر بھوشن جوزف کی ون ملین ڈالر کی بھاری رقم کھٹائی میں پڑ سکتی ہے۔"

"ہنی بی۔" میجر کسمسا کر بولا۔ "گویا تم دونوں مارگریٹ کو درمیان میں لاکر پروفیسر کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو؟"

"غلط۔" میں نے مسکرا کر دوسرا وار کیا۔ "آپ کو یہاں تک بھی معلوم ہے کہ مارگریٹ پروفیسر کی کمزوری ہے ویسے بائی دی وے کیا اس قسم کے قطعی ذاتی اور نجی معاملات میں بھی دلچسپی لینا آپ کے فرائض میں داخل ہے یا اس کی وجہ بھی کوئی خاص ہے؟"

"ختم۔" میجر تلملا کر اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے سے اب فرعونیت ٹپک رہی تھی۔ بلی تھیلے سے باہر نکل آئی تھی۔ اس کے لہجے کی تلخی میرے مفروضے کو تقویت پہنچا رہی تھی۔

"آپ شاید یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اپنا ٹرمپ کارڈ شو کرنے کے بعد بھی اب یہاں سے زندہ واپس نہیں جاسکتے؟"

"تم خاصے دوراندیش ہو۔" میجر نے مجھے سفاک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "اب تمہاری آزادی ہمارے منصوبے کی موت ثابت ہوگی۔"

"خوب۔" میں نے پھر چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "کیا میں یہ سمجھوں کہ آپ بھی بھوشن جوزف اور مارگریٹ کی سازش میں برابر کے حصے دار ہیں؟"

"تم دونوں کی موت اب یقینی ہے۔" وہ کسی زخمی ناگ کی طرح بل کھا کر بولا۔

"سوچ لو میجر۔" میں نے بدستور بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ "اگر تمہیں اس بات کا یقین ہوگیا ہے کہ پروفیسر کے معاملات میں ہمیں جو کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ مارگریٹ کے ذریعے ہوئی ہیں تو پھر تم یہ سوچنے میں بھی حق بجانب ہوگے کہ مارگریٹ اس وقت کس کے قبضے میں ہوسکتی ہے؟"

"ہاں۔ مجھے اسی بات کا شبہ تھا کہ مارگریٹ کی گمشدگی میں کسی نہ کسی طریقے سے تمہارا دخل ضرور ہے۔ تمہاری پروفیسر سے ملاقات بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔"

"میں اس سے بھی انکار نہیں کروں گا لیکن تم نے شاید ابھی ایک اہم نکتے پر غور نہیں کیا۔"

"کیا؟"

"اگر ہم یہاں سے زندہ و سلامت واپس نہ گئے تو مارگریٹ کی زندگی خطرے میں بھی پڑ سکتی ہے۔" میں نے اس کے ویک پوائنٹ کو چھیڑا۔ "ایک خاص وقفے کے بعد ہمارے آدمی مارگریٹ کی زندگی کا خاتمہ کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اس کے بعد تمہاری سازش بھی ناکام ہوجائے گی اور بھوشن کی ایک بھاری رقم بھی ڈوب جائے گی۔ ون منٹ میجر۔" میں نے اسے بولنے کا موقع دیے بغیر تیزی سے کہا۔ "ایک بات اور ذہن نشین کرلو' مارگریٹ کی موت کی اطلاع ہمارے آدمی پروفیسر تک پہنچانے میں دیر نہیں لگائیں گے۔"

میجر خاموش کھڑا ہونٹ چبا رہا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی بڑا شکار اس کے ہاتھ آنے کے بعد پھسل کر نکل گیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں نفرت اور حقارت کے شعلے رقص کر رہے تھے جس میں بے بسی کا احساس بھی شامل تھا۔ خاصی دیر تک وہ ہمیں خونخوار نظروں سے گھورتا رہا' وہ کسی آخری نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بہتر یہی ہوگا پروفیسر کہ تم اب ہمیں جانے کا گرین سگنل دے دو۔" میں نے ایک آنکھ جھپکا کر رازداری سے کہا۔ "ہم کسی معقول معاوضے کے عوض تمہارے اور بھوشن کے کام بھی آسکتے ہیں۔ کم از کم ہمیں تم سے یہی امید ہے کہ تمہیں ہماری ڈیلنگ سے انکار نہیں ہوگا۔ البتہ بھوشن جیسا دولتمند آدمی شاید ہماری آفر قبول نہ کرے۔"

"کیا تم ہمیں یقین دلا سکتے ہو کہ مارگریٹ واقعی تمہارے قبضے میں ہے؟"

"نہ ہوتی تو ہمیں قومی مفاد کی آڑ لے کر بھلا پروفیسر سے ملاقات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"ہم تمہیں مارگریٹ کے عوض خاصی ہینڈسم رقم دے سکتے ہیں۔"

"سوری۔ میں فوری طور پر کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جب ہم تمہاری چیک پوسٹ پر تمہارے رحم و کرم پر ہیں۔"

"اس بات کا کیا ثبوت ہوگا کہ تم یہاں سے جانے کے بعد اپنے وعدے سے مکر نہیں جاؤ گے۔"

"ایسے معاملات میں رسک تو بہرحال لینا پڑتا ہے۔" میں نے شانے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں رسک لینے کو تیار ہوں لیکن اس کے لیے ہمیں کسی اور سے مشورہ کرنا ہوگا۔"

"ضرور کرو۔ ہمیں کچھ زیادہ جلدی بھی نہیں ہے' ویسے ہم نے اپنے آدمیوں کو چھ گھنٹے تک واپسی کا یقین دلایا تھا۔ اس کے بعد وہ جو قدم بھی اٹھائیں گے اس کی ذمے داری تمہارے سر ہوگی۔"

"کیا تم اپنے آدمیوں کو فون پر ہدایت نہیں دے سکتے کہ وہ تمہاری طرف سے ریڈ سگنل ملے بغیر کوئی قدم اٹھانے سے پرہیز کریں؟"

"جاسوسی ناولوں اور سنسنی خیز فلموں میں یہی ہوتا ہے کہ ہیرو بڑی چالاکی سے ایک خاص وقت تک کے لیے اپنے حریف کو کوئی جارحانہ قدم نہ اٹھانے پر آمادہ کرلیتا ہے پھر اس کے ساتھی اپنے مقصد کے حصول کی خاطر دوڑ دھوپ شروع کردیتے ہیں۔" میں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "لیکن تم شاید فراموش کر رہے ہو کہ میرا تعلق پولیس کے محکمے سے بھی رہ چکا

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

ہے اور اس قسم کے گھسے پٹے طریقے ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہوتے۔ تمہیں بہرحال ہماری زبان پر اعتماد کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ ہمیں تمہاری شرط منظور نہیں ہوگی۔"

"میرا خیال ہے کہ میں نے تمہارا آٹومیٹک واپس کرکے دوستی ہی کا ثبوت دیا ہے۔"

"تم چاہو تو اسے واپس بھی لے سکتے ہو۔" میں نے اس کے جواب دینے سے پیشتر آٹومیٹک ہولسٹر سے نکال کر میز پر ڈال دیا۔ "جس پستول کی میگزین سے گولیاں نکال دی گئی ہوں اس کی حقیقت کسی حقیر کھلونے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ اس کے خالی ہونے کا اندازہ مجھے اسی وقت ہوگیا تھا جب میں نے اسے اٹھا کر ہولسٹر میں رکھا تھا۔"

"تم ضرورت سے زیادہ چالاک اور خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔" اس نے بڑی رعونت سے اپنا امریکن کولٹ دراز سے نکالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "مارگریٹ کو ہم فراموش کرسکتے ہیں اس لیے کہ اس کی موت تمہاری زندگی سے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔"

"ایک بار پھر غور کرلو میجر۔" میں نے بدستور بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ "کیا تم بھوشن کی ناراضگی برداشت کرنے کی خاطر زندہ رہ سکو گے؟"

"یہ سوچنا تمہارا نہیں میرا کام ہے۔" اس نے امریکن کولٹ کا رخ ہماری طرف فضا میں بلند کرتے ہوئے سفاک لہجہ اختیار کیا۔ "میں صرف پانچ تک گنوں گا اس کے بعد تمہارے جسموں سے تمہاری روح کا تعلق ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائے گا۔"

"ٹھیک، کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے میجر۔" میں نے اپنی صندلی انگوٹھی پر ایک نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ "چلو گنتی شروع کرو۔"

"تمہاری موت کے بعد ہوسکتا ہے کہ ہم مارگریٹ کو بازیاب کرنے میں کامیاب ہوجائیں۔ ایسی صورت میں تمہاری زندگی کی قربانیاں رائگاں جائیں گی۔"

"قربانی سچے دل سے کی جائے تو کبھی رائگاں نہیں جاتی۔ تم اپنے ارمان بھی پورے کرکے دیکھ لو۔"

"کیا یہ تمہارا آخری جواب ہے؟"

"یہ نفسیاتی حربے مت استعمال کرو۔ ہمارے فیصلے ہمیشہ اٹل ہوتے ہیں۔"

"ایک۔" میجر نے گھڑی دیکھ کر گنتی شروع کی۔ اس کی نگاہیں بار بار ہمارے چہروں کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ شاید وہ ہمارے چہروں سے موت کا رد عمل دیکھنے کی کوشش کررہا تھا۔ ندیم خاصی دیر سے خاموش بیٹھا حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔

اردو کے شاہکار سفرنامے	ضیاء ساجد	200/-
منتخب مشہور سفرنامے	ضیاء ساجد	250/-
منتخب مشہور افسانے	ضیاء ساجد	150/-
منتخب اعلیٰ افسانے	ضیاء ساجد	125/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

"دو۔" میجر نے گنتی جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "گزرا ہوا وقت، کمان سے نکلا ہوا تیر اور چیمبر سے نکلی ہوئی گولی کبھی واپس نہیں آسکتی۔"

"ہم نے بھی یہ مثالیں اور گیدڑ بھبکیاں بہت سن رکھی ہیں۔"

"تین۔"

"اپنے ہاتھ پر دھیان دو میجر، کہیں عین وقت پر تمہارا نشانہ خطا نہ کرجائے۔" اس بار ندیم نے سرد مہری سے کہا۔

"چار۔" میجر نے چار گننے کے بعد خاص طور پر مجھے گھورا۔ "کیا تم پہلے مرنا پسند کروگے یا اپنی نگاہوں سے اپنے دوست کی لاش کو تڑپتا دیکھنا پسند کروگے؟"

"میں محسوس کررہا ہوں کہ تم اب بھی ڈھلمل یقین کی حالت سے دوچار ہو۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا لیکن مجھے ندیم کی فکر لاحق تھی، صندلی انگوٹھی کی موجودگی میں میری موت مشکل تھی لیکن ندیم۔۔۔

"پانچ۔" گنتی مکمل کرنے کے بعد میجر کی انگلی کا دباؤ ٹریگر پر بڑھنے لگا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ایک لمحے کے لیے میری نگاہوں کے آگے گھپ اندھیرا طاری ہوگیا۔ موت کا تصور میرے لیے بڑا اذیتناک ثابت ہورہا تھا پھر جنونی انداز میں کسی مصلحت پر غور کیے بغیر میں نے اپنے سامنے رکھا ہوا پیپر ویٹ بڑی پھرتی سے اٹھایا اور میجر کے ہاتھ کا نشانہ لے کر کھینچ مارا۔ گولی چلنے کی آواز کمرے میں گونجی لیکن میری بروقت جنونی تیزی بڑی کام آگئی۔ میرا پھینکا ہوا پیپر ویٹ ٹھیک نشانے پر لگا تھا جس کی بدولت نہ صرف میجر کا نشانہ خطا ہوگیا بلکہ امریکن کولٹ بھی اس کی گرفت سے نکل کر میز پر گرا جسے میں نے بڑی تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے قبضے میں لے لیا۔ یہ سب کچھ اس قدر برق رفتاری سے ہوا تھا کہ مجھے بھی اس کا یقین نہیں

آرہا تھا۔ میجر بازی پلٹ جانے کی وجہ سے بوکھلا گیا تھا۔

"شکریہ میجر۔" میں نے سفاک انداز میں کہا۔ "کوئی اندر داخل ہو تو اسے باہر جانے کا حکم دینے میں دیر لگانے کی حماقت نہ کرنا ورنہ ہم سے پہلے تمہاری لاش زمین پر گرے گی۔"

میرا جملہ مکمل ہوتے ہی ایک رائفل بردار تیزی سے اندر داخل ہوا۔ گولی چلنے کی آواز سننے کے بعد وہ اصل صورت حال کا اندازہ لگانے کی خاطر تقریباً بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔

"گٹ آؤٹ۔" میجر نے اسے گھور کر کہا۔ "باہر جاکر خیال رکھو میرا حکم ملے بغیر کوئی اندر نہیں آئے گا۔"

رائفل بردار کو صورت حال کا جائزہ لینے سے پہلے ہی "گٹ آؤٹ" کا حکم ملا تو اس نے زمین پر پیر مار کر میجر کو سلوٹ کیا پھر اباؤٹ ٹرن ہوکر باہر نکل گیا۔

"اب تمہیں ہماری واپسی کے لیے بھی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا ہوگا کہ تمہارے شکاری کتے کسی خطرے کی بو نہ سونگھ سکیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ندیم بھی میرے ساتھ ہی اٹھا تھا۔

"میں تمہاری واپسی پرسکون اور دوستانہ انداز میں کرسکتا ہوں لیکن بہتر ہوگا کہ ہم آپس میں کوئی سمجھوتا کرلیں۔" میجر کے لب ولہجے میں اب پہلی جیسی رعونت نہیں تھی، بازی کا رخ پلٹتے ہی اس نے اپنی گفتگو کا انداز بھی بدل دیا تھا۔

"درست کہو میجر۔" میں نے محض رسمی طور پر دستی گھڑی پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ہم اگر پینتالیس منٹ کے اندر اندر ایک مخصوص جگہ پر واپس نہ پہنچے تو پھر مارگریٹ کی زندگی ہمارے اختیار سے باہر ہوگی۔ سمجھوتے والی بات بعد میں فون پر بھی طے کی جاسکتی ہے لیکن شرائط پیش کرنے کا حق ہمارے اختیار میں ہوگا۔"

"مجھے مارگریٹ کی واپسی کے عوض تمہاری ہر شرط منظور ہے۔" میجر نے جواب دیا پھر ندیم اور وہ ایک ساتھ ہی باہر نکلے تھے۔ میں ان دونوں کے پیچھے تھا۔ اپنا آٹومیٹک اٹھا کر میں نے ہولسٹر میں واپس رکھ لیا تھا۔ میجر کا امریکن کولٹ میری جیب میں تھا جس کے ٹریگر پر میری انگلی جمی ہوئی تھی تاکہ میں اسے فوری طور پر استعمال کرسکوں لیکن اس کی ضرورت نہیں پیش آئی۔ ہماری گاڑی بیریر (BARRIER) سے دس پندرہ گز کے فاصلے پر پارک تھی۔ میجر ہمارے ساتھ دوستانہ انداز میں باتیں کرتا ہوا گاڑی تک آگیا۔ میری عقابی نگاہیں اس کے گارڈوں کے ہر جتھے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ہاتھ کے کسی مخصوص اشارے سے وہ اپنے رائفل برداروں کو خطرے کا سگنل بھی دے سکتا تھا لیکن اس نے وقت کے تقاضے کے پیش نظر کسی قسم کی کوئی حماقت مول لینے کی کوشش نہیں کی شاید اسے یقین ہوگیا تھا کہ ہم نے اسے جو دھمکی دی تھی اسے پورا کرنے میں بھی دریغ سے کام نہیں لیں گے۔ اسٹیئرنگ پر ندیم کے بیٹھنے کے بعد میں نے میجر نصیر سے کہا۔

"ہمارے درمیان دوستانے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ پروفیسر سے ہماری ملاقات کا ذکر کسی اور سے نہ کیا جائے ورنہ تمہیں جوابی کارروائی کی خاطر مارگریٹ کے گندے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں گے۔"

"میں ایسا نہیں کروں گا لیکن ہمارے درمیان ملاقات کی کیا شکل ہوگی؟"

"اس کی فکر مت کرو، ہم پہلی فرصت میں تمہیں اپنی تمام شرائط سے آگاہ کردیں گے۔"

"میں ایک درخواست کروں گا؟" میجر نے سنجیدگی سے کہا۔ "جب تک ہمارے درمیان مذاکرات جاری رہیں گے تم مارگریٹ کو کسی قسم کا ذہنی یا جسمانی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔"

"معلوم ہے مجھے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "اس کی حیثیت تمہارے لیے سونے کی چڑیا اور الہ دین کے چراغ سے کم نہیں ہے۔"

"اور اب وہ سب کے لیے فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہے۔" اس نے مجھے اچک دیا۔

"میجر۔" میں نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کے بعد اسے کریدنے کی خاطر سوال کیا۔ "بھوشن سے تمہاری آخری ملاقات کب ہوئی تھی؟"

"میں براہ راست اس سے ابھی تک نہیں ملا۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"اس کی ضرورت نہیں پیش آئی۔" میجر نے جواب دیا۔ "ہمارے درمیان رابطہ کا ذریعہ مارگریٹ ہی کی ذات تھی۔"

"تمہارے اور مارگریٹ کے تعلقات کس طرح پیدا ہوئے تھے؟" میں نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔ "میں نے سنا ہے کہ وہ ابھی تک سر سے پاؤں تک مغربی تہذیب میں لتھڑی ہوئی ہے اور تم یقیناً جسمانی طور پر جنس مخالف کے لیے اپنے اندر میگنیٹک کشش رکھتے ہو۔"

جواب میں میجر نصیر نے صرف مسکرانے پر اکتفا کی۔ اس کی خاموشی اس بات کی دلیل تھی کہ مارگریٹ نے اس کے ساتھ تمام حدود پھلانگنے کے بعد ہی اسے قابو کیا ہوگا۔

"فکر مت کرو مائی ڈیئر۔" میں نے اسے نفسیاتی طور پر اپنے دباؤ میں رکھنے کی خاطر دروغ گوئی سے کام لیا۔ "مارگریٹ نے تمہارا نام نہیں لیا تھا لیکن اتنا اشارہ ضرور دیا تھا کہ پروفیسر تک پہنچنے کی خاطر ہمیں متعدد رکاوٹوں سے گزرنا ہوگا۔"

"میں اس سلسلے میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"او کے میجر۔" میں نے گاڑی میں بیٹھتے ہی امریکن کولٹ جیب سے نکال کر اپنی گود میں رکھتے ہوئے سنجیدگی سے

aazzamm@yahoo.com aazzamm@yahoo.com

کہا۔ "اب تم اشارہ دے کر ہمارے راستے کی رکاوٹ کو درمیان سے ہٹواؤ۔ ایک بار پھر ذہن نشین کرلو کہ اگر تم نے کوئی غلطی کی تو اس کی سزا سب سے پہلے تمھیں اور اس کے بعد مارگریٹ کو ملے گی۔"

جواب میں میجر نے ہمیں بے بسی سے دیکھا پھر اس نے ہاتھ کا اشارہ دیا تو لوہے کی وہ مضبوط اور وزنی راڈ اوپر اٹھالی گئی جس نے راستہ روک رکھا تھا۔ ہم نے میجر کو ہاتھ کے اشارے سے وش کیا پھر ندیم نے خاصی برق رفتاری سے رکاوٹ کو عبور کرلیا۔ اس کی نظریں بار بار عقبی شیشے کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ میں نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا ورنہ جس جال میں پھنس گئے تھے اس سے بچ نکلنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ میری جنوں خیزی قدرت کے کرم سے ہمارے کام آگئی تھی ورنہ میجر ہمیں معاف کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"ہوسکتا ہے کہ ہمیں آگے بھی کسی خطرے سے دوچار ہونا پڑے۔" ندیم نے کہا۔

"کیا مطلب؟" میں نے تیزی سے سوال کیا۔

"اس بات کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ میجر نے اپنے کچھ آدمیوں کو چیک پوسٹ سے دور بھی تعینات کر رکھا ہو اور اب تک کسی بھی آلے کے ذریعہ ان کو ساری پوزیشن سے آگاہ کردیا ہو۔ ایسی صورت میں وہ ہمیں روکنے کی کوشش ضرور کریں گے۔"

میں کوئی جواب دینا چاہتا تھا لیکن عقب سے سنائی دینے والا دھماکا اس قدر خوفناک اور لرزہ خیز تھا کہ ہماری گاڑی بھی ایک ثانئے کو سڑک پر لرا گئی تھی۔ ندیم نے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی پھر ہم نے باہر نکل کر دیکھا تو میجر نصیر کی چیک پوسٹ کا کوئی نام و نشان بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ گرد و غبار اور بھڑکتے ہوئے خطرناک شعلوں نے ایک خاص علاقے کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا جہاں کسی کے زندہ بچ جانے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ دشمنوں کو ہمارے بارے میں اطلاع مل چکی ہے۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ انھوں نے ہمارے اور میجر نصیر کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن لی ہو اور میجر نصیر کی زبان کھولنے کی سزا اسے اس قدر بھیانک انداز میں دی گئی ہو۔"

"لیکن وہ چاہتے تو ہمیں بھی میجر کے ساتھ ہی فنا کرسکتے تھے۔"

"ہاں۔" ندیم نے جواب دیا۔ "لیکن انھوں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا شاید اس لیے کہ مارگریٹ ابھی ہمارے قبضے میں ہے اور وہ ان تمام باتوں میں ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہے جس کے بغیر بھوشن یا اس کے کارندے پروفیسر کو آسانی سے اپنے جال میں نہیں پھانس سکتے۔"

"تمھارا اندازہ درست ہے۔ اب ہمیں پہلے کے مقابلے میں زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔"

"اس سے پیشتر ہمیں یہاں سے جتنی جلدی ممکن ہو دور نکل جانا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ پولیس کو بھی اس حادثے کی اطلاع مل چکی ہو۔" ندیم نے دوبارہ اسٹیئرنگ سنبھالتے ہوئے کہا۔ راستے میں ہمارے درمیان اسی ہولناک دھماکے کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔ مارگریٹ کی اہمیت اب زیادہ بڑھ گئی تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ہم شہر کے ہنگاموں میں داخل ہوچکے تھے۔ ندیم کسی گہری سوچ میں غرق تھا اور میرا ذہن کاکا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ اس بات کا اقرار کرچکی تھی کہ فی الحال وہ بھوشن کا کچھ نہیں بگاڑنا چاہتی۔ اسی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں بھوشن سے دور رہوں۔ بانو کی پولیس تحویل میں ہونے والی پراسرار موت کو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق ایک مخصوص زہر قرار دیا گیا تھا۔ میں کاکا کو شنکری کی ہلاکت کے وقت بھی ایک ناگن کے روپ میں دیکھ چکا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ چیک پوسٹ پر ہونے والا دھماکا بھی کاکا کی خباثت کا نتیجہ ہو لیکن اس امکان کی روشنی کے عقب میں اندھیرے کی کچھ گتھیاں بھی قابل غور تھیں۔

اگر کاکا طاغوتی قوت کی مالک تھی تو پھر وہ پروفیسر ابرار کے ذہن پر قبضہ کرکے فارمولے کے سلسلے میں اس کی زبان بھی کھلوا سکتی تھی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جس وقت ندیم کے آدمیوں نے مارگریٹ کو اغوا کیا تھا وہ اس وقت بھی مارگریٹ کا تحفظ کرسکتی تھی مگر اس نے ایسا بھی نہیں کیا۔ آخر کیوں؟ وہ مجھے بھوشن سے دور رہنے کو کیوں مجبور کررہی تھی؟ اس کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی۔ بہرحال حالات کی روشنی میں یہی سوچا جاسکتا تھا کہ یا تو وہ ہمارے لیے خطرناک سازش کا کوئی حسین جال بن رہی تھی یا پھر دیوی دیوتاؤں نے اسے بھوشن کی مدد کرنے کے لیے پابند کردیا تھا۔ میں ان ہی خیالات میں گم تھا جب لیڈی مکلارنس کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"میں تمھیں ایک نئی زندگی کی مبارکباد دیتی ہوں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے دل ہی دل میں سوال کیا۔

"تمھاری کاکا رانی اس وقت کانٹوں کے بستر پر لوٹ رہی ہوگی۔" لیڈی مکلارنس نے جواب دیا۔ "اگر میں نے بروقت تمھاری مدد نہ کی ہوتی تو کاکا میجر نصیر کے ہاتھوں تم دونوں کو ختم کرادیتی اس کے بعد اسے مارگریٹ کو تلاش کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آتی۔"

"کیا کاکا اپنی طاغوتی قوتوں کے ذریعے پروفیسر کی زبان نہیں کھلوا سکتی؟"

"... تین بار اس کی کوشش کرچکی ہے لیکن میں نے

اسے کامیاب نہیں ہونے دیا۔ ہرچند کہ پروفیسر ابرار کی ایجاد جس پر وہ شب و روز محنت کررہا ہے مغربی ممالک کے لیے بھی خطرناک ثابت ہو مگر میں کاکا کو اس کے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔ جانتے ہو اس کی وجہ کیا ہے؟"

"کیا؟"

"اس نے مجھے اور میری قوت کو للکارنے کی حماقت کی ہے۔"

"مارگریٹ کے بارے میں تم کیا پیش گوئی کروگی؟"

"میں قبل از وقت کھل کر کوئی بات نہیں کرسکتی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اس کا انجام عبرتناک ہوگا۔"

"بھوشن کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"فی الحال میں بھی تمھیں اس سے دور رہنے کا مشورہ دوں گی لیکن اس کے ستارے بہت جلد گردش میں آنے والے ہیں۔"

"کیا کاکا ہی نے اس چیک پوسٹ پر دھماکا کرا کے میجر نصیر اور اس کے ساتھیوں کو ہمیشہ کے لیے خاموش کردیا ہے۔"

"اس کا جواب تمھیں جلد ہی مل جائے گا۔"

"میرے بارے میں اب تم کیا کہوگی؟"

"اس خیال کو دل سے نکال دو میرے بچے کہ میں اور کاکا ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔"

"میں تمھارے خیال کی تردید نہیں کروں گا۔" میں نے صاف گوئی سے جواب دیا۔ "کبھی کبھی حالات مجھے ایسا سوچنے پر مجبور کردیتے ہیں۔"

"میں سمجھ رہی ہوں لیکن جب تک انسان کے اندر یقین اور اعتماد نہ ہو اس کے بھٹک جانے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔"

"انسان کو اپنی فطرت بدلنے میں کچھ وقت ضرور لگتا ہے۔"

"تمھارے اندر بھی اچانک ایک نمایاں تبدیلی آنے والی ہے۔" لیڈی مکلارنس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"وہ کیا؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔

"اب تک وہ قوت جس کا راز ابھی تک نہ مجھے مل سکا اور نہ کاکا اس میں کامیابی حاصل کرسکی ہے ہوسکتا ہے تم سے واپس چھین لی جائے۔"

لیڈی مکلارنس کا جواب سن کر میں ایک لمحے کو گھبرا گیا۔ میں نے جلدی سے صندلی انگوٹھی کی سمت دیکھا جو بدستور میرے ہاتھوں میں موجود تھی۔ پھر لیڈی مکلارنس کا اشارہ کس سمت تھا؟ کیا وہ خدا کے اس برگزیدہ بندے کی بات کررہی تھی جو مجھ سے ناراض ہوچکا تھا؟ مجھے یاد آیا جب اس کمبل پوش بزرگ نے اشاروں اشاروں میں میری ماں کی موت کی اطلاع دی تھی اس وقت اپنی صندلی انگوٹھی واپس کرنے کو بھی کہا تھا پھر شاید اس کو میری حالت پر رحم آگیا تھا۔ لیڈی مکلارنس کی بات سن کر میرے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی تھی۔

"میں تمھارے چہرے کے تاثرات کو پڑھ رہی ہوں میرے عزیز، گھبراؤ مت۔ میں اس بات کو ابھی یقین سے نہیں کہہ سکتی مگر میرا خیال ہے کہ کوئی نہ کوئی پراسرار قوت تمھاری مدد کرتی رہے گی۔ ہوسکتا ہے وہ تمھاری زندگی کے دھارے کو بھی بدل دے۔"

"مس میلبا کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کیا وہ رکی یا بھوشن کے خلاف ہماری مدد کرسکتی ہے؟"

"مجھے افسوس ہے کہ کچھ مجبوریاں ایسی ہیں جنھیں قبل از وقت بیان کرنے سے قاصر ہوں لیکن تم پریشان مت ہو۔ اب میں تمھارے تحفظ کا پورا پورا خیال رکھوں گی۔"

"کیا کاکا ہمارے خلاف کوئی سازش کررہی ہے؟"

"ہاں۔" لیڈی مکلارنس نے مختصراً جواب دیا پھر بولی۔ "میں اب جارہی ہوں، ایک ضروری کام درپیش ہے۔"

پھر میں نے اسے دل ہی دل میں کئی بار پکارا لیکن اس کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملا۔

"کیا بات ہے؟" ندیم نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا سوچ رہے ہو؟"

"اپنی اس جنونی حرکت پر غور کررہا ہوں۔" میں نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "اگر بیم پوسٹ اٹھانے میں مجھے پلک جھپکنے کی دیر بھی ہوجاتی تو شاید اس وقت ہم دونوں دوسری دنیا کے سفر پر روانہ ہوچکے ہوتے۔"

"تم اس کو مشیت ایزدی بھی کہہ سکتے ہو۔"

ہم گفتگو کرتے ہوئے گھر پہنچے تو عارف نے بتایا کہ کسی شخص کا فون تین چار بار میرے لیے آچکا ہے۔

"کیا فون تم نے ریسیو کیا تھا؟" میں نے بے چینی سے پوچھا۔

"نہیں۔" وہ میرا مقصد بھانپ کر بولا۔ "کال نسیم نے ریسیو کی تھی۔"

"فون کرنے والے نے اپنا کوئی نام یا نمبر بھی بتایا تھا؟"

"نہیں۔" اس بار نسیم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے جواب دیا۔ "ہوسکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو لیکن اس کی گفتگو سے اندازہ ہورہا تھا کہ اسے آپ سے کوئی اہم بات کرنی ہے۔"

"سراج تو نہیں تھا؟" ندیم نے دریافت کیا۔

"نہیں۔" نسیم نے پورے وثوق سے جواب دیا۔ "کال کرنے والے کی آواز میرے لیے نئی ثابت ہوئی تھی۔"

ہم ابھی ان کالوں کے بارے میں قیاس آرائیاں کررہے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی اور میں نے لپک کر ریسیور اٹھالیا۔

aazzamm@yahoo.com aazzamm@yahoo.com

"خدا کا شکر ہے کہ تم خیریت سے گھر پہنچ گئے۔ مجھے تم دونوں کی فکر لاحق تھی۔"

"کیا میں آپ کا نام دریافت کر سکتا ہوں؟" میں نے دبی زبان میں دریافت کیا۔ "دوسری جانب سے بولنے والے کی آواز میرے لیے کچھ نئی نئی سی لگ رہی تھی۔

"پروفیسر ابرار۔"

"اوہ۔" میں چونکا۔ "آپ کو ہمارے گھر کا نمبر کس طرح معلوم ہوا۔"

"انکوائری سے۔ یہ کوئی مشکل مرحلہ نہیں تھا جسے حل نہ کیا جا سکتا۔" پروفیسر نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں یہ جان کر خود کو بہت ہلکا محسوس کر رہا ہوں کہ تم دونوں راستے میں کسی غیر متوقع حادثے کا شکار نہیں ہوئے۔"

"کیا آپ کو شبہ تھا کہ ہمیں راستے میں شکار کرنے کی کوشش ہوگی؟"

"تم اس دھماکے کو کیوں فراموش کر رہے ہو جو چیک پوسٹ نمبر ون پر تمہارے نکل جانے کے بعد ہوا تھا۔"

"تو کیا وہ۔" میں نے نسیم اور عارفہ کی موجودگی میں مکمل جملہ نہیں ادا کیا۔

"میں اپنے گرد و پیش سے کبھی بے خبر نہیں ہوتا۔ میں نے وہ گفتگو بھی سن لی تھی جو تمہارے اور مرحوم میجر نصیر کے درمیان ہوئی تھی۔" پروفیسر نے جواب دیا۔ "تمہاری آمد میرے لیے ایک نیک شگون ثابت ہوئی ہے ورنہ مجھے میجر نصیر کی شخصیت پر غدار ہونے کا کبھی وہم و گمان بھی نہیں ہوا تھا۔ میں نے اپنے عملے کے تمام افراد کا انتخاب بہت غور و خوض کے بعد کیا تھا لیکن مارگریٹ مجھے توقع نہیں تھی کہ وہ اپنی سطح سے اس قدر نیچے بھی گر سکتی ہے۔ بہرحال تم لوگ دھماکے کی اصلیت کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھو گے۔"

"آپ ہم پر اعتماد کر سکتے ہیں۔"

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ تم دونوں محب وطن ہو۔ اس لیے احتیاطاً یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی لیب سے لے کر آخری چیک پوسٹ تک ایسا خفیہ سائنسی نظام قائم کر رکھا ہے کہ نہ صرف میں ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے باخبر رہتا ہوں بلکہ اگر چاہوں تو ان کی نقل و حرکت بھی دیکھ سکتا ہوں۔ عام طور پر آنے جانے والے افراد اور چیک پوسٹ کے عملے کی گفتگو ریکارڈ ہوتی ہے جسے میں صرف فرصت کے وقت سن لیتا ہوں مگر تمہارے سلسلے میں مجھے شبہ تھا کہ کہیں تم لوگ بھی ان ممالک کے مقامی ایجنٹ تو نہیں جو میرا فارمولا چرانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں۔ اسی ایک شک کی بنیاد پر میں نے تم دونوں کی نقل و حرکت کو آخری چیک پوسٹ تک نظر میں رکھا تھا پھر تمہاری اور غدار ملت میجر نصیر کی گفتگو سننے کے بعد یہ ضروری ہو گیا تھا کہ اس کو عدم آباد روانہ کر دیا جائے۔ مجھے اس کے عملے کی موت پر یقیناً افسوس ہے لیکن انسان کو اپنی بقا اور ملک و قوم کی خاطر اس قسم کی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ ایک بات اور ذہن نشین کر لو۔ میں نے چیک پوسٹ کی ہولناک تباہی کی اطلاع وزیر داخلہ اور آئی جی پولیس کو بھی کر دی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی تفتیش کا دائرہ وسیع ہو کر تمہیں بھی مشتبہ افراد کی فہرست میں شامل کر لے لیکن تم اپنی اور ہماری ملاقات کے سلسلے میں اپنی زبان قطعی طور پر بند رکھنا۔ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہارے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں ہونے دوں گا۔"

"شکریہ پروفیسر۔"

"مارگریٹ کا خیال رکھنا۔ اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔" اس بار پروفیسر کے لہجے میں پیار بھری لگی تھی۔

رومانی ناول

زیب	حمیدہ جبین	75/-
شاخ بریدہ	حمیدہ جبین	75/-
حنا اور پتھر	حمیدہ جبین	75/-
گیت یہ میرے	حمیدہ جبین	75/-

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

رومانی ناول

دل کا آنگن	سلمیٰ رعنا	75/-
کالے کنول	سلمیٰ رعنا	75/-
اور دیا جلتا رہا	سلمیٰ رعنا	100/-
موج گرداب	سلمیٰ رعنا	100/-

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن۔"

"میں سمجھ رہا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہ رہے ہو۔" پروفیسر نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "آستین میں سانپ پالنا عقل مندی کے منافی ہے اور اسے دودھ فراہم کرنا حماقت کی انتہا ہے مگر ان تمام باتوں کے باوجود مجھے اس سے پیار ہے۔ ویسے تم اس کی زبان کھلوانے کی خاطر تشدد کے علاوہ تمام حربے استعمال کر سکتے ہو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

"کیا آپ ہماری گفتگو سننا پسند کریں گے؟"

"نہیں۔" پروفیسر نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔ "پہلے مارگریٹ کے سلسلے میں مجھے تمہارے بیان کی صداقت پر یقین نہیں آیا تھا لیکن میرے اور تم دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بعد اب مجھے مزید کسی ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔"

"کیا ہم کسی ضرورت کے وقت آپ سے رابطہ کر سکتے ہیں؟"

"میں تمہیں منع نہیں کروں گا مگر میری درخواست پر تم مارگریٹ کا۔" پروفیسر کی آواز بھرا گئی پھر اس نے سلسلہ بھی منقطع کر دیا۔ مجھے اس کے بڑھاپے کے عشق اور اس کی شدت کا کسی حد تک اندازہ ہو گیا تھا۔

"کس کا فون تھا؟" نسیم نے گہری سنجیدگی سے دریافت کیا۔ عارفہ کی بے چین نگاہیں بھی میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"ایک پرانے کلائنٹ کا۔" میں نے بات بنائی۔ "وہ جھکی قسم کا پروفیسر ہے۔ آج کل ہماری کنسٹرکشن کمپنی کے ذریعے ایک شاندار بنگلہ اپنی مرضی کے مطابق بنوانا چاہتا ہے۔"

"اس میں خطرے والی کیا بات ہے؟" عارفہ نے مجھے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ پارٹیاں اور بھی اس بنگلے کی کنسٹرکشن میں دلچسپی لے رہی ہیں۔ خاص طور پر ایک پارٹی نے تو اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔"

"اگر وہ پروفیسر آپ کے ذریعے کام کرانا چاہتا ہے تو کیا اسے آپ کا فون نمبر بھی نہیں معلوم۔" نسیم نے جرح کی۔

"میں نے کہا نا کہ وہ جھکی پروفیسر ہے اس لیے وہ میرا کارڈ کہیں رکھ کر بھول گیا ہوگا۔" میں نے سادگی سے جواب دیا۔ "ویسے انکوائری سے میرے گھر کا نمبر معلوم کرنا بے حد آسان ہے۔ پروفیسر نے بھی یہی طریقہ کار اختیار کیا۔"

"اور یہ ہماری گفتگو سننے سے آپ کی کیا مراد ہے؟" نسیم نے مجھے ٹٹولنے کی مزید کوشش کی۔

"خدا کے لیے اب کاروباری معاملات میں اپنی ٹانگ اڑانے سے پرہیز کرو ورنہ میں تو تم لوگوں کو جواب دیتے دیتے خرچ ہو جاؤں گا۔"

"بہرحال میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ آپ کوئی نہ کوئی بات ہم سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" عارفہ نے جواب دیا۔

"کیا تم اس پروفیسر سے ملنا پسند کرو گی؟" ندیم نے مجھے سہارا دیتے ہوئے عارفہ سے پوچھا۔ "لیکن ایک بات قبل از وقت بتا دوں۔ وہ صرف جھکی ہی نہیں بلکہ انتہائی بوم اور کوڑھ مغز بھی واقع ہوا ہے۔ دوسرے کا وقت برباد کرنا اور بال کی کھال نکالنا اس کی ہوبی ہے۔"

"آپ کہتے ہیں تو مانے لیتی ہوں۔" نسیم نے مجھے مخاطب کر کے ندیم کی جانب محبت بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ورنہ ان کی اکثر باتیں قابل اعتماد نہیں ہوتیں۔"

"کب کی بات کر رہی ہو شادی کے بعد کی یا اس سے پہلے کی۔" ندیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "عارفہ اور شہباز کی موجودگی میں میری زبان بند ہی رہے تو بہتر ہے ورنہ کچھ شکایتیں مجھے بھی تم سے ہیں۔"

"وہ کیا؟" نسیم سنجیدہ ہو گئی۔

"بتا دوں؟"

"بتا دیجئے۔ میں نے کوئی ایسی ویسی بات کی ہی نہیں تو پھر ڈرنا کیسا۔" نسیم نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"چلو چھوڑو اگر میں نے سب کچھ کہہ دیا تو عارفہ کیا سوچے گی۔"

"ندیم بھائی۔" عارفہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ کچھ بھی الٹی سیدھی باتیں کریں میری اور نسیم کی محبت میں کوئی دراڑ بھی نہ پڑے گی۔"

بہرحال بات ایسی ہنسی مذاق میں ٹل گئی۔ عارفہ اور نسیم کام کاج میں مصروف ہو گئیں تو میں نے ندیم کو اپنی اور پروفیسر کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سنا دی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں مارگریٹ کے سلسلے میں اب کوئی نیا طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔"

"پروفیسر کے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"میرا خیال ہے میجر نصیر کے علاوہ ہو سکتا ہے کہ کچھ غدار قسم کے لوگ اور بھی اس کی حفاظتی ٹیم میں شامل ہوں گے۔"

"ہو سکتا ہے۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "ویسے میرا ذاتی نظریہ ہے کہ اس قسم کے حساس معاملات میں زیادہ افراد کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ بہرحال ہم مارگریٹ کی زبان کھلوانے کی کوشش کریں گے ہو سکتا ہے میجر نصیر کا انجام سننے کے بعد اس کے گفتگو کا انداز بدل جائے۔"

"میلبا کے بارے میں کیا پروگرام ہے؟"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"وہ تمہاری رہنمائی صرف رکی تک کر سکتی ہے لیکن اب معاملہ بہت آگے بڑھ گیا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم راجو یا ماسٹری میں سے کسی ایک کو پروفیسر کی خفیہ نگرانی کی ذمے داری سونپ دو۔" میں نے کچھ توقف سے کہا۔ "میجر نصیر کی اطلاع ملنے کے بعد بھوشن اور زیادہ کمینگی کا مظاہرہ بھی کر سکتا ہے۔ ممکن ہے وہ اپنے منصوبے کی ناکامی دیکھ کر براہ راست پروفیسر ابرار کو اپنا ہدف بنانے کی کوشش کر بیٹھے۔"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں۔ بھوشن اب تک جتنی کثیر رقم پروفیسر کا فارمولا حاصل کرنے میں خرچ کر چکا وہ اسے خود اپنے ہاتھوں سے ڈوبتی نہیں دیکھ سکتا۔"

ہمارے درمیان خاصی دیر تک پروفیسر، بھوشن اور مارگریٹ کی باتیں ہوتی رہیں پھر ہم اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

دوسری صبح میں دفتر میں داخل ہوا تو وارثی نے بتایا کہ کوئی ایک شخص مجھے کئی بار فون کر چکا ہے لیکن اس نے اصرار کے باوجود اپنا نام یا فون نمبر بتانے سے گریز کیا تھا۔ میں نے اس پر کوئی زیادہ توجہ نہیں دی ویسے میرا خیال تھا کہ میجر نصیر کے انجام کی خبر مل جانے کے بعد بھوشن نے ایک بار مجھے ٹھکانے لگانے کی خاطر اپنے کسی خاص گرگے کو مقرر کر دیا ہوگا۔ پہلے بھی متعدد بار وہ ایسا کر چکا تھا۔ میرا خیال غلط نہیں ثابت ہوا۔ میرے آفس میں آنے کے کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجی اور میں جس فائل کا مطالعہ کر رہا تھا اسے بند کر کے میں نے ریسیور اٹھا لیا۔

"شہباز اسپیکنگ۔"

"میں اس سے پہلے بھی تمہیں تین چار بار وارثی کے نمبر پر ڈائل کر چکا ہوں۔" دوسری جانب سے ابھرنے والی آواز میرے لیے اجنبی ہی ثابت ہوئی تھی۔

"وارثی نے مجھے اس کی اطلاع دی تھی اگر آپ نے نمبر چھوڑا ہوتا تو میں خود کال بیک کر لیتا۔"

"میرا اصول دوسروں سے مختلف ہے شہباز خان۔" بولنے والے نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں خاص طور پر کوئی واردات کرتے وقت ہمیشہ نئے لباس کو ترجیح دیتا ہوں۔ تم خود محکمہ پولیس میں رہ چکے ہو اس لیے بخوبی جانتے ہوگے کہ اکثر دھوبیوں کی طرف سے جو مخصوص نمبر یا نشان لباس پر ڈالے جاتے ہیں وہ بھی مجرموں کی نشاندہی میں پولیس کے لیے خاصے مفید ثابت ہوتے ہیں۔"

"اوہ۔ تو گویا تم بھی کوئی جرائم پیشہ یا اجرتی قاتل قسم کی چیز ہو۔" میں نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بے پروائی سے جواب دیا۔

"میرے پاس اپنا ذاتی پستول بھی ہے اور ایک خودکار سب مشین گن بھی ہے جو لائسنس شدہ ہیں مگر میں کسی کو قتل کرنے کی خاطر غیر لائسنس شدہ اسلحہ استعمال کرنے کا عادی ہوں۔"

"اور اس کے لیے تم دشمنوں پر نفسیاتی دباؤ ڈالنے کی خاطر اسے فون پر مرعوب کرنے کی بھی کوشش کرتے ہو۔"

"زیادہ خوش فہمی اچھی نہیں ہوتی۔" بولنے والے کے لہجے میں حقارت تھی۔ "میں پیدائشی طور پر دہشت گرد یا قاتل نہیں ہوں۔ تمہارے اسی معاشرے اور اس کے گھناؤنے ماحول نے مجھے بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے۔"

"اب تم شاید مجھے اپنی مجبوریوں اور بے بسی کی کہانی سناؤ گے؟" میں نے استہزائیہ انداز میں جواب دیا۔

"نہیں۔" اس کا لب ولہجہ یکلخت کرخت ہو گیا۔ "میں زیادہ لمبی چوڑی باتیں کرنے کا عادی نہیں ہوں لیکن میرا ایک اصول اور بھی ہے۔ میں اپنے شکار کو میدان چھوڑ کر بھاگ نکلنے کا ایک موقع ضرور دیتا ہوں۔"

"تم شاید اس میدان کی بات کر رہے ہو جس میں بھوشن جیسے دوغلے اور گھٹیا انسان کے قدموں کے نشان موجود ہیں۔"

"غلط مجھے۔" میں نے بھوشن کا نام ضرور سنا ہے لیکن ابھی تک ہم دونوں کا آپس میں کوئی کاروباری واسطہ نہیں پڑا۔"

"پوچھ سکتا ہوں کہ تمہارا کاروبار کیا ہے؟"

"جرائم اور دہشت گردی بھی کاروبار میں شمار ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کاروبار میں دوسرے کے مقابلے میں نفع زیادہ ملتا ہے اور آدمی کو زیادہ بھاگ دوڑ بھی نہیں کرنی پڑتی۔ البتہ اس کا دل مضبوط ہونا شرط ہے۔ تمہارے کاروبار کی طرح ہمارے کاروبار میں بھی اتار چڑھاؤ ہوتا ہے، کبھی کسی معمولی کیڑے پر جرائم کش دوا چھڑکنے پر بھی لاکھ دو لاکھ مل جاتے ہیں اور کبھی سامنے والی پارٹی ہمیں منہ مانگا دام چکانے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ تعلقات اور یارانے کی خاطر بڑا کام کرنے کے باوجود ہمیں سوائے پشت پناہی کے اور کچھ نہیں ملتا۔"

"تمہارا تعلق کس کیٹیگری سے ہے؟"

"اس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا۔" اس نے گمبھیر آواز میں کہا۔ "فی الحال میں تم کو حسب معمول ایک چانس دے رہا ہوں اگر اپنی بھلائی چاہتے ہو تو ماہ رخ کے پاس جانے یا اس سے فون پر گفتگو کرنے سے بھی پرہیز کرنا ورنہ۔ تم خود سمجھدار ہو۔"

"سمجھا۔" میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر کہا۔ "تم یا تو بھوشن کے آدمی ہو یا رکی کے سلسلے میں رعایت چاہتے ہو۔"

"میں پہیلیاں بوجھنے یا بجھوانے کا قائل نہیں ہوں۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ میرا بھوشن یا رکی کی ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"پھر ایک ہی امکان باقی رہ جاتا ہے۔ تم شاید ماہ رخ کے ناکام عاشقوں میں سے کوئی ہو۔"

"ماہ رخ اگر تمہیں فون کرے تو تم فون [illegible] یا کوئی بات چیت نہیں کرو گے۔" اس نے میری بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "قطعی طور پر اس سے گفت وشنید بھی ختم کر دو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔"

"اور کوئی خاص بات؟" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

"فی الحال صرف اتنا ذہن نشین کر لو کہ میں تمہیں دوسرا چانس نہیں دوں گا۔ وِٹ اوز آل۔" اس نے جملہ مکمل کرتے ہی فون بند کر دیا۔

میں نے مسکرا کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا لیکن ایک منٹ بعد ہی فون کی گھنٹی دوبارہ بجی اس بار ندیم کی کال تھی۔

"میں تمہاری گفتگو سن چکا ہوں' پریشان مت ہونا" میں نے تمہاری حفاظت کا معقول انتظام کر دیا ہے' ویسے اکیلا کریم بھی کافی حد تک حلال قسم کا بندہ ہے۔ اس کی موجودگی میں کوئی دشمن تمہارے قریب نہیں آ سکے گا۔"

"فون کرنے والے کے سلسلے میں تم نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے؟"

"فی الحال میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"رکی یا بھوشن کا کوئی کارندہ لگتا ہے۔" میں نے کہا۔ "ماہ رخ کا کوئی دل جلا اور ناکام عاشق بھی ہو سکتا ہے۔"

"نہیں۔" ندیم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ماہ رخ کا جائزہ لیا ہے تم بھی اس کا اندازہ لگا چکے ہو۔ اس کے عاشقوں کی فہرست خاصی طویل ہے۔ تم سے فون پر گفتگو کرنے والا ایک وقت میں بھلا کتنے چاہنے والوں کا راستہ روک سکتا ہے۔"

"پھر۔ تمہارا شبہ کس طرف جاتا ہے؟"

"میں گھپ اندھیرے میں بلاوجہ ہاتھ پیر چلا کر انرجی ضائع نہیں کرتا' بہرحال اب تمہیں پہلے سے زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔"

"تم جس کہانی کا ایک کردار ہو میں اس کا ہیرو ہوں اس لیے میں دشمن قسم کے کرداروں سے نپٹنا جانتا ہوں۔"

"سراج کا کوئی فون آیا؟ میرا مطلب ہے کہ چیک پوسٹ پر ہونے والے دھماکے کی کیا رپورٹ ہے؟"

"ابھی تک اس کی اطلاع نہیں ملی۔ میں نے جان بوجھ کر اسے کریدنے کی کوشش بھی نہیں کی۔"

"اچھا کیا۔ ورنہ تمہاری دلچسپی اس کے شک کا سبب بھی بن سکتی ہے۔"

"کیا تم نے مارگریٹ سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی۔"

"دفتر سے اٹھ کر میری طرف آ جانا' مارگریٹ سے ہماری مشترکہ ملاقات زیادہ بہتر ثابت ہوگی۔"

"او کے۔" میں نے جواب دیا پھر فون بند کر کے دفتری کاموں میں الجھ گیا لیکن اس سے پیشتر میں نے سیکورٹی گارڈز کے انچارج کو بلا کر سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ کسی اجنبی کو میرے ذاتی کمرے تک آنے کی اجازت نہ دیں۔ ندیم کی طرح میں نے بھی اس نادیدہ شخصیت کے بارے میں ذہنی جمناسٹک کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

شام کو دفتر سے اٹھنے کے بعد میں سیدھا ندیم کی طرف گیا جہاں راجو پہلے سے موجود تھا۔ میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا تو ندیم نے راجو سے کہا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ بیلیا' رکی کے ٹھکانے سے واقف ہے؟"

"میرے آدمی دو روز سے متواتر اس کے سائے کی طرح پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس کی تمام کالیں بھی چیک کی جا رہی ہیں لیکن ابھی تک بیلیا نے اپنے فون سے رکی نامی کسی شخص سے بات نہیں کی۔"

"ہو سکتا ہے اس نے رکی کو کسی کوڈ ورڈ سے کال کیا ہو۔" میں نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے اظہار خیال کیا۔

"جی نہیں۔ اس نے سرے سے کسی مرد سے بات ہی نہیں کی۔"

"بہرحال مجھے رکی زندہ درکار ہے۔" ندیم نے کہا۔ "تم چاہو تو اس کام کے لیے دو چار آدمی اور لگا دو۔"

"مطمئن رہیں سر اگر رکی اسی شہر میں کہیں چھپا بیٹھا ہے تو میرے ساتھی بہت جلد اس کا سراغ لگا لیں گے۔"

"پروفیسر کے سلسلے میں میں نے ماسٹری کو ضروری ہدایت دے دی ہیں لیکن میں چاہتا ہوں تم بھی پروفیسر کی نگرانی کا خاص خیال رکھو۔"

"ٹھیک ہے۔" راجو جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میری حفاظتی ٹیم میں کتنے افراد شامل ہیں؟" میں نے راجو سے سوال کیا۔

"اس کا علم باس کو زیادہ بہتر ہوگا۔" اس نے مسکرا کر ندیم کی سمت اشارہ کیا پھر خاموشی سے باہر چلا گیا۔

"کوئی نئی اطلاع؟" ندیم نے پوچھا۔

"نہیں۔" میں نے کہا۔ "تمہارے فون کے بعد مجھے زیادہ تر کاروباری فون ہی موصول ہوئے تھے۔"

"میں نے ماہ رخ کو ابھی کچھ دیر پیشتر فون کیا تھا۔" ندیم مسکرایا۔ "اس نے بڑی بے باکی سے اقرار کیا ہے کہ اس کی زندگی میں جتنے افراد آ چکے ہیں وہ ان میں سے اب پانچ فیصد کے نام بھی نہیں جانتی' ویسے اس کا خیال ہے کہ ابھی تک اس کے علم میں کوئی ایسا جنونی عاشق نہیں ہے جو اس کے دربار عام میں

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

...نے جانے والے کو موت کی دھمکی دے کر روکنے کی کوشش ...ے۔"

"آج کل اس کی فہرست پر پہلا نمبر کس کا ہے؟" میں نے ...ر بھرے لہجے میں سوال کیا۔

"پرانے تین آدمیوں میں سے فی الحال میں صرف دو سے ...ف ہوں۔" ندیم معنی خیز انداز میں بولا۔ "ایک تم اور دوسرا ...ے۔"

"گویا یہ ہم دونوں کے لیے بڑے فخر و اعزاز کی بات ہے۔"

ندیم نے کوئی جواب نہیں دیا پھر ہم دونوں خفیہ راستے سے ...ی زمین دوز کمرے تک پہنچ گئے جہاں مارگریٹ قید تنہائی میں ...تھی۔ اس کی کیفیت کچھ ایسی ہی تھی جیسے کوئی ہرا بھرا ...ت پت جھڑ کی زد میں آگیا ہو اس نے اپنے رکھ رکھاؤ اور ...س کے سلسلے میں خاص خیال رکھا تھا لیکن اس کے چہرے ... تاثرات اور آنکھوں کی بے چینی اس بات کی ترجمانی ...رہی تھی کہ وہ اندر سے بری طرح ٹوٹ چکی ہے۔ ہم جس ...ت کمرے میں داخل ہوئے وہ برش لیے آئینے کے سامنے ...ڑی اپنے بال سنوارنے میں مصروف تھی۔ ہمیں دیکھ کر اس ...غصے سے برش ایک جانب اچھال دیا۔

"مجھے یہاں اور کتنے دنوں تک رکھا جائے گا۔" اس نے ...یم کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"حالات پر منحصر ہے۔" ندیم نے بے پروائی سے شانے ...کائے۔

"شاید تمہیں اپنے انجام کی فکر نہیں۔" وہ بھوکی شیرنی کی ...ح بولی۔ "میری رہائی کے بعد تم دونوں پر کیا گزرے گی تمہیں ...ی اس کا اندازہ نہیں ہے۔"

"جانتا ہوں۔ جس کہانی کا آغاز اچھا نہ ہو اس کا انجام بھی ...ی ثابت ہوتا ہے۔"

"اب تم مجھ سے کیا معلوم کرنے آئے ہو؟" اس نے ...ارت سے پوچھا۔

"فی الحال ہم تمہیں ایک خوشخبری سنانے آئے ہیں۔" ...یم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "تم نے اور بھوشن نے مل کر جو ...اط بچھائی تھی اس کا ایک اہم مہرہ پٹ چکا ہے' دوسرے بھی ...ری نظروں میں آتے جارہے ہیں۔"

"تم کس کی بات کر رہے ہو۔" وہ بری طرح جھلا گئی۔ ...ھل کر کیوں نہیں کرتے۔"

"ہمارا تعلق چونکہ مشرق سے ہے اس لیے ہم تمہاری ...رح کھل کر کوئی کام نہیں کرتے۔" ندیم نے ایک ... قدرے ...ھکا کر کہا۔ "ویسے تم غصے میں کچھ زیادہ ہی حسین نظر آنے ...تی ہو۔"

"ایک بات بتاؤں تمہیں؟" وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔

"جس زمانے میں' میں ماڈلنگ کرتی تھی اس زمانے میں' میں نے دو کتے پال رکھے تھے۔ وہ بھی کبھی کبھی بالکل تمہاری ہی طرح بھونکنے لگتے تھے۔"

"تم ایک تیسرے کتے کو بھول رہی ہو۔" میں چپ نہ رہ سکا۔ "میجر نصیر۔"

وہ میجر نصیر کے حوالے پر بری طرح چونک اٹھی۔

"اس کے بارے میں اب تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔" ندیم نے تیزی سے کہا۔ "وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"تم میجر سے کس طرح ٹکرا گئے؟"

"اپنے رقیبوں کو برداشت کرنا میرے اصول کے خلاف ہے' اتفاق ہی سمجھو جو میجر ہماری نگاہوں میں آگیا۔"

"تمہاری اس کی ملاقات کہاں ہوئی تھی؟"

"یہیں' اس کلب میں۔" ندیم نے بڑی خوبصورتی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔ "شاید وہ تمہاری ہی خوشبو سونگھتا ہوا یہاں تک آگیا تھا۔ کسی سدھائے ہوئے سراغرساں کتے کی طرح۔"

"تمہارے درمیان کیا باتیں ہوئی تھیں؟" مارگریٹ نے سنجیدگی سے پوچھا۔ اس کے چہرے پر نظر آنے والا تناؤ یکلخت ہی ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

"اس نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں تمہارے اور اس کے درمیان سے ہٹ جاؤں۔ مجھے یہ بات قابل قبول نہیں تھی۔ بات بڑھتی گئی اور وہ بیچارہ دنیا سے ٹکٹ کٹا گیا۔" ندیم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "دراصل ہم مشرقی لوگ جب کسی سے محبت کرتے ہیں تو پھر کسی اور کے وجود کو برداشت نہیں کرتے۔"

"تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"اصلیت کیا ہے؟ یہ تم ہی اگل دو۔" میں نے حقارت سے کہا۔

"مجھے جو کچھ معلوم تھا وہ میں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔" اس نے سنبھل کر جواب دیا۔

"بکواس۔" میں نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ "تم نے میجر نصیر کا کوئی ذکر نہیں کیا جو تمہارے اور بھوشن کے ہاتھوں اپنا ضمیر بیچ چکا تھا۔"

"میجر کو ہماری اسکیم کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔" وہ قدرے توقف سے بولی۔ "میں نے اسے صرف اس بات پر رضامند کیا تھا کہ وہ پروفیسر کے پاس آنے جانے والوں پر نظر رکھے۔ تم دونوں کے بارے میں البتہ اسے خاص ہدایت دی گئی تھی۔"

"اور اس کام کے عوض تم نے اسے کیا معاوضہ دیا تھا؟"

ندیم نے کہا۔

"تمہیں ہماری نجی زندگی سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔"

"میں گندگی میں پتھر مارنے کا قائل بھی نہیں ہوں۔" ندیم نے بگڑے ہوئے تیور سے جواب دیا۔ "میجر نصیر یہاں میرا شکار کرنے آیا تھا لیکن خود کام آگیا لیکن مرنے سے پہلے اس نے ہمیں خاصی اہم معلومات فراہم کردی تھیں۔"

"پھر تم مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"میجر نصیر کے علاوہ اور کون کون تمہاری ناپاک سازش میں شریک ہے؟"

"تم شاید ڈاج دے کر میری زبان کھلوانا چاہتے ہو لیکن اب میں تمہیں کوئی بات نہیں بتاؤں گی۔" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولی۔ "تم چاہو تو مجھے گولی ماردو۔"

"ہمارے ملک میں غداروں کو موت کی نہیں عمر قید کی سزا دی جاتی ہے۔ جہاں تنہائی کی اذیت اس کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ وہ خود ہی گھل گھل کر موت کو گلے لگانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ ذرا غور کرو اگر تمہیں کسی تاریک کمرے میں رکھا جائے' کھانے کو کچھ نہ دیا جائے تو تمہاری کیفیت کیا ہوگی؟"

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کرسکو گے۔" اس کی نگاہوں میں خوف کے سائے لہرانے لگے۔

"میرا خیال ہے کہ ابھی تک میرے کسی آدمی نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی ہوگی؟"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"ہوسکتا ہے کہ میں نے اپنے آدمیوں پر شرافت کے رکھ رکھاؤ کی جو پابندی لگا رکھی ہے اسے ختم کردوں۔"

"نہیں۔" وہ جذباتی انداز میں چیخی۔ "تم ایسا نہیں کرو گے اس سے تو بہتر ہے کہ تم مجھے جان سے ماردو۔"

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم مجھے ان لوگوں کے نام اور پتے بتادو جو تمہارے اور بھوشن کی ناپاک سازش میں آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔"

"تم یہ سب باتیں براہ راست بھوشن سے کیوں نہیں معلوم کرتے جس نے مجھے اس اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔"

"ہم اس سے بھی تھوڑا بہت اگلوا چکے ہیں۔ تم سے صرف تصدیق چاہتے ہیں۔" ندیم نے سرد لہجے میں جواب دیا پھر کسی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اس نے مارگریٹ کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا یہ درست ہے کہ پروفیسر کا اہم فارمولا چوری کرنے کے بعد تم اسے موت کے گھاٹ اتار دیتیں؟"

"ہاں۔" اس نے توقف سے جواب دیا۔ "فارمولا چوری کرنے کے بعد پروفیسر کی زندگی ہمارے لیے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔"

"تم نے اسے مارنے کا کیا پلان بنایا تھا؟" میں نے تیزی سے سوال کیا۔

"سلو پوائزننگ۔"

"اس کا مشورہ تمہیں کس نے دیا تھا؟" میں نے دوسرا سوال کیا۔

"بھوشن نے۔"

"اب اس ڈاکٹر کا نام بھی بتادو جو پروفیسر کی موت کے سلسلے میں تمہاری مدد کرتا؟" ندیم نے پوچھا۔

"ابھی ہم نے اس کے لیے کسی ڈاکٹر کا انتخاب نہیں کیا تھا۔"

"رکی کا نام سنا ہے کبھی؟" میں نے کچھ سوچ کر اندھیرے میں تیر چلایا۔

رکی کا نام سن کر ایک بار پھر مارگریٹ چونکی تھی لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو شاید تم نے رکی سے بھی جسمانی زبان میں تعلقات بڑھانے کی کوشش کی ہوگی؟"

"یہ بھی میرا نجی معاملہ ہے۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"جانتی ہو پروفیسر نے تمہارے بارے میں ہم سے کیا کہا تھا؟" میں نے لوہا گرم دیکھ کر ایک کاری ضرب لگائی۔ "تم جس کو سلو پوائزننگ کرکے مار ڈالنا چاہتی تھیں اس نے درخواست کی ہے تمہیں کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے بلکہ تمہارا پورا پورا خیال رکھا جائے۔"

"کیا تم پروفیسر سے بھی مل چکے ہو؟" اس کی رنگت زرد پڑ گئی۔

"ہاں۔ قومی مفاد کی خاطر اسے تمہاری اور بھوشن کی سازش سے آگاہ کرنا ضروری تھا۔" میں نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے اسے سب کچھ بتادیا؟"

"اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔"

"میرا ایک کام کروگے؟" وہ ہاتھ ملتے ہوئے بولی۔ "مجھے تھوڑا سا زہر فراہم کردو میرے لیے اب زندہ رہنا بیکار ہی ہوگا۔"

"سوری۔" ندیم نے کہا۔ "ہم پروفیسر سے وعدہ خلافی نہیں کرسکتے' تمہارا فیصلہ وہی کرے گا۔"

"فار گاڈ سیک۔ مجھے زہر لادو یا پھر شوٹ کردو۔" اس نے بے حد تھکے ہوئے انداز میں ہاتھ جوڑ کر درخواست کی۔

"بھوشن نے تمہارے اور میجر نصیر کے علاوہ اور کتنے افراد کو اعتماد میں لیا ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔" وہ زندگی سے عاری آواز میں بولی۔

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"پروفیسر سے بات کرنا پسند کرو گی؟" ندیم نے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ اب میں اسے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی۔" اس نے بڑے یقین سے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ پروفیسر اپنی زندگی سے زیادہ مجھے پیار کرتا ہے لیکن قارموئے کی چوری کے سلسلے میں وہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے مارنے کے بعد وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دے مگر وہ قوم کے مفاد کے مقابلے میں مجھے ترجیح نہیں دے گا۔"

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ تمہاری مکروہ زندگی کا خاتمہ پروفیسر ہی کے ہاتھوں ہو۔"

"پلیز۔ اپنی ضد سے باز آجاؤ۔ میں تمہارے ہاتھ سے مرنا زیادہ پسند کروں گی۔" اس نے روتے ہوئے کہا۔ "میں پروفیسر کو فیس (FACE) نہیں کر سکوں گی۔"

"قارموئے کے چوری کرنے کے لیے بھوش نے کیا پلان بنایا تھا؟" میں نے کریدنے کی کوشش کی۔

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ اس کے سوا مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔" میں نے اونچی آواز میں کہا۔ "جو لوگ اس قسم کی منظم سازش کرتے ہیں وہ کئی متبادل راستوں کو بھی ضرور ملحوظ رکھتے ہیں اور بھوش' اس نے بھی اپنی کامیابی کے لیے تمہارے علاوہ کوئی اور طریقہ بھی ضرور سوچ رکھا ہو گا۔"

"ہو سکتا ہے لیکن مجھے نہیں معلوم۔"

"تمام طور پر اس قسم کے بڑے پیمانے پر جرم کرنے والے بڑے وحشی ہوتے ہیں۔" ندیم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اس بات پر کیسے یقین کر لیا جائے کہ تم جو کچھ کہہ رہی ہو وہ ٹھیک ہے۔"

"میں اب تمہیں یقین دلانے کی کوشش بھی نہیں کروں گی۔" اس نے نفرت سے کہا۔

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟"

"یس۔ لاسٹ اینڈ فائنل۔"

جواب میں ندیم نے دروازے پر کھڑے ہوئے آدمی کو کوئی مخصوص اشارہ کیا تو وہ اثبات میں گردن کو جنبش دیتا ہوا چلا گیا۔ اس کی جگہ دوسرے مسلح نقاب پوش نے سنبھال لی تھی۔ مارگریٹ کے چہرے پر اب نفرت اور جھلاہٹ کے ملے جلے تاثرات ابھر رہے تھے۔ ندیم اسے معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مختصر سا کارڈلیس نکال لیا اس کے ساتھ ہی دیوار پر لگے ہوئے ایک سوئچ کو بھی آن کر دیا جس کے کچھ دیر بعد ایک مردانہ آواز کمرے میں لگے ہوئے خفیہ مائک کے ذریعے گونجنے لگی۔

"باس۔ رابطہ قائم ہو گیا ہے' کیا میں لائن ڈائرکٹ کروں؟"

"ہاں' ریسیور کریڈل پر رکھ کر بٹن آف کر دو۔" ندیم نے کہا پھر کارڈلیس کو منہ کے قریب لا کر بولا۔ "ہیلو۔ ہیلو۔ ندیم آن دی لائن۔"

"میں بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات؟"

دوسری جانب سے پروفیسر ابرار کی آواز کمرے میں گونجی تو مارگریٹ کے چہرے کا رنگ یکدم ہی بدل گیا۔ اب اس کی آنکھوں سے خوف جھلک رہا تھا۔ "میں اس وقت آپ کی مسز کے ساتھ ہوں۔ کیا آپ بات کرنا پسند کریں گے؟" ندیم نے وہ جملہ زیادہ زور سے نہیں کہا تھا لیکن اس کی آواز بھی پورے کمرے میں گونج اٹھی تھی۔ شاید ٹیلی فون کے کارڈلیس سسٹم کو ڈبل وے کے اصول پر قائم کیا گیا تھا جس سے دونوں فریق کی آواز سنی جا سکتی تھی۔ "تم نے کہا تھا کہ تم مجھے براہ راست مارگریٹ سے ملنے کا موقع دو گے۔" پروفیسر کے لہجے سے بے چینی جھلک رہی تھی۔

"میں اب بھی آپ کے حکم سے انکار نہیں کروں گا لیکن فی الحال آپ کا اپنی لیب سے باہر آنا خطرناک ثابت ہو گا۔" ندیم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "مارگریٹ کے اغوا اور میجر نصیر کے انتقال نے دشمنوں کو یقینی طور پر محتاط کر دیا ہو گا۔ ایسے حساس معاملات میں اگر سازش کرنے والا اپنی پلاننگ کو فیل ہوتا محسوس کرتا ہے تو پھر۔"

"میں تمہارا مطلب سمجھ رہا ہوں۔" پروفیسر کی آواز سنائی دی۔ "میجر نصیر کے بعد میں نے خود بھی اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ جب تک میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا لیب سے ایک لمحے کو بھی باہر نہیں نکلوں گا۔ حکومت کی جانب سے بھی حفاظتی انتظامات اور سخت کر دیے گئے ہیں۔ شاید اب کوئی چڑیا بھی میری اجازت کے بغیر لیبارٹری کے قریب نہ آسکے گی۔"

"انسان کے علاوہ کچھ ایسی شیطانی قوتیں بھی ہوتی ہیں جنہیں کہیں پہنچنے میں کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"میرا اشارہ ماورائی قوتوں کی طرف ہے۔"

"میں ان افسانوی باتوں میں یقین نہیں رکھتا۔"

"لیکن ہمارے ساتھ یہی ہو رہا ہے۔ بھوش کو اب تک ہمارے آدمی نہایت آسانی سے جہنم رسید کر سکتے تھے لیکن کچھ شیطانی اور گندی قوتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "اسی طاقت نے آپ کو بھی نروس میں لے کر قارموئے کا راز معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن

اُردو کے منفرد اور صاحب طرز ادیب قمر اجنالوی
کا ایک انتہائی پُراسرار سنسنی خیز اور تحیر خیز ناول
مقدس مورتی
وہ جیون بھید کیا تھا۔ جس کی خاطر ساؤ خاندان تین صدیوں تک نسل در نسل بودھ کی ایک مورتی کو تلاش کرتا رہا؟
تھاگت بدھ کے فلسفہ نروان اور بودھ تاریخ و آثار کے پس منظر میں بودھ گیانی تھارو کیشپ کی لرزہ خیز آپ بیتی جسے پڑھ کر آپ رائیڈر ہیگرڈ کی کہانیوں کو بھول جائیں گے۔ دوشیزہ ایوارڈ یافتہ شاہکار
قیمت: حصہ اول -/200 حصہ دوم -/200
ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

Scanned
By
Ali and Azam
Aleeraza@hotmail.com
Aazzamm@Yahoo.com
(Lahore & Sahiwal)

aazzamm@yahoo.com

...پ نے اپنے ذہن اور لب کے داخلی دروازوں پر جو دیوائس
...نات کر رکھی ہے اس کی وجہ سے انھیں ابھی تک کامیابی
...یں ہوئی۔"

"آئندہ بھی نہیں ہوگی۔" پروفیسر بڑے اعتماد سے بولا۔
...یرے شب و روز جس معمولیت میں گزرتے ہیں شاید تم اس
...ے بارے میں تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن اس کے باوجود میں
...ا کی عبادت اور اس کی مقدس کتاب کا مطالعہ روزانہ بڑی
...ندی سے کرتا ہوں۔ خدا کے بابرکت کلام ہی کے ذریعہ میں
...نے اپنے چاروں طرف ایک حصار سا کھینچ رکھا ہے۔"
...قوت شاید اسی لیے کالی طاقتیں ابھی تک اپنے مقصد
...یں کامیاب نہیں ہو سکیں۔"
...اچھا مارگریٹ اس وقت تمہارے کہیں قریب ہی موجود
...ہے؟" پروفیسر کے لب و لہجے میں پھر بے چینی کا عنصر شامل
...گیا۔

"ہاں۔ ہم اس وقت جس انڈر گراؤنڈ اور ساؤنڈ پروف
...کمرے میں ہیں اس کے اندر ایسا سسٹم قائم ہے کہ آپ کی اور
...ری دونوں کی آواز کمرے میں چاروں طرف یکساں طور پر گونج
...ی ہے۔ میں کارڈلیس آپ کی مسز کو دے رہا ہوں۔"
ندیم نے مختلف سا کارڈلیس جس کی لمبائی بہ مشکل چھ
...نچ رہی ہوگی مارگریٹ کی طرف بڑھا دیا۔ مارگریٹ کی
...گھبراہٹ اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ سے ظاہر ہو رہی تھی۔
...کچھ دیر تک وہ خود پر قابو پاتی رہی پھر پھنسی پھنسی آواز میں
...بولی۔

"ہم۔۔۔ میں مارگریٹ بول رہی ہوں۔"
"میرا خیال ہے کہ تمہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی؟"
...روفیسر نے جذباتی لہجے میں کہا۔ "میں نے مسٹر ندیم اور شہباز
...سے یہی درخواست کی تھی کہ وہ میری خاطر تمہیں کوئی تکلیف
...نہ پہنچائیں۔"
"ہاں۔ ابھی تک انھوں نے مجھے کوئی جسمانی اذیت نہیں
...پہنچائی لیکن۔"
"میں جانتا ہوں مائی ڈیئر۔" پروفیسر نے اس کی بات کاٹتے
...ہوئے کہا۔ "گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے شیر کی ایک دن کی
...زندگی زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ اسی طرح آزادی بھی ہے جو اچانک
...چھن جائے یا چھین لی جائے تو انسان کا دم گھٹنے لگتا ہے۔"
"آئی ایم سوری ڈارلنگ۔" مارگریٹ نے بھرائی ہوئی
...آواز میں کہا۔ "میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں لیکن۔۔۔ کیا تم
...اپنی مارگریٹ کو معاف نہیں کر سکتے۔"
"تمہارا اور شیشے کی مثال ایک جیسی ہوتی ہے شیشے میں اگر
...بال آجائے تو پھر اسے دنیا کی طاقت دور نہیں کر سکتی۔"
"آئی پرامس یو ڈارلنگ۔ میں تمام زندگی تمہارے ساتھ

رہوں گی۔ ایک لمحے کے لیے بھی تمہاری نگاہوں سے دور
نہیں رہوں گی۔"
"اس حرام زادے بھوشن اور میجر نصیر سے تمہارے جو
تعلقات تھے وہ میرے علم میں آچکے ہیں۔" پروفیسر تلملا کر بولا۔
"اس کے علاوہ آپ کی مسز کے ناجائز تعلقات ایک ایسے
تھرڈ ریٹ دہشت گرد اور بدمعاش سے بھی رہ چکے ہیں جو آج
کل انڈر گراؤنڈ چلا گیا ہے۔" ندیم نے قدرے بلند آواز میں
کہا۔
"مارگریٹ۔" پروفیسر کراہ اٹھا۔ "یہ میں کیا سن رہا
ہوں۔"
"میں اپنے تمام گناہوں پر شرمندہ ہوں لیکن وعدہ کرتی
ہوں کہ آئندہ؟"
"تم نے الفاظ کی نگاہوں سے ٹپکنے والے آنسو کے قطرے
پر بھی غور کیا ہے۔" پروفیسر نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "وہ
آنسو نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلنے والا خون ہوتا ہے۔
لیکن ایک بار پلکوں تک آکر ڈھلک جائے تو پھر اس کی واپسی
کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔"
"پلیز ڈارلنگ۔ گیو می اے لاسٹ چانس۔" مارگریٹ کے
لہجے میں التجا تھی۔
"مارگریٹ۔ میں زندگی میں تمہیں زندگی کی آخری
سانسوں تک کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔" پروفیسر نے کسی
معصوم بچے کی طرح جواب دیا۔ "تم نے مجھ سے اس عمر میں
شادی کی تھی جب تم جوانی کی بھرپور زندگی گزار رہی تھیں۔
میں تمہیں اپنے مستقبل کا سہارا سمجھتا تھا لیکن۔۔۔ تم نے
میرے اعتماد کو جو دھچکا پہنچایا ہے اس کی تلافی اب ناممکن
ہے۔"
"یہ تم کہہ رہے ہو مائی ڈیئر۔ کیا تم اپنی مارگریٹ کو اتنی
جلدی فراموش کر دو گے۔"
"نہیں۔ تمہاری یاد میری زندگی کا سہارا ہوگی۔" پروفیسر
نے سرد آہ بھر کر جواب دیا۔ "لیکن شاید اس وقت میں غلطی پر
تھا جب میں نے تم سے لو میرج کی تھی۔ مجھ جیسے تجربہ کار شخص
کو اسی وقت غور کرنا چاہیے تھا کہ مغربی تہذیب میں پروان
چڑھی ایک ماڈلنگ کرنے والی عورت کو جسے دنیا کی تمام
آسائشیں مہیا تھیں جس کے پاس دولت اور چاہنے والوں کی
بھی کوئی کمی نہیں تھی اس نے میرا ہاتھ تھام کر زندگی گزارنے
کا فیصلہ کس لیے کر لیا تھا۔ مارگریٹ مائی سویٹ ہارٹ کیا تم
اس کا اعتراف نہیں کرو گی کہ تم نے اپنی جھوٹی محبت کا یقین
بھی کسی گہری سازش کی بنیاد پر کیا تھا۔ ہماری شادی ایک دھوکا
تھی تمہارا پیار ایک فریب تھا تم مٹھی میں آئی ہوئی اس ریت
کی طرح تھیں جو آہستہ آہستہ سرکتی ہوئی آزادی کی طرف بڑھی

آسانی سے واپس ہو جاتی ہے بھی۔۔۔ پھر انسان خالی ہاتھ رہ جاتا
ہے بالکل میری طرح۔"
پروفیسر کی سسکیوں کی آواز آہستہ آہستہ تیز ہوتی جا رہی
تھی۔ اس کی کیفیت اس وقت کسی ایسے بچے کی سی تھی جس
کے ہاتھ سے اچانک اس کا پسندیدہ کھلونا چھپٹ لیا گیا ہو۔
"تم میرے لیے سسک رہے ہو مائی ڈیئر۔" مارگریٹ نے
تیزی سے کہا۔ "کیا یہ محبت نہیں ہے؟"
"ہے۔۔۔ لیکن ون وے۔۔۔" پروفیسر نے بھرائی ہوئی
آواز میں جواب دیا۔
"پھر۔۔۔ تم نے میرے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے۔" اس
بار مارگریٹ نے اپنی اصلیت ظاہر کرتے ہوئے سنجیدگی سے
سوال کیا۔ اس کی مغربی تہذیب نے اچانک سر ابھارا تھا۔
"تم خود اپنے بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہو؟"
"تم مجھے ڈائیورس کر دو۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ پہلی
فلائٹ سے اپنی دنیا میں واپس لوٹ جاؤں گی۔"
"تھینک مائی ہنی۔" پروفیسر نے سپاٹ لہجے میں جواب
دیا۔ "مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اتنی جلدی مجھے چھوڑنے پر آمادہ
ہو جاؤ گی۔"
"اس کے علاوہ میرے پاس اور کیا راستہ رہ جاتا ہے۔"
اس بار مارگریٹ نے نفرت سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"تمہارے لیے اب صرف ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے،
موت کا راستہ۔" پروفیسر دوبارہ سسک اٹھا۔
"میں اس کے لیے بھی تیار ہوں۔ قید کی زندگی سے موت
میرے لیے زیادہ بہتر ہوگی۔" مارگریٹ نفرت سے بولی۔ "آئی
ہیٹ یو۔ آئی ہیٹ یو۔"
"مسٹر ندیم اور مسٹر شہباز کیا آپ میری آواز سن رہے
ہیں؟"
"جی ہاں۔" اس بار میں نے پروفیسر کو اپنی موجودگی کا یقین
دلانے کی خاطر کہا۔
"میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ آپ مارگریٹ کو شوٹ کر
دیں۔"
"پروفیسر۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ
ہم ابھی آپ کی مسز سے یہ بھی اگلوانے کی پوزیشن میں ہیں کہ
فارمولے کی چوری کی سازش آپ کی شادی سے پہلے مرتب کر
لی گئی تھی۔ اس طرح ہماری فہرست پر کچھ اور نام بھی آسکتے
ہیں۔"
"نہیں۔" پروفیسر نے کرب سے جواب دیا۔ "میں اپنی
زندگی میں مارگریٹ کی موت میں کسی تشدد کو شامل نہیں کرنا
چاہتا۔"
"تم سب ایسا کرکے بھی اپنی خواہش پوری کر لو مگر میری

زبان نہیں کھلوا سکو گے۔" مارگریٹ کا لہجہ فیصلہ کن
تھا۔ "آئی ہیٹ آل آف یو۔"
"مسٹر شہباز۔ جتنی جلدی ممکن ہو اس غدار عورت کو گولی
مار دو لیکن تم سلسلہ منقطع نہ کرنا۔" پروفیسر نے عجیب طفلانہ
خواہش کا اظہار کیا۔ "میں آخری وقت تک اس کی آواز سننا
چاہتا ہوں۔ تم اسے میری آخری خواہش بھی سمجھ سکتے ہو۔"
میں نے ندیم کی طرف دیکھا جو بغلی ہولسٹر سے اپنا پستول
نکال کر اس پر سائیلنسر فٹ کر رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ مارگریٹ
اپنی موت کے تصور سے گھبرا جائے گی لیکن اس نے ایسا کوئی
ثبوت نہیں دیا۔ وہ کسی ماڈل گرل کے انداز میں اپنا سینہ تان کر
کھڑی ہو گئی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ ابھر
آئی۔ شاید وہ ندیم کے پستول کو بھی کوئی کیمرا سمجھ رہی تھی جو
اس کے دلکش پوز کو اپنے اندر محفوظ کر کے اس کی پبلسٹی کے
کام آئے گا۔
"پروفیسر۔" ندیم نے اپنا پستول بلند کر کے مارگریٹ کا
نشانہ لیتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "میں آپ کی آخری خواہش
کو پورا کرنے کے لیے پوری طرح آمادہ ہو چکا ہوں۔"
"پلیز۔" پروفیسر نے شدت جذبات سے کہا۔ "کوشش
کرنا کہ مارگریٹ کے لیے ایک ہی گولی کافی ہو۔ میں اس کی
موت کو بھی آسان دیکھنا چاہتا ہوں۔"
مارگریٹ کے ہونٹوں کی مخصوص مسکراہٹ کچھ اور گہری
ہو گئی۔ اس نے سر کے ایک خفیف جھٹکے سے اپنی دراز زلفوں
کو پشت کی جانب اچھالا پھر ایسے انداز میں کھڑی ہو گئی جس نے
اس کے جسمانی گداز اور عریانی کو مزید بے نقاب کر دیا تھا۔ ندیم
نے اسے آخری بار بہت حقارت اور نفرت بھری نظروں سے
گھورا پھر لبلبی دبا دی۔ "چ" ایک مدھم آواز فضا میں گونجی۔
پستول سے نکلی ہوئی گولی مارگریٹ کے دل کے مقام پر لگی تھی۔
فرش پر گرتے گرتے بھی اس نے رک رک کر آخری بار تین
الفاظ بمشکل ادا کیے تھے۔
"آئی۔۔۔ ہیٹ۔۔۔ یو۔"
پھر وہ کراہ کر فرش پر ڈھیر ہو گئی۔ اس کی آواز کے ساتھ ہی
پروفیسر کی سسکیاں بھی تیز سے تیز ہوتی گئیں۔ اس نے
مارگریٹ کو اپنی نگاہوں سے مرتے نہیں دیکھا تھا اس کے
باوجود وہ کسی بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔
"پروفیسر۔" ندیم نے پستول واپس ہولسٹر میں رکھتے ہوئے
کہا۔ "خود کو سنبھالیے ابھی ملک و قوم کو آپ کی گرانقدر
خدمات کی بہت ضرورت ہے۔"
جواب میں پروفیسر کی ہچکیاں لے لے کر رونے کی آواز
بتدریج تیز ہوتی گئی پھر دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا
گیا۔ ندیم نے مارگریٹ کے جسم پر الوداعی نظر ڈالی پھر ہم

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

دونوں اوپر آگئے جہاں راجو موجود تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اس کے پاس ہمارے لیے کوئی بہت ہی اہم اطلاع تھی۔

ہمیں آفس میں داخل ہوتا دیکھ کر راجو نے احتراماً کرسی چھوڑ دی تھی لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بدستور اس بات کی ترجمانی کر رہے تھے کہ وہ کسی خاص مہم سے ناکام ہو کر واپس لوٹا ہے۔

"خیریت!" ندیم نے بیٹھتے ہوئے راجو سے دریافت کیا۔

"میرے پاس آپ کے لیے ایک اہم خبر ہے۔"

"کیا؟"

"مس میلبا کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔" راجو نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "چھٹی ہو جانے کے بعد وہ حسب معمول سپر اسٹور سے نکلی تھی۔ میرے آدمی کی اطلاع کے مطابق وہ بالکل فریش نظر آ رہی تھی۔ چہرے پر ایسی کوئی علامت نہیں تھی جس سے شبہ کیا جا سکتا کہ وہ کسی سے خائف ہے۔ فٹ پاتھ پر کھڑی وہ ٹریفک سگنل بند ہونے کا انتظار کر رہی تھی لیکن سگنل کھلنے کے بعد اس نے جیسے ہی سڑک عبور کرنے کی خاطر پہلا قدم اٹھایا تو اس کے جسم سے اچانک خون کے فوارے ابل پڑے۔ وہ کوئی بیان دینے کے قابل نہیں تھی لیکن اس کی حیرت سے کھلی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ جو حادثہ اسے پیش آیا وہ اس کی توقع کے خلاف ہی تھا۔"

"فائرنگ کسی کار سے کی گئی تھی؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"جی نہیں۔" راجو نے جواب دیا۔ "میری اطلاع کے مطابق فائرنگ سپر اسٹور کے سامنے زیر تعمیر پلازہ سے کی گئی تھی۔ ہمارے ساتھی نے فوری طور پر پلازہ میں داخل ہو کر اصلیت جاننے کی کوشش کی تھی لیکن شاید قاتل اپنا کام کرنے کے بعد عقبی راستے سے نکل گیا تھا۔ البتہ پہلی منزل سے ایک چوکیدار کی لاش ملی ہے اسے بھی گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔"

"رکی کے بارے میں کوئی اطلاع؟" ندیم نے کچھ توقف سے پوچھا۔

"جی نہیں لیکن میرے ساتھی سرگرم عمل ہیں۔"

پھر راجو کے جانے کے بعد ندیم نے کہا۔ "تمہارا کیا خیال ہے مس میلبا کے مرڈر کے سلسلے میں؟"

"شاید رکی یا بھوشن کے آدمیوں کو اس کا علم ہو گیا تھا کہ میلبا کی نگرانی کی جا رہی ہے چنانچہ انھوں نے پہلی فرصت میں اسے ٹھکانے لگا دیا۔"

"بظاہر یہی سوچا جا سکتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ کسی دل جلے عاشق نے اپنی کوششوں میں ناکام ہونے کے بعد اسے گولی مار دی ہو۔"

تاریخی ناول

ابلیس مصر	الماس ایم۔اے	100/-
حسن بن صباح	الماس ایم۔اے	125/-
راجکماری	الماس ایم۔اے	150/-
نورالدین زنگی	الماس ایم۔اے	250/-
سلطان عادل	الماس ایم۔اے	150/-

مکتبہ القریش اُردو بازار۔لاہور 2

"تمہارا اشارہ اس نامعلوم شخص کی جانب تو نہیں جس نے فون پر مجھے ماہ رخ سے دور رہنے کی تاکید کی اور قتل کرنے کی دھمکی بھی دی تھی؟" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں۔" ندیم نے بے پروائی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "عشق تھوک کے حساب سے نہیں کیا جاتا۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ جنسی کج روی کا شکار ہو میں نے ایک امکانی بات کی۔ اس سے پہلے بھی کئی وارداتیں ایسی پولیس فائل پر موجود ہیں جس میں کسی ایک ہی شخص نے متعدد لڑکیوں کو اپنے ہوس کا نشانہ بنایا پھر ان کی زبان بند کرنے کے خوف سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

"جنونی قاتل اپنے خلاف کوئی ثبوت نہ ملنے کی خاطر بروقت عمل کرتے ہیں لیکن میلبا کے کیس میں ایسا نہیں ہوا۔" ندیم نے جواب دیا۔ "وہ راجو کے بیان کے مطابق صبح حسب معمول ہشاش بشاش حالت میں ڈیوٹی پر آئی تھی۔ اگر وہ کسی زیادتی کا شکار ہو چکی ہوتی تو سب سے پہلے پولیس سے رابطہ قائم کرتی۔"

"ایسی صورت میں صرف دو ہی باتیں سوچی جا سکتی ہیں۔" میں نے سوچتے ہوئے کہا۔ "یا تو خود رکی کو میلبا کی ذات سے کوئی خوف لاحق ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے ایک اہم ثبوت راستے سے ہٹا دیا۔ دوسری صورت میں یہ کام بھوشن کا کوئی اجرتی قاتل ہی کر سکتا ہے اس لیے کہ رکی اسی کے لیے کام کر رہا تھا۔"

"بھوشن کو ہم ابھی ٹٹولتے ہیں۔" ندیم نے ایک آنکھ جھپکاتے ہوئے کہا پھر اسپیکر آن کر کے فون پر کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہونے میں دیر نہیں لگی مگر دوسری طرف سے دو گھنٹی کے بعد ہی کال ریسیو کی گئی تھی۔

"ہیلو۔" کمرے میں ایک سریلی آواز سنائی دی۔

"مجھے مسٹر بھوشن جوزف سے بات کرنی ہے۔" ندیم نے ولیم پوکر کے لہجے میں کہا۔ "کائنڈلی ڈائرکٹ کرو۔"

"کیا مسٹر بھوشن آپ سے واقف ہیں؟"

"تم شاید ابھی نئی معلوم ہوتی ہو۔"

"جی ہاں۔" لڑکی نے جواب دیا۔ "مجھے ڈیوٹی جوائن کیے ابھی صرف ایک ہفتہ ہوا ہے۔"

"آئی سی۔ بہرحال تم بھوشن سے بات کراؤ۔" ندیم نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا میں آپ کا نام دریافت کر سکتی ہوں؟"

"ولیم پوکر۔"

"آپ کس سلسلے میں باس سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔" لڑکی نے پوچھا پھر جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے بولی۔ "دراصل باس نے مجھے بڑی سختی سے اس بات کی ہدایت دے رکھی ہے کہ بغیر نام اور کام کی نوعیت معلوم کیے کوئی کال تھرو نہ کی جائے۔"

"میں جانتا ہوں کہ آج کل بھوشن شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہے۔ مجھے تمہاری کارکردگی بھی پسند آئی۔ فرائض کی انجام دہی میں تمہیں کسی سے بھی کوئی رعایت نہیں برتنی چاہیے۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "بھوشن کو ذہنی آرام کی ضرورت ہے۔ میں نے اسے مشورہ بھی دیا تھا کہ وہ کچھ دنوں کے لیے صرف گھر تک محدود ہو کر آرام کرے لیکن وہ ضدی طبیعت کا مالک ہے۔ اس نے میرا مشورہ بھی قبول نہیں کیا۔"

"میں باس سے آپ کے بارے میں کیا کہوں؟" لڑکی نے اپنے سوال کو دوسرے زاویے سے دہرایا۔

"کام کی نوعیت تمہیں نہیں بتائی جا سکتی۔ تم بھوشن کو صرف میرا نام بتا دو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بات کرنے سے انکار نہیں کرے گا۔"

دوسری جانب سے کوئی جواب نہیں دیا گیا لیکن ایک منٹ بعد ہی بھوشن کی گرجدار آواز کمرے میں گونجی۔

"حرامزادے تم پھر زندہ ہو گئے؟"

"کچھ مصروفیات تھیں جس کی وجہ سے میں تم سے رابطہ نہیں رکھ سکا لیکن مجھے یقین تھا کہ میرا نام تمہارے ذہن میں ضرور محفوظ ہوگا۔"

"اب کیا بکواس کرنا چاہتے ہو؟"

"مس میلبا۔" ندیم نے بڑی خوبصورتی سے بھوشن کو کریدنے کی کوشش کی۔ "تمہیں اطلاع مل چکی ہوگی۔"

"مجھے ڈاج دینے کی کوشش مت کرو۔" بھوشن نے گالی بکتے ہوئے کہا۔ "تم نے ولیم پوکر کا جو اسٹنٹ کھڑا کیا ہے میں اس کی حقیقت جان چکا ہوں۔"

"حیرت کی بات ہے۔ جسے خود اپنی حیثیت کا علم نہ ہو وہ دوسرے کے بارے میں کیا جان سکتا ہے۔"

"شٹ اپ۔ یو ڈرٹی سوائن۔"

"خون مت جلاؤ مائی ڈیئر۔ میں نے تم سے صرف مس میلبا کا ذکر کیا تھا۔"

"بکواس بند کرو۔ میں کسی میلبا کو نہیں جانتا۔"

"رکی کی سب سے قریبی داشتہ تھی شاید اسی لیے تمہارے ہتھے نہیں چڑھ سکی ورنہ باقو کی طرح رکی اسے بھی تمہیں ڈش میں سجا کر پیش کر دیتا۔"

"یو باسٹرڈ۔" بھوشن نے غراتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے دوبارہ کال مت کرنا۔ اب میں تم سے ڈائرکٹ ملوں گا۔ بہت جلد۔"

"تم ابھی تک کسی خوش فہمی کا شکار ہو۔" ندیم نے سرد لہجے میں کہا۔ "رکی جہاں کہیں بھی ہے بہت جلد سامنے آجائے گا۔"

"کیوں۔ کیا تمہیں اپنے ناجائز باپ کے بغیر کسی کمی کا احساس ستا رہا ہے۔"

"میرے پاس تمہارے لیے ایک اہم اطلاع اور بھی ہے۔" ندیم نے اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے بے حد معنی خیز انداز میں کہا۔ "تمہارے ون ملین ڈالر کی رقم ڈوب چکی ہے کیا مجھے کسی مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔"

"تم شاید مجھے بلف کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" اس بار بھوشن نے کچھ توقف سے جواب دیا۔ "میں نے اتنی بڑی رقم کسی کاروبار پر انوسٹ نہیں کی۔"

"میجر نصیر کا حوالہ شاید تمہاری یادداشت کو تازہ کر دے۔ میرا خیال ہے تمہیں اس کے بھیانک انجام کی اطلاع مل چکی ہوگی۔"

"کس دنیا کی بات کر رہے ہو۔" بھوشن نے خود کو بے پروا ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ "میں میجر نصیر کا نام پہلی بار تمہاری زبان سے سن رہا ہوں۔"

"مارگریٹ کے سلسلے میں تم کیا کہو گے؟"

"تم۔ تم شاید مجھے پریشان کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں فون بند کر رہا ہوں۔ دوبارہ تم مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش مت کرنا۔"

"اب اس کی ضرورت بھی نہیں رہی۔" ندیم نے استہزائیہ انداز میں جواب دیا۔ "ہم جب براہ راست ملو گے تو پھر تفصیل سے بات ہوگی۔"

دوسری سمت سے ریسیور کریڈل پر رکھنے کی آواز سنائی

aazzamm@yahoo.com aazzamm@yahoo.com

دی۔ ندیم نے مائیک بند کرتے ہوئے مجھ سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ میلبا کی موت میں کسی نہ کسی زاویے سے بھوشن کا ہاتھ بھی ضرور ہے۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"اگر رکی اس کے لیے کام کر رہا تھا تو پھر میلبا بھی اس کی نظروں میں ضرور آگئی ہوگی۔ ممکن ہے کہ ہماری طرح بھوشن کے آدمی بھی اس کی نگرانی پر مامور ہوں۔ انھیں شبہ ہو گیا ہو کہ کچھ اور لوگ بھی سائے کی طرح میلبا کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ایسی پوزیشن میں میلبا کو راستے سے ہٹا دینا ہی بہتر ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم نے میجر نصیر اور مارگریٹ کا حوالہ دے کر اچھا نہیں کیا۔" میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "بھوشن براہ راست ہمارا دشمن ہے۔ اس کے اجرتی قاتل ہماری نگرانی پر بھی ضرور مامور ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ بھوشن کو ہماری پروفیسر سے ملاقات کا علم ہو گیا ہو۔ ایسی صورت میں اسے میجر نصیر کی موت اور مارگریٹ کی گمشدگی میں ہمارا ہاتھ ضرور نظر آگیا ہوگا۔ شاید اس نے اس بات کا اندازہ لگا لیا ہو کہ ولیم پو کر کا کردار بھی ہم دونوں میں سے کوئی ایک ادا کر رہا ہے۔ اسی بنیاد پر اس نے براہ راست ملاقات والی بات کہی ہوگی۔"

"میں تمھارے خیال سے سو فیصد متفق ہوں۔"

"پھر جان بوجھ کر تم نے ..."

"میں چاہتا ہوں کہ بھوشن براہ راست ہماری طرف متوجہ ہو جائے۔" ندیم نے میری بات کاٹتے ہوئے بڑے معنی خیز انداز میں کہا۔ "ایسی صورت میں ہمارے آدمی اس سے بہتر طور پر نپٹ سکیں گے۔"

"بھوشن اتنا احمق نہیں ہے کہ خود سامنے آنے کی کوشش کرے۔ وہ اپنے خاص آدمیوں کی توجہ بھی ہماری طرف مبذول کرا سکتا ہے۔"

"دونوں ہی صورتوں میں اس سے جلد بازی میں جو حماقتیں ہوں گی وہی ہمارے لیے کار آمد ہوں گی۔" ندیم نے مسکرا کر جواب دیا۔ "ون ملین ڈالر والی بات سن کر بھوشن کے ذہن میں کچھ دھماکے ضرور ہوئے ہوں گے۔"

"کیا تم مارگریٹ کی لاش بھی اسے تحفے میں روانہ کرو گے؟"

"نہیں۔" ندیم نے تیزی سے کہا۔ "مارگریٹ کی موت کی اطلاع منظر عام پر نہیں آئے گی۔ وہ ہمارے لیے ایک ٹرمپ کارڈ ہے جس کے ایکسپوز ہو جانے سے ہماری پلاننگ ناکام بھی ہو سکتی ہے۔"

"بہرحال معاملات اب زیادہ پیچیدہ صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔"

ندیم کا جملہ مکمل ہوتے ہی انٹر کام کے بزر کی آواز تھوڑے تھوڑے وقفے سے ابھرنے لگی۔ ندیم کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی طاری ہو گئی۔ اس نے انٹر کام کے ریسیور اٹھا کر دوسری جانب سے ملنے والا پیغام سنا پھر بڑی بے پروائی سے بولا۔ "نہیں۔ تم لوگ کسی قسم کے بچنے کا ثبوت نہیں دو گے۔ انھیں ہمارے آفس تک آنے میں بھی کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔ نہیں جب تک میں کوئی حکم نہ دوں۔ تم لوگ کسی مزاحمت کی حماقت مت کرنا ورنہ کھیل کا رخ پلٹ بھی سکتا ہے۔"

"کون تھا؟" بات مکمل ہو جانے کے بعد میں نے ندیم سے پوچھا۔ "کوئی خاص اطلاع؟"

"ہاں۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "ملٹری اور پولیس کی بھاری نفری نے کیسینو کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ ملٹری کے کرنل کے ساتھ تمھارے سراج صاحب بھی شامل ہیں۔"

"وہ۔ گویا انھیں پروفیسر سے ہماری ملاقات کی اطلاع مل گئی۔"

"سو واٹ۔" ندیم نے جواب دیا۔ "خود پروفیسر نے بھی یہی خیال ظاہر کیا تھا کہ شاید چیک پوسٹ پر ہونے والے ہلاکت خیز حادثے کے بعد تفتیش کا دائرہ پھیل کر ہم تک پہنچ جائے۔ مجھے بھی اس کی توقع تھی۔"

"لیکن مارگریٹ کی لاش!" میں نے تشویش ظاہر کی۔

"فکر مت کرو۔ میرے آدمیوں نے نہ صرف مارگریٹ کی لاش کو ٹھکانے لگا دیا ہوگا بلکہ اس کمرے کی آرائش بھی اس حد تک تبدیل کر دی ہوگی کہ شاید تم بھی اسے دیکھ کر ششدر رہ جاؤ۔" ندیم نے اطمینان سے جواب دیا پھر سنجیدگی سے بولا۔ "اس بات پر قائم رہنا کہ ہم نے پروفیسر ابرار سے کوئی ملاقات نہیں کی۔"

"اور ہم نے جو گاڑی استعمال کی تھی اس کا نمبر؟"

"کام ڈاؤن۔" ندیم نے (Calm Down) جلدی سے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ موجودہ پوزیشن کو کس انداز میں ڈیل (Deal) کرنا ہے۔ اپنے چہرے سے یہی ظاہر کرنا کہ تمھیں کسی بات کا کوئی علم نہیں ہے۔"

پھر اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا۔ ملٹری کا ایک کرنل سراج کے ساتھ ہی دروازہ کھول کر تیزی سے اندر داخل ہوا ان کے پیچھے دو اسلحہ بردار کمانڈوز بھی اندر داخل ہو کر پوزیشن سنبھال چکے تھے۔

"آپ کا نام؟" کرنل نے ہم دونوں کو باری باری مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے ندیم سے سوال کیا۔

"ندیم۔ میں اس نائٹ کلب کا مالک ہوں اور یہ ..." اس

نے میری طرف اشارہ کیا۔ "یہ میرے دوست اور کلاس فیلو ہیں۔ مسٹر شہباز خاں۔"

"آپ دونوں کتنی دیر سے یہاں موجود ہیں؟"

"میں آپ کے سوال کا مطلب نہیں سمجھا۔" ندیم نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"آپ کی پچھلے چھ سات گھنٹوں سے کیا مصروفیات رہی ہیں؟" کرنل نے تیکھے لہجے میں سوال کیا اس کی متلاشی نگاہیں ہم دونوں کا ایکسرے کر رہی تھیں۔

"بزنس کی نوعیت کے اعتبار سے میں شام تک عموماً گھر پر ہی ہوتا ہوں۔ آج بھی تقریباً پانچ بجے تک گھر پر ہی تھا۔"

"کل آپ کی مصروفیات کیا رہی تھیں؟"

"غالباً" کل بھی میں دوپہر کو بارہ ایک بجے سو کر اٹھا تھا۔ اس کے بعد اخبار کی چھوٹی بڑی خبروں کا مطالعہ بھی کرتا رہا۔ شام کو حسب معمول نہانے کے بعد میں کلب آگیا تھا۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"اور آپ۔" کرنل نے میری سمت دیکھا۔

"میں دفتر میں لیٹ آورز تک بیٹھنے کا عادی ہوں۔" میں نے اپنے پھیلے ہوئے کاروبار کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شہباز کے والد ناور خاں صاحب ہمارے محکمے میں ڈی آئی جی کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے تھے۔" سراج نے میرا مزید تعارف کراتے ہوئے کرنل سے کہا۔ "بے حد ایماندار اور اصول پسند آدمی تھے۔ مسٹر شہباز کو بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ بزنس میں آنے سے پہلے یہ بھی پولیس کی ملازمت میں تھے۔"

"آپ کی فراہم کردہ اطلاعات کا شکریہ۔" کرنل نے قدرے تیکھے لہجے میں سراج سے کہا پھر دوبارہ میری جانب رجوع کیا۔ "آپ نے پولیس سے سبکدوش ہونے کا فیصلہ کیوں کیا تھا؟"

"والد صاحب کے اصرار پر۔ دراصل وہ اپنا بزنس میرے حوالے کر کے خود آرام کرنا چاہتے تھے۔"

"پولیس فورس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

"پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ "اچھے اور برے آدمی تمام محکموں میں ہوتے ہیں۔"

"آپ یہ بزنس کب سے کر رہے ہیں؟" کرنل نے ندیم کو گھورا۔ وہ ہم سے سچ اگلوانے کی خاطر گھما پھرا کر سوالات کر رہا تھا۔

"تقریباً آٹھ سال سے۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ بیرونی ملک میں بھی میں دو نائٹ کلبس کا پارٹنر ہوں۔"

"لیکن یہ بزنس اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔"

"یہ آپ کی ذاتی رائے ہو سکتی ہے لیکن عوام کی نہیں۔ اس لیے کہ عام طور پر ہمارے نائٹ کلب فل ہاؤس بزنس کرتے ہیں۔"

"آپ کے استعمال میں جو گاڑی ہے وہ کب سے استعمال کر رہے ہیں؟"

"دو سال سے۔"

"سائنس کی ترقی کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟"

"سوری۔ مجھے اس شعبے سے بھی کوئی دلچسپی نہیں رہی شاید اس لیے کہ میں آرٹس کا طالب علم تھا۔"

"آپ کی عمر کیا ہوگی؟"

"انتخابات میں اپنا ووٹ کاسٹ کر سکتا ہوں لیکن کبھی ایسا کیا نہیں۔"

"کوئی خاص وجہ۔"

"اس لیے کہ ہمارے ملک میں سیاسی استحکام نام کی کوئی چیز سرے سے ہے ہی نہیں۔ آئے دن حکومتیں بدلتی رہتی ہیں۔ ہر نیا آنے والا جانے والے کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو وعدے کیے جاتے ہیں وہ تماشے کبھی پورا نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ یہاں سیاسی پارٹیوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ کسی کو سرفہرست نہیں کہا جا سکتا۔" ندیم نے مسکرا کر کہا۔ "ہماری سیاست فلش کھیل سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے۔ زیادہ تر بلائنڈ چالیں چلی جاتی ہیں لیکن پا شو کرنے میں صورت حال قطعی مختلف ہوتی ہے۔"

"کیا آپ کے پاس ایک سے زیادہ گاڑیاں ہیں؟" کرنل نے بھویں سکیڑ کر پوچھا۔

"کلب کے استعمال میں چار گاڑیاں ہیں۔ میرے استعمال میں صرف ایک گاڑی ہے ویسے سال دو سال بعد گاڑیاں تبدیل کرنا میری ہابی ہے۔"

"آپ کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں؟" کرنل نے میری سمت دیکھا۔

"میرے ذاتی مصرف میں صرف ایک گاڑی ہے۔" میں نے سادگی سے جواب دیا۔

"ایک ہفتے پہلے تک آپ کے استعمال میں جو گاڑیاں تھیں کیا آپ اس کا نمبر بتا سکتے ہیں؟"

"ان سارے سوالات کے جواب آپ کو میرا منیجر بھی دے سکتا تھا۔" اس بار ندیم نے قدرے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"ہمارے پاس آپ کے ہوٹل اور کلب کا سرچ وارنٹ بھی ہے۔" کرنل کا لہجہ تیکھا ہو گیا۔ "لیکن ہم اس فریضے کو عملی جامہ پہنا کر آپ کے کلب کی ریپوٹیشن کو خراب نہیں کرنا

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

جب۔"

"آپ بڑے شوق سے ہوٹل اور کلب کی تلاشی لیں۔
ـے کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن کیا میں یہ پوچھنے کا حقدار ہوں
ـ یہ تلاشی کیوں لی جا رہی ہے؟"

"سوری۔" کرنل کا لہجہ بدستور خشک تھا۔ "ہم اس
سوال کا جواب دینے پر مجبور نہیں ہیں۔"

"پھر زیادہ مناسب یہی ہو گا کہ آپ اپنے دل کے ارمان
ـورے کر لیں۔ میں منیجر کو طلب کر کے اسے ہدایت کیے دیتا
ـوں کہ وہ آپ کے ساتھ مکمل تعاون کرے۔"

کرنل نے فوری طور پر جواب نہیں دیا۔ چند لمحے تک وہ
شاید اپنے آیندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں غور کرتا رہا پھر
اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو دونوں کمانڈوز آفس سے باہر چلے
گئے۔ سراج ابھی تک خاموش کھڑا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں کھل کر بات کر لینی
چاہیے۔" کرنل نے بدستور کھڑے کھڑے سراج سے کہا پھر
ندیم کو مخاطب کر کے بڑی گمبھیر آواز میں بولا۔

"ہمیں معتبر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کل آپ کی گاڑی
شہر سے دور ایسے مقام پر دیکھی گئی ہے جو ممنوعہ نہ سہی لیکن
اس طرف صرف خاص خاص لوگ ہی جاتے ہیں۔"

"آپ کو یقیناً غلط اطلاع دی گئی ہے۔" ندیم نے سنجیدگی
سے کہا۔ "کل کیا گزشتہ دس بارہ روز سے ہم شہر سے باہر کسی
علاقے میں نہیں گئے۔ اس سے پہلے ایک بار ساحلی علاقے کی
طرف ضرور جانا ہوا تھا۔"

"ہمیں جس گاڑی کا ماڈل میک اور رنگ بتایا گیا ہے وہ
اس وقت بھی آپ کے پارکنگ لاٹ میں موجود ہے۔" کرنل کی
پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ وہ ہمیں مرعوب کرنے کی خاطر مختلف
داؤ استعمال کر رہا تھا۔

"پھر دیر کس بات کی ہے؟" ندیم نے سپاٹ لہجے میں
جواب دیا۔ "آپ کے پاس سرچ وارنٹ بھی ہے اور آپ کے
اختیارات بھی یقیناً وسیع ہوں گے۔ آپ چاہیں تو ہمیں گرفتار
بھی کر سکتے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کو ہمارے کسی دشمن
نے غلط اطلاع دی ہے۔"

"کیا آپ اپنے کسی خاص دشمن کا نام بتانا پسند کریں
گے؟" کرنل نے تیزی سے پوچھا۔

"بزنس رائیوالری (Business Raivalry) دنیا
کے ہر خطے میں پائی جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں اس کا تناسب
کچھ زیادہ ہی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ کسی دشمن نے محض
ہماری ریپوٹیشن خراب کرنے کے خاطر آپ حضرات کو غلط
راستے پر ڈال دیا ہو۔"

"آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" کرنل نے

روزنامہ "امروز" میں چھپنے والے
فکاہیہ اور شگفتہ کالموں کا انتخاب

گستاخی معاف

★ ---- مظفر بخاری

قیمت: -/100 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

اپنا سوال دہرایا۔ "آپ کو کس شخصیت پر شبہ ہے؟"

"میں کوئی ایک نام یقینی طور پر نہیں لے سکتا لیکن اتنا
ضرور جانتا ہوں کہ ہمارے بزنس میں قدم قدم پر کوئی نہ کوئی
دشمن ضرور ہوتا ہے۔" ندیم نے جواب دیا پھر سراج کو دیکھتے
ہوئے بولا۔ "میری ذاتی اطلاع کے مطابق سراج ایک ایماندار
اور بااصول آفیسر ہیں لیکن اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا والی
مثل ان کے ساتھ بھی پیش آ چکی ہے۔ چند دنوں پیشتر یہ
موصوف بھی معطل رہ چکے ہیں۔ اس میں بھی کسی ایسے دشمن
کا ہاتھ شامل ہو سکتا ہے جسے مسٹر سراج کی ایمانداری اور فرض
شناسی سے نقصان پہنچا ہو۔"

کرنل ایک لمحہ تک تیز نظروں سے ہمیں گھورتا رہا پھر وہ
ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ سراج نے بھی اس کی تقلید کی
تھی۔

"مسٹر شہباز۔" کرنل نے مجھے مخاطب کیا۔ "کیا آپ

ہمیں اپنے کسی دشمن کا نام بتانا پسند فرمائیں گے۔"

"کیا کوئی نام میرے ذہن میں نہیں ہے۔" میں نے
راستاد لہجہ اختیار کیا۔ "مجھے شہری حقوق کا بخوبی علم ہے۔ میرا
تعلق محکمہ پولیس سے بھی رہ چکا ہے اس لیے میں اس بات
سے بھی بخوبی واقف ہوں کہ کسی دشمن کے ساتھ کس طرح
ڈیل کیا جا سکتا ہے۔"

"مسٹر بھوشن جوزف کے بارے میں آپ کا کیا خیال
ہے۔" اس بار سراج نے کہا۔ "کیا یہ درست نہیں ہے کہ وہ
ایک دو بار آپ سے دوبدو الجھ بھی چکا ہے۔"

"آپ کی اطلاع درست ہے لیکن میں نے بھوشن کو واضح
کر دیا تھا کہ اگر اس نے مجھے چھیڑنے کی کوشش کی تو پھر میں
قانونی دائرے میں رہ کر جوابی کارروائی کا بھی حق رکھتا ہوں۔"
میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "ہو سکتا ہے کہ بھوشن اب
بھی مجھے اندرونی طور پر نقصان پہنچانے کی تگ و دو میں ہو لیکن
میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے اس کے بارے میں غور
کروں۔"

"مسٹر ندیم۔" کرنل نے اصل مقصد کی سمت آتے ہوئے
کہا۔ "کیا آپ نے ہمارے ملک کے عظیم سائنس دان پروفیسر
ابرار کا نام سنا ہے؟"

"شاید کبھی اخبار کی سرخیوں میں پڑھا ہو لیکن میں عرض کر
چکا ہوں کہ مجھے سائنس سے کبھی کوئی شغف نہیں رہا۔"

"ہماری اطلاع کے مطابق کل آپ دونوں حضرات
پروفیسر کی لیبارٹری کی طرف جاتے دیکھے گئے تھے؟"

"میں آپ کی اطلاع کو چیلنج نہیں کروں گا کرنل۔" ندیم
نے بے پروائی سے کہا۔ "لیکن یہ بات ضرور حیرت انگیز ہے کہ
جس بات کی اطلاع ہمیں بھی نہیں ہے وہ حساس اداروں تک
کس طرح پہنچ گئی؟"

"مسٹر ندیم۔" سراج نے پوچھا۔ "کیا آپ کی گاڑی پچھلے
دنوں کسی اور کے استعمال میں بھی رہی ہے؟"

"جی نہیں۔ میری گاڑی کو سوائے میرے کوئی دوسرا
ڈرائیو نہیں کرتا لیکن آپ کا اس سوال سے کیا مقصد ہے؟"

"ہماری اطلاع کے مطابق وہ گاڑی اسی ماڈل میک اور
رنگ کی تھی۔"

"جیسی میرے پاس ہے۔" ندیم نے استہزائیہ انداز میں
کہا۔ "مائی ڈیئر مسٹر سراج۔ اب میں اتنا اہم آدمی بھی نہیں
ہوں کہ دنیا کی کوئی کمپنی صرف میرے لیے ایک گاڑی بنائے
اور اس ماڈل میک یا رنگ کی کوئی دوسری گاڑی پورے شہر میں
کسی دوسرے کے پاس موجود نہ ہو۔"

"مسٹر ندیم۔" کرنل نے اس بار قدرے دوستانہ لہجے میں
کہا۔ "ہمیں گاڑی کا جو نمبر دیا گیا ہے وہ بے شک آپ کی گاڑی

کے نمبروں سے مختلف ہے لیکن پروفیسر کی شخصیت کی اہمیت
کے پیش نظر ہم نے آپ سے ملنا ضروری سمجھا تھا۔"

"کیا پروفیسر کو خدانخواستہ ـــــ"

"نہیں۔" کرنل نے تیزی سے کہا۔ "ایسی بھی کوئی بات
نہیں ہے۔"

"پھر؟" میں نے پوچھا۔ "اصل مسئلہ کیا ہے؟"

"کچھ باتیں اتنی اہم ہوتی ہیں کہ ہم اس کا اظہار نہیں کر
سکتے۔" کرنل نے کہا۔ "ہمیں امید ہے کہ آپ بھی ہماری
یہاں آمد کا مقصد کسی اور کے سامنے نہیں بیان کریں گے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں لیکن آپ جس انداز میں یہاں
تشریف لائے ہیں اس کی اطلاع تو بہرحال ہمارے گاہکوں کو مل
چکی ہو گی۔"

"آپ اسے روٹین چیکنگ کا بہانہ بھی کر سکتے ہیں۔"
سراج نے اظہار خیال کیا۔ اسی وقت دونوں کمانڈوز دوبارہ اندر
داخل ہوئے۔

"سر۔" ایک کمانڈوز نے کرنل سے کہا۔ "ہمارے
آدمیوں نے پوری عمارت کے تمام حصوں کو دیکھ لیا ہے لیکن
کوئی ثبوت نہیں ملا۔"

"کیا آپ حضرات نے انڈر گراؤنڈ کمروں کو بھی دیکھ لیا
ہے۔" ندیم نے کمانڈوز کو مخاطب کیا۔

"جی ہاں۔ آپ کے منیجر نے ہمارے ساتھ خاصا تعاون کیا
ہے اور انڈر گراؤنڈ کمروں کی نشاندہی بھی اسی نے کی تھی۔"

"سوری فار دی ٹربل مسٹر ندیم۔" کرنل نے اٹھتے ہوئے
کہا۔ "آپ کو ہماری وجہ سے زحمت اٹھانی پڑی۔"

"اب چونکہ آپ حضرات مطمئن ہو چکے ہیں اس لیے کیا
میں آپ سے ایک کپ چائے، کافی یا کسی سوفٹ ڈرنک پینے کی
درخواست کر سکتا ہوں۔"

"پھر کبھی سہی۔"

"کرنل۔" میں نے دیدہ و دانستہ بڑی سنجیدگی سے اسے
مخاطب کیا۔ "میرا خیال ہے کہ کسی نے کلب کو بدنام کرنے کی
کوشش کی ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"یہ بھی ممکن ہے کہ میرے پاس جو گاڑی ہے بالکل ویسی
ہی کسی اور کے پاس بھی ہو۔" ندیم نے کہا۔

"ہم اس بات کے امکانات کے علاوہ اور بھی کئی باتوں پر
غور کر چکے ہیں لیکن مخبر نے خاص طور پر آپ دونوں کا نام لیا
تھا۔"

"کیا میں مخبر کا نام دریافت کر سکتا ہوں؟" ندیم نے
قدرے عجیب لہجے میں کہا۔

"ہمیں جو اطلاع ملی تھی وہ فون پر ملی تھی۔"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"حیرت ہے۔" میں نے معنی خیز انداز میں کہا۔ "آپ کے
کہنے کے مطابق پروفیسر کو کسی قسم کا کوئی حادثہ بھی پیش نہیں
آیا پھر بھی ایک فون کال پر اتنی سنجیدگی سے عمل کیا جا رہا ہے
کہیں اور کوئی بات تو نہیں ہے؟"

"فی الحال میں آپ کو کوئی جواب دینے سے قاصر ہوں۔"
کرنل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر تیزی سے گھوما اور
کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی سراج اور دونوں
باڈی گارڈز بھی باہر چلے گئے۔ ان کے جانے کے دس منٹ بعد
راجو دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔

"باہر لائن کلیئر ہو چکی ہے۔"

"پھر بھی ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔" ندیم نے
سنجیدگی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ کچھ سادہ لباس والے اب بھی
آپ کی نگرانی کر رہے ہوں۔"

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے باس۔" راجو بولا۔ "وہ
سب مطمئن ہو کر گئے ہیں۔"

"لاش کو ٹھکانے لگا دیا؟"

"یس باس۔" راجو مسکرایا۔ "اب تک اس کی ہڈیاں بھی
جل بھن کر راکھ کا ڈھیر بن چکی ہوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔" ندیم نے اطمینان کا سانس لیا پھر کچھ
توقف سے بولا۔ "کرنل کی اہمیت اب ہمارے لیے پھر بڑھ گئی
ہے۔ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ میلبا کی موت میں کس کا
ہاتھ ملوث ہے۔"

"باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس درخت کو ہی جڑ سے
اکھاڑ کر پھینک دیا جائے جس کے سائے تلے جرم پروان چڑھ
رہے ہیں۔"

"نہیں۔ فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

راجو واپس چلا گیا تو میں نے کرسی پر پہلو بدل کر ندیم کو
گھورا۔

"آخر تم چیز کیا ہو؟"

"مارکیٹ میں تلاش کرنے کی کوشش کرو۔" ندیم بڑی
معصومیت سے بولا۔ "اگر کوئی دوسرا کہیں مل جائے تو مجھے ضرور
اطلاع کرنا۔"

"تمہاری کامیابی کی پشت پر تمہارے کارندوں کی وفاداری
کا بھی بڑا دخل ہے۔"

"کریڈٹ بہرحال ٹیم کے سربراہ کو ہی ملے گا۔" ندیم نے
منکسرانہ لہجے میں جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ گاڑی کا نمبر پلیٹ بدلنے میں تمہاری
ذہانت کام آ گئی ورنہ کرنل آسانی سے ہمارا پیچھا چھوڑنے والا
نہیں تھا۔"

"میری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو شاید وہ بھی اسی ترکیب پر
گیا ہو یہ عمل کرتا۔"

"تمہارا ذہن کیا کہتا ہے؟" میں نے پوچھا۔ "ہمارے
بارے میں کس نے مخبری کی ہو گی؟"

"کوئی ایسا شخص جو بھوشن کے لیے کام کر رہا ہے اس کا
تعلق میجر نصیر سے بھی ہو سکتا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ اب واپس چلا جائے۔" میں نے جماہی
لیتے ہوئے کہا۔ "آج اچھی خاصی ورزش ہو چکی ہے۔"

"تم راجو کے ساتھ چلے جاؤ۔ مجھے ابھی کچھ اور ضروری
کام بھی نمٹانے ہیں۔"

"ایز یو وش۔" میں نے بے پروائی سے جواب دیا پھر راجو
کے ساتھ گھر کی سمت روانہ ہو گیا۔ نہ جانے کیوں راستے بھر
میرے ذہن میں کاکا کا تصور بار بار ابھرتا رہا۔ کئی دنوں سے اس
نے میری خیریت دریافت کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی
تھی۔ میں نے کچھ سوچ کر اس کو دل ہی دل میں کئی بار آواز دی
لیکن کاکا کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے سوچا۔
اگر کاکا ہی بھوشن کی پشت پناہی کر رہی ہے تو وہ یقیناً اپنی
ناکامیوں پر بری طرح تلملا رہی ہو گی۔ پے در پے شکست نے
اسے اپنا خون پینے پر مجبور کر دیا ہو گا۔

ندیم رات گئے کھانے کے وقت پر بھی نہیں آیا۔ مجھے
اس کے بارے میں تشویش لاحق تھی۔ مارگریٹ کی گمشدگی
کے بعد میجر نصیر کی چیک پوسٹ کا دھماکے سے اڑ جانا اور پھر
میلبا کی موت یہ سب ایک ہی سلسلے کی بکھری ہوئی کڑیاں
تھیں۔ میں بظاہر تہمینہ اور عارفہ کی خاطر ہنس بول رہا تھا لیکن
میرا ذہن ندیم کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کرنل اور سراج کا
پوری فورس کے ساتھ نائٹ کلب کو محاصرے میں لے کر
تلاشی میں محض کاغذات کی خانہ پری نہیں سمجھی جا سکتی تھی۔
اس کی پشت پر بھوشن ہی کے کسی آدمی کا ہاتھ ہو سکتا تھا۔ پے
در پے ناکامی کے بعد ممکن ہے اس نے ہمارے سلسلے میں اپنے
شکاری کتوں کو "شوٹ ایٹ سائٹ" کا حکم دے دیا ہو۔ میں
کھانا ختم کر کے اٹھ رہا تھا کہ ملازم نے سراج کے فون کی
اطلاع دی اور میں تیزی سے اٹھ کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

"میں شہباز بول رہا ہوں۔"

"میں آپ سے براہ راست ملنا چاہ رہا تھا لیکن میں نے
جان بوجھ کر آنا پسند نہیں کیا۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"کرنل کو ہمارے اور آپ کے تعلقات کی اطلاع بھی مل
چکی ہے۔" سراج نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "پروفیسر ابرار
نے جس انداز میں اپنے چیک پوسٹ کی تباہی اور میجر نصیر کی
موت کی اطلاع دی ہے حکومت اس کا خاص نوٹس لے رہی
ہے۔"

"میجر نصیر کی موت اور چیک پوسٹ کی تباہی؟" میں نے
انجان بن کر کہا۔ "میں سمجھا نہیں؟"

"پھر کسی وقت اطمینان سے بیٹھ کر گفتگو کروں گا۔" سراج
نے کہا۔ "فی الحال میرا مشورہ ہے کہ آپ اور مسٹر ندیم کو بہت
زیادہ محتاط رہنا ہو گا۔"

"وہ کس سلسلے میں؟"

"کرنل گاڑی کی نمبر پلیٹ کی وجہ سے مطمئن ہو گیا ہے
لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ابھی تک آپ دونوں کو مشتبہ سمجھ رہا
ہے۔"

"شک کی کوئی وجہ بھی ضرور ہو گی۔" میں نے بدستور
سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"یہ حقیقت ہے کہ مخبر ہم دونوں کے سامنے نہیں آیا
لیکن یہ بھی درست ہے کہ کسی نامعلوم آدمی نے مجھے اور کرنل
دونوں کو فون کر کے یہ اطلاع بھی دی ہے جو گاڑی پروفیسر ابرار
کی لیب کی طرف جاتے دیکھی گئی تھی اس میں آپ اور مسٹر
ندیم موجود تھے۔"

"بھوشن۔" میں نے حقارت کا اظہار کیا۔ "شاید وہ اب
اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا ہے۔"

"میرا ذہن بھی اسی کی طرف جاتا ہے لیکن کسی ثبوت کے
بغیر ہم اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔" سراج نے جواب دیا۔
"میرے پاس ایک اطلاع اور بھی ہے۔ میلبا نامی کرسچن لڑکی
جو ایک مقامی سپر اسٹور میں کام کرتی تھی اسے بھی سرعام گولی
مار کر ہلاک کر دیا گیا۔"

"کیا اس کی موت کو بھی شامل تفتیش کیا گیا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ شاید وہ بھی بھوشن ہی کے لیے کام کر
رہی تھی۔"

"کیا آپ کو یقین ہے؟"

"نہیں، صرف شبہ ہے۔" سراج نے وضاحت کی۔
"میری رپورٹ کے مطابق رکی نامی بدمعاش کے جن عورتوں
سے تعلقات تھے ان میں میلبا سرفہرست تھی اور رکی بھوشن
ہی کا اجرتی قاتل تھا۔ ایسی صورت میں یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا
ہے کہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر مس میلبا کو بھی راستے سے
ہٹا دیا گیا۔"

"مقتولہ کی تفتیش بھی کیا آپ ہی کر رہے ہیں؟"

"جی نہیں، جہاں واردات ہوئی تھی وہ علاقہ میری حدود
سے باہر ہے لیکن جو تفتیشی انسپکٹر ہے وہ میرا ماتحت رہ چکا
ہے۔ اسی نے مجھے اس لڑکی کی موت کی اطلاع دی تھی۔"

"گویا بھوشن ذہنی طور پر قلاش ہونے کے بعد اپنا ذہنی
توازن بھی کھو چکا ہے۔"

"مسٹر شہباز، میں ذاتی طور پر اپنے عہدے سے ہٹ کر
ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔" سراج نے دوستانہ لہجے میں
پوچھا۔ "کیا آپ اور مسٹر ندیم نے پروفیسر ابرار سے ملاقات کی
تھی؟"

"کسی دشمن کی اطلاع پر یقین کرنا آپ کے محکمے کے
اصول کے خلاف ہے۔" میں نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔
"پروفیسر ابرار کے بارے میں ہماری واقفیت صرف اخبار میں
شائع ہونے والی اطلاع تک محدود ہے۔ ویسے میں ایک بات
سے آپ کو قبل از وقت مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کسی
شخص نے فون پر مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر دوبارہ میں نے ماہ رخ
کی طرف دھیان بھی دیا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"اگر میرا مشورہ مانیں تو آپ پہلی فرصت میں اس کی
اطلاع ملحقہ تھانے کو دے دیں۔ ویسے آپ خود بھی واقف
ہوں گے کہ ایف آئی آر کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔"

"ہوا کرتی تھی۔" میں نے استہزائیہ انداز میں جواب
دیا۔ "اب صرف سفارش پر کام چلتا ہے۔ آپ بھوشن کو کیوں
فراموش کر رہے ہیں۔ اسی کی بدولت آپ کو جھڑکی کھانی پڑی
تھی۔ اگر ماہ رخ کی سفارش درمیان میں نہ ہوتی تو شاید بھوشن
کے اوپر والوں سے تعلقات آپ کی برطرفی کی صورت میں بھی
سامنے آ سکتے تھے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن ایف آئی آر پھر بھی کسی
نہ کسی زاویے سے کام آ جاتی ہے۔"

"بھوشن کے بارے میں آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"میں مایوس نہیں ہوا ہوں۔" سراج نے تیزی سے
جواب دیا۔ "مجرم خواہ کتنا ہی اہم اور طاقتور ہو ایک نہ ایک دن
قانون کی گرفت میں ضرور پھنستا ہے اور پھر۔"

"پھر اسے قرار واقعی سزا دی جاتی ہے۔" میں نے تلخ
الفاظ میں کہا۔ "آہنی ہاتھوں سے مجرموں کی بیخ کنی کرنا اور سخت
سے سخت کارروائی کرنے والے بیانات اب خاصے پرانے ہو
چکے ہیں۔ لوگ ایک ہی ٹیپ کو بار بار سن کر تنگ آ چکے
ہیں۔ اب صرف مائٹ از رائٹ کا دور ہے۔ ایف آئی آر اب
صرف مقتول کے خلاف کٹتی ہے۔ کیا آپ میری باتوں سے
انکار کریں گے کہ پولیس کے لیے اب کسی شخص کا قتل نہایت
فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ مرنے والے کی شخصیت کے نام پر
ایسے بہت سارے سنگین جرائم نمٹا دیے جاتے ہیں، جن کی
فائلیں سرد خانے میں پڑی ہوتی ہیں۔ شاید مرنے والے کے
فرشتوں کو بھی ان وارداتوں کے بارے میں کوئی علم نہ ہوتا
ہو۔"

"کہیں کہیں ایسا بھی ہوتا ہے لیکن کچھ افسر اب بھی
ایسے باقی ہیں جو اپنے فرض کو انجام دینے میں بددیانتی سے کام
نہیں لیتے۔"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"صرف آنے میں تنگ کے برابر۔ بہرحال ہوتا وہی ہے جو اوپر والے چاہتے ہیں۔" میں نے کہا پھر گفتگو کا رخ بدل کر پوچھا۔ "کرنل نے واپسی میں ہمارے بارے میں کیا باتیں کی تھیں؟"

"وہ آپ کے والد کا نام سن چکا ہے۔ کم از کم آپ کی ذات پر شبہ نہیں ہے۔"

"گویا وہ صرف ندیم پر شک کر رہا ہے جبکہ مخبر نے ہم دونوں کے ایک ساتھ ہونے کی اطلاع دی ہے۔"

"کرنل نے کھل کر کسی پر شک کا اظہار نہیں کیا۔ بہت گہرا آدمی ہے۔"

"ہوا کرے ہماری صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ویسے بائی دی وے کیا آپ سپر اسٹور والی کرچن لڑکی کے قتل کے سلسلے میں مجھے کچھ معلومات فراہم کر سکتے ہیں۔"

"ابھی تک کوئی خاص نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکا" سراج نے کہا۔ "سپر اسٹور میں کام کرنے والوں نے صرف یہی بیان دیا ہے کہ مقتولہ زیادہ ملنسار نہیں تھی۔ صرف اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔ خاصی مدت سے وہ ملازم تھی مگر اس نے کبھی کسی کو شکایت کا موقع بھی نہیں دیا۔"

"اس کے ملنے جلنے والوں کے بارے میں کیا معلوم ہوا؟"

"سپر اسٹور میں ڈیوٹی کے دوران کبھی اس سے کوئی ملنے کی غرض سے نہیں آیا نہ ہی کوئی فون کال آئی۔"

"اس کے کردار کے بارے میں لوگوں نے کیا بیان دیا ہے۔" میں نے پوچھا پھر وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ "آپ نے ہی کہا تھا کہ رکی کی لسٹ پر جو لڑکیاں تھیں اس میں مرنے والی سرفہرست تھی۔"

"میرے اپنے ذرائع نے یہی پتا چلایا ہے۔"

"میرے لیے اور کیا حکم ہے؟"

"حکم نہیں۔ میں صرف درخواست کر سکتا ہوں کہ آپ دونوں محتاط رہیں۔"

"میں آپ کے اس مشورے کا شکر گزار ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ بھوشن جیسے دشمن سے کس طرح ٹکر لی جا سکتی ہے۔"

"میں فی الحال آپ کو اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔"

"پانی سر سے اونچا ہونے لگے تو انسان کے لیے اپنے بچاؤ کی خاطر ہاتھ پیر چلانا ضروری ہو جاتا ہے۔"

"میں پھر کسی وقت آپ سے دوبدو ملاقات کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"کوئی خدمت ہو تو موقع ضرور دیجئے گا۔" میں نے کہا پھر فون بند کر دیا۔ پلٹ کر دیکھا تو ندیم میرے عقب میں کھڑا تھا۔

"سراج کا فون تھا؟"

اسلم راہی ایم-اے
کے تاریخی ناول

اندھیروں کے سائبان	200/-
تاریک رزم گاہ	200/-
مقیلہ کا مجاہد	150/-
عقاب	150/-
صحرا کی آگ	150/-
قتیبہ بن مسلم	150/-
موت کے مسافر	150/-
یثرب کا ابلیس	150/-
سنہری غول	150/-

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

"ہاں۔" میں نے ندیم کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "سراج کا خیال ہے کہ کرنل۔"

"بھول جاؤ کرنل کو۔" ندیم نے بڑے پر اعتماد انداز میں جواب دیا۔ "میں نے اس کے سلسلے میں خاصا معقول بندوبست کر دیا ہے۔ اب وہ کلب کا رخ نہیں کرے گا۔"

"کوئی تگڑی سفارش۔" میں مسکرا دیا۔

"ہمارے بزنس میں اس کے بغیر کوئی آدمی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔"

نسیم ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو ہم نے گفتگو کا رخ بدل دیا۔ پھر ندیم اس کے ساتھ ڈائننگ روم کی طرف چلا گیا اور میں اپنے کمرے میں آگیا جہاں عارفہ میری منتظر تھی۔

دوسری صبح میں دفتر پہنچا تو ریسپشن پر ایک بے حد خوبصورت اور حسین لڑکی میری منتظر تھی۔ کچھ دیر بعد میں نے کارڈ کے ذریعے اسے اپنے دفتر میں بلا لیا۔ اس کو بلانے سے پہلے میں نے وارثی سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ جواب میں وارثی نے یہی کہا کہ وہ مجھ سے کسی بہت اہم معاملے میں ملاقات کرنے کی خواہشمند ہے۔ وارثی کو اس نے اپنا نام حسنہ بتایا تھا۔

دفتر میں داخل ہونے کے بعد اس نے مجھے بڑی گہری نظروں سے دیکھا پھر اجازت طلب کیے بغیر سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ حسین کہلانے کی مستحق تھی شاید اسی لیے اس کا نام حسنہ رکھا گیا تھا۔ اس کے جسم کے نشیب و فراز اور چہرے کے نقوش جنس مخالف کے لیے اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتے تھے لیکن ایک بات جو میں نے خاص طور پر محسوس کی وہ اس کی آنکھوں کی ویرانی تھی۔

"فرمایئے۔" میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "مجھے میرے آفس منیجر نے بتایا ہے کہ آپ کسی بہت اہم کام کے سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتی تھیں۔"

"اگر میں آپ کے منیجر کو ملاقات کی وجہ بتا دیتی تو شاید وہ مجھے ریسپشن میں بیٹھنے کی اجازت بھی نہ دیتا۔"

"کوئی خاص بات؟"

"کیا میں آپ پر اعتماد کر سکتی ہوں؟"

"کس سلسلے میں؟" میں نے اسے غور سے دیکھا۔

"میں آپ کو کچھ اہم معلومات فراہم کرنا چاہتی ہوں لیکن اگر اس کا علم کسی اور کو ہو گیا تو وہ مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"معلومات کی نوعیت؟"

"مس میلبا۔"

"آئی سی۔" میں میلبا کا نام سن کر چونکا۔ "کیا آپ کو علم ہے کہ اس کے قتل کے پیچھے کن لوگوں کا ہاتھ ہے؟"

"جی ہاں لیکن زبان کھولنے سے پیشتر میں آپ سے ایک درخواست کروں گی۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔ "آپ کو مجھے ملازمت دینی ہوگی جس کے عوض میں آپ سے کوئی تنخواہ نہیں لوں گی۔"

"اس درخواست کے پیچھے کیا مصلحت ہے؟"

"سمجھنے کی کوشش کریں جو لوگ میلبا کو ٹھکانے لگانے کے بعد بھی آزادی سے دندناتے پھر رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ میرے تعاقب میں بھی ہوں۔ ملازمت مل جانے کی صورت میں انہیں اس بات کا شبہ نہیں ہوگا کہ میں آپ سے کسی خاص سلسلے میں ملی ہوں۔"

میں کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ لیڈی کارلس کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"میرے عزیز۔۔۔ تم حسنہ پر اعتبار کر سکتے ہو یہ تمہارے لیے بہت کارآمد ثابت ہو گی۔"

"لیکن۔۔۔"

"میں تمہیں فی الحال اس سے زیادہ نہیں بتا سکتی۔"

"کیا آپ مجھے بلا معاوضہ بھی ملازمت دینے پر تیار نہیں ہیں؟" حسنہ نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے آپ کی شرط منظور ہے لیکن آپ میلبا کو کیسے جانتی ہیں۔"

"مرنے سے ایک روز قبل اس نے مجھ سے فون پر گفتگو کی تھی۔" اس نے میرا سوال نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "اسے کسی طرح اس بات کا شبہ ہو گیا تھا کہ کچھ لوگ اس کے جان کے دشمن ہو گئے ہیں۔ دوسرے روز ہی اسے قتل کر دیا گیا۔"

"کیا آپ اس کی کوئی سہیلی ہیں؟" میں نے دوبارہ اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"مرنے سے پہلے اس نے فون پر صرف ایک نام ہی بتایا تھا رکی۔" حسنہ نے پھر میرے سوال کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

"لیکن آپ کو اس بات کا یقین کیسے ہو گیا کہ مجھے مس میلبا یا اس کے قاتلوں سے کوئی دلچسپی ہو گی۔"

"آپ کا نام بھی مجھے میلبا ہی نے بتایا تھا۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "اس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ اگر اس کو مار دیا جائے تو میں پہلی فرصت میں آپ کو رکی کے اس خفیہ ٹھکانے سے آگاہ کر دوں جہاں وہ خود کو محفوظ سمجھ رہا ہے۔"

"کیا آپ بھی کبھی رکی سے مل چکی ہیں؟"

"جی نہیں، مگر مجھے اس بات کا علم ضرور تھا کہ رکی اور مرنے والی کے درمیان کس قسم کے تعلقات تھے۔" اس بار اس نے نظریں جھکا کر کہا۔

"رکی اگر مجرم یا قاتل ہے تو اس کی گرفتاری پولیس یا دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں پر عائد ہوتی ہے۔" میں نے بظاہر بے پروائی سے جواب دیا۔ "میں صرف ایک بزنس مین ہوں اور بزنس مین کو دہشت گردی یا مجرموں کی سرکوبی سے کوئی تعلق نہیں۔"

"اچھا۔۔۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی۔ "شاید میں غلط جگہ پر آ گئی ہوں۔"

"ون منٹ۔" میں نے اسے دوبارہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ کو پورا یقین ہے کہ مقتولہ نے رکی کے ٹھکانے کا جو پتا بتایا ہے وہ درست ثابت ہو گا۔"

"اگر آپ کو اعتماد نہیں ہے تو میں زیادہ اصرار بھی نہیں کروں گی۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

"کیا آپ یہ بتا سکتی ہیں کہ میلبا کے قتل میں براہ راست

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

کس کا ہاتھ شامل ہے؟"

"جی نہیں۔ مجھے میلیا نے صرف رکی کے ٹھکانے کے بارے میں بتایا تھا۔" وہ بدستور اکھڑے ہوئے انداز میں بولی۔ "یہ نہیں بتایا تھا کہ اسے کون قتل کرے گا۔ بڑی گھلی سی بات ہے شہباز صاحب اگر مرنے والی کو قاتل کا نام اور اپنے مرنے کا وقت معلوم ہوتا تو مجھے درمیان میں لانے کے بجائے براہ راست پولیس سے بھی رابطہ قائم کر سکتی تھی' جان بوجھ کر تو کوئی بھی اپنی موت کو دعوت نہیں دیتا۔"

"آپ کا قیام کہاں ہے؟"

"اسی شہر میں۔"

"اوہ۔" میں نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ "شاید آپ مجھے اپنے بارے میں تفصیل بتانے سے گریز کر رہی ہیں۔"

"میں آپ کے خیال کی تردید کروں گی۔" اس نے بے رخی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے' آپ چاہیں تو ابھی اور اسی وقت سے ڈیوٹی جوائن کر سکتی ہیں۔" میں نے لیڈی نگارکس کے مشورے کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا۔ "میری پرسنل سکریٹری کی سیٹ ابھی خالی ہے' بشرطیکہ آپ کو اس پر بھی کوئی اعتراض نہ ہو تو۔"

"میں کسی بھی کام کر سکتی ہوں' مجھے کسی خاص سیٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" "آپ میرا اپوائنٹمنٹ لیٹر تیار کرا دیں۔"

میں نے انٹرکام پر واثق کو حسنہ کی تقرری کے کاغذات تیار کرنے کو کہا لیکن ایک خدشہ اس وقت بھی میرے ذہن میں کلبلا رہا تھا' کالاکا جو پراسرار قوتوں کی مالک تھی وہ کسی روپ اور کسی کی آواز میں بھی میرے سامنے آسکتی تھی' یہ بات خود اس نے کہی تھی' ایک دوبار مجھے اس کا ذاتی تجربہ بھی ہو چکا تھا۔ لہٰذا میرے ذہن میں یہ خیال بھی گردش کر رہا تھا کہ کہیں کالاکا نے ہی تو لیڈی نگارکس کے لہجے میں حسنہ کی سفارش نہیں کی تھی' اگر میرا اندیشہ درست تھا تو حسنہ میرے قریب رہ کر میرے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

"کیا آپ ایک کپ چائے یا کافی میرے ساتھ پینا پسند کریں گی؟" میں انٹرکام پر گفتگو کے بعد اس سے دوستانہ لہجے میں پوچھا۔

"سوری۔" اس نے تیزی سے جواب دیا۔ "میں گھر سے باہر کوئی چیز کھانے اور پینے کے اصول کے خلاف ہوں۔"

"میلیا کی موت کا شاید آپ نے بہت گہرا اثر لیا ہے۔" میں نے اسے دوسرے انداز میں ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"وہ زندہ ہوتی تب بھی میں اپنے اصولوں کو کبھی نہ توڑتی۔"

کچھ دیر بعد واثق نے اپوائنٹمنٹ لیٹر تیار کر کے چپراسی کے ذریعے میرے پاس بھجوا دیا۔ چپراسی کے جانے کے بعد میں نے وہ لفافہ حسنہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی تقرری پر آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔"

"شکریہ۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر بے پروائی سے لفافہ کھولے بغیر پرس میں رکھا' وہ اٹھی تو میں بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو گیا' کالاکا کے شک کی تصدیق کی خاطر میں نے اس سے ہاتھ ملانے کی کوشش کی' اگر وہ کالاکا ہی تھی تو مجھ سے ہاتھ ملانے کی حماقت بھی مول نہ لیتی' لیکن حسنہ نے کچھ تامل کے بعد مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"میں کسی سے زیادہ بے تکلف ہونے کی عادی نہیں ہوں۔"

میں نے صرف مسکرانے پر اکتفا کی' اب مجھے کم از کم اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ وہ کالاکا نہیں تھی ورنہ داور' گوکل ورما یا موہنی کی طرح وہ بھی جل کر خاک ہو جاتی' اس خدشے کے نکل جانے کے بعد میں نے اس سے دوبارہ رکی کے بارے میں پوچھا۔

"کیا اب آپ مجھے وہ جگہ بتانا پسند کریں گی جہاں میلیا کے بیان کے مطابق رکی قانون کی نظروں سے چھپا بیٹھا ہے۔"

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو شاید آپ رکی کے ذریعے کسی پرانے دشمن تک پہنچنا چاہتے ہیں۔" وہ مسکرائی پھر جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے بولی۔ "میلیا نے فون پر گفتگو کرتے وقت دبی زبان میں یہی کہا تھا رکی آپ کے لیے کسی دشمن کے خلاف ایک اہم ثبوت ہو سکتا ہے۔"

میں دوبارہ چونکا' میرے ذہن میں فوری طور پر کامنی دت کا خیال ابھرا۔ وہ ماریا تھی جسے ندیم نے میک اپ کرا کے بھوشن کے یہاں کامنی دت کی حیثیت سے پہنچایا تھا۔ ممکن ہے بھوشن نے بالکل اسی طرح حسنہ کو میرے دفتر تک پہنچانے کی کوشش کی ہو۔

"کیا مس میلیا نے مجھ سے غلط کہا تھا۔" حسنہ نے مجھے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں۔ میں کچھ اور سوچ رہا تھا۔" میں نے بات بنانے کی کوشش کی۔

"کیا میلیا کا بیان اور بھوشن جوزف کا نام آپ کے لیے دلچسپی کا باعث نہیں ہے۔"

بھوشن جوزف کے حوالے نے مجھے حسنہ کے بارے میں اور الجھا دیا' وہ جو کوئی بھی تھی میرے بارے میں بہت کچھ جانتی تھی' پھر قبل اس کے کہ میں کسی نتیجے پر پہنچتا حسنہ نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"میں رکی کا پتا آپ کو اسی وقت دے سکتی ہوں مگر اسے دشمنوں کی گولیوں سے بچانا آپ کا کام ہو گا اس لیے کہ اگر وہ

"پریشان مت ہو۔" اس نے سرد آواز میں جواب دیا۔ "تمہیں تھوڑی بہت خاطر مدارات کے بعد چھوڑ دیا جائے گا لیکن تم آزاد ہونے کے بعد بھی اپنی زبان بند ہی رکھو گے ورنہ۔۔۔ تم خود سمجھدار ہو۔"

"کیا تم لوگوں نے میرے ڈرائیور کو مار دیا ہے۔"

"فی الحال یہ بے ہوش ہے۔" جواب ملا۔ "دو تین گھنٹے کے بعد دوبارہ ہوش میں آجائے گا۔ اس وقت تک ہم تمہیں چھوڑ چکے ہوں گے۔"

"میرے کچھ سادہ لباس والے بھی میرے تعاقب میں ہوں گے۔" میں نے ندیم کے آدمیوں کے بارے میں سوچتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے وہ تمہیں راستے میں روکنے کی کوشش کریں۔ ایسی صورت میں تم دونوں کام آسکتے ہو۔"

"اگر ہم کام آگئے تو بھی تمہاری صحت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" اس بار اس کے لہجے میں ایک عجیب سی الجھن موجود تھی۔ "ہم بہرحال زندہ رہو گے' ہمیں اوپر سے یہی حکم ملا ہے کہ تمہیں زندہ رکھا جائے۔ یہ اور بات ہے کہ مقابلے کے دوران تمہارے ہی کسی آدمی کی گولی تمہیں چاٹ جائے۔"

"تم مذاق اچھا کر لیتے ہو۔ پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہو۔" میں نے مسکرا کر بے پروا ثابت کرنے کی کوشش کی۔

"میرا مشورہ ہے کہ اب اگر تم اپنی زبان بند رکھو تو زیادہ مناسب ہو گا۔"

میں نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا' میرا ذہن بھوشن کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ شاید وہ مجھے اغوا کر کے اپنی برتری کا احساس دلانے کا خواہش مند تھا۔ دوسری شکل میں اس کے آدمی مجھے اس طرح تارگٹ لاٹ سے اغوا کرنے کی حماقت بھی نہ کرتے' سائیلنسر لگے پستول سے سامنے آئے بغیر بھی میرا کام تمام کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک بات اور بھی قابل غور تھی۔ وہ دونوں بظاہر اپنی شکل میں نظر آرہے تھے ان کے چہروں پر کسی قسم کا میک اپ نہیں تھا۔ گاڑی نے ایک موڑ کاٹا تو کریم کا سر ایک طرف ڈھلکنے لگا لیکن ڈرائیونگ سیٹ پر موجود شخص نے ایک ہاتھ سے اس کا کالر مضبوطی سے پکڑ کر سیٹ کی جانب کھینچ کر اس طرح بٹھا دیا جیسے وہ آنکھیں بند کیے کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔ مجھے امید تھی کہ ندیم نے جن آدمیوں کو میری حفاظت کی خاطر مامور کر رکھا تھا وہ کسی بھی لمحے سامنے آکر بازی پلٹنے کی کوشش ضرور کریں گے لیکن اس کے ساتھ ایک خدشہ اور بھی لاحق تھا' جو لوگ اغوا کر کے لے جا رہے تھے ان کے ساتھ بھی تھوڑی بہت نفری اور بھی ہو سکتی تھی جو ندیم کے آدمیوں سے ٹکرا سکتی تھی۔ میں نے اپنی صندلی انگوٹھی کی طرف دیکھا' وہ بدستور میری انگلی میں موجود تھی۔

اغوا کرنے والوں کا اطمینان دیکھ کر یہی لگ رہا تھا جیسے انہیں کسی خطرے یا ٹکراؤ کی امید نہیں تھی پھر ایک اور خیال بڑی سرعت سے میرے ذہن میں ابھرا۔ اگر وہ بھوشن کے آدمی تھے تو پھر کالاکا نے اپنی ماورائی قوتوں کے ذریعے یقیناً ندیم کے آدمیوں کو غیر موثر بنا دیا ہو گا۔ میں نے اپنے خیال کی تصدیق کی خاطر دل ہی دل میں کئی بار کالاکا کو آواز دی لیکن اس کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملا۔ یہ شاید تیسرا موقع تھا جب کالاکا نے مجھے نظر انداز کیا جس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ صرف بھوشن کی پشت پناہی کر رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں کو بھی پہلے کہیں دیکھ رکھا ہے۔" میں نے دوبارہ اغوا کرنے والوں کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"ہو سکتا ہے۔" اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"اگر تم یہ بات سچ کہہ رہے ہو کہ تھوڑی سی خاطر مدارات کے بعد مجھے چھوڑ دیا جائے گا تو میں تم دونوں کے لیے خطرناک بھی ہو سکتا ہوں۔"

"یہ بھی ہو سکتا ہے' لیکن یہ سوچنا ہمارا نہیں بگ باس کا کام ہے' ہم صرف اس کے حکم کی تعمیل کرنے کے پابند ہیں۔"

"بگ باس سے تمہارا اشارہ کس کی طرف ہے؟"

"جلد بازی مت کرو۔" اس نے محتاط انداز میں جواب دیا۔ "بگ باس بھی تمہارا استقبال میک اپ میں نہیں کرے گا۔"

"میں جانتا ہوں۔" میں نے اسے آزمانے کی خاطر ہوا میں تیر چلایا۔ "بھوشن کے تعلقات بہت اوپر تک ہیں لیکن اگر اس نے مجھے زندہ چھوڑ دیا تو پھر اس کی اپنی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔"

"ہم پہیلیاں بوجھنے کے عادی نہیں ہیں' لیکن تمہاری اطلاع کے لیے اتنا بتا سکتے ہیں کہ اگر کبھی بگ باس اور بھوشن کے درمیان مقابلہ ہوا تو بھوشن کسی پالتو کتے کی طرح دم ہلا کر بگ باس کے قدموں میں لوٹنے پر مجبور ہو جائے گا۔"

گاڑی شہر سے نکل کر ساحل کی طرف جانے والے راستے پر آئی تو میرے ذہن میں ماہ رخ کا تصور ابھرا۔ ایک بار پہلے بھی مجھے اسی انداز میں اغوا کیا گیا تھا پھر کالاکا کی پراسرار قوت نے ان تصاویر کا ایک سیٹ چوری کر لیا تھا جسے ماہ رخ نے مجھے اپنے گھناؤنے مقصد میں کامیابی کی خاطر اپنے سیف میں محفوظ کر لیا تھا' اس کے بعد تصویر کا سیٹ مجھے ڈاک کے ذریعے وصول ہوا تھا لیکن جب میں نے ماہ رخ سے اس گھٹیا حرکت کی شکایت کی تو مجھے بڑی سنجیدگی سے یقین دلایا تھا کہ ان تصاویر کا صرف ایک سیٹ تیار کیا تھا جو بدستور اس کی سیف میں موجود تھا۔ شاید کالاکا نے ایک بار پھر مجھے اپنے ناپاک جال میں پھنسانے کی خاطر کوئی نئی سازش تیار کی تھی۔

aazzamm@yahoo.com

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں کسی حسین عورت کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہو۔"

"بکواس مت کرو۔" میرے برابر بیٹھا ہوا شخص اچانک بھڑک اٹھا۔ "ہمارا تعلق جس قبیلے سے ہے وہاں کوئی شے ہاتھ پھیلا کر بھیک کی طرح نہیں مانگی جاتی۔ زبردستی چھین لی جاتی ہے۔ رہا حسین عورتوں کا مسئلہ تو وہ معصوم اور حقیر تتلیوں کی مانند ہمارے اردگرد منڈلاتی رہتی ہیں لیکن ہم انہیں منہ بھی لگانا پسند نہیں کرتے۔"

"بیویوں سے ڈرتے ہو گے۔" میں نے اس کا مضحکہ اڑانے کی خاطر کہا۔ یہ ایک نفسیاتی حربہ تھا جو مجرموں کے سلسلے میں اکثر بڑا کامیاب ثابت ہو چکا تھا۔ شراب کی حدت اور غصے کی شدت انسان کو سچ بولنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ بیرونی ممالک میں حساس اداروں کے افراد مجرموں کو شراب پلا کر اتنا مدہوش کر دیتے ہیں کہ وہ نشے کی حالت میں بکنے لگتا ہے۔ ہمارے یہاں یہ کام الٹے "ڈرائنگ روم ٹریٹمنٹ" یا پھر مجرم کی کسی دکھتی رگ پکڑ کر اشتعال دلا کر کیا جاتا ہے۔

"میرا خیال ہے کہ اس کی زبان کو بھی کچھ دیر کے لیے بند کر دیا جائے۔" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص پہلی بار کسی شکاری کتے جیسے انداز میں غرایا۔

"نہیں۔" میرے برابر والے شخص نے ہونٹ چباتے ہوئے تلملا کر کہا۔ "ہم بگ باس کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔"

"خاصے وفادار معلوم ہوتے ہو۔" میں نے اسے اکسانے کی کوشش کی لیکن اس نے مجھے صرف لال پیلی نگاہوں سے دیکھنے پر اکتفا کیا۔ اس کے چہرے پر خون کی گردش اس بات کی ترجمانی کر رہی تھی کہ وہ بگ باس کے حکم کی وجہ سے خون کا گھونٹ پی رہا ہے۔ دوسری صورت میں شاید وہ تمام احتیاط کو بالائے طاق رکھ کر میری بوٹیاں کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔

کچھ دیر بعد گاڑی ساحلی سڑک کا ایک طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد رکی تو میرے ذہن سے ماہ رخ کا خیال بھی نکل گیا۔ آس پاس کہیں وہ ہٹ نظر نہیں آ رہی تھی جسے پہلی بار مجھے بلیک میل کرنے کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ میرے برابر بیٹھا ہوا شخص تیزی سے اترا۔ اس نے اپنے ساتھی کو مشورہ دیا تھا کہ وہ کریم کا خیال رکھے۔ اس کے بعد اس نے مجھے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے گاڑی سے باہر آنے کا حکم دیا تھا۔ میں نے مسکرا کر اس کے حکم کی تعمیل کی۔ مجھے حیرت تھی کہ ابھی تک اس نے میری تلاشی لینے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی تھی۔ میرا پستول اس وقت بھی ہمیشہ کی طرح میرے بغلی ہولسٹر میں موجود تھا۔ ان کی ایک پل کی غفلت بھی بازی کا رخ میرے حق میں پلٹ سکتی تھی لیکن ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔ گاڑی سے

بالِ جبریل — ڈاکٹر محمد علامہ اقبال — قیمت : 30/-

ضربِ کلیم — ڈاکٹر محمد علامہ اقبال — قیمت : 40/-

بانگِ درا — ڈاکٹر محمد علامہ اقبال — قیمت : 60/-

شاعرِ امروز و فردا — ڈاکٹر محمد علامہ اقبال — قیمت : 150/-

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

باہر آنے کے بعد ڈرائیونگ کرنے والے نے اپنی خاموشی اور پھرتی سے نکل کر عقب سے میری مشکیں کس دی تھیں کہ میں اس کے آہنی ہاتھ کے حلقے میں کوئی جنبش نہ کر سکا۔ دوسرے شخص نے بھی بڑی چابکدستی سے میرا پستول نکال کر اپنے قبضے میں کرتے ہوئے کہا۔

"سوری مائی ڈیئر، لیکن بگ باس کا یہی حکم تھا کہ تمہیں بغیر کسی آتشیں اسلحہ کے اس کے سامنے پیش کیا جائے۔"

پھر مجھے کچھ دور پیدل چلنا پڑا۔ میرے تعاقب میں کوئی گاڑی دور دور تک موجود نہیں تھی۔ شاید مجھے اغوا کرنے والوں نے ندیم کے آدمیوں کو راستے ہی میں طاقت کا استعمال کر کے روک لیا تھا۔ گاڑی سے تقریباً پچاس گز دور جانے کے بعد مجھے ایک عالیشان ہٹ کے سامنے روک دیا گیا جو کسی چھوٹے موٹے بنگلے کی طرح نظر آ رہی تھی۔ ہٹ کے اردگرد بھی دو چار مرد نہانے کے لباس میں ادھر ادھر منڈلا رہے تھے لیکن میری چھٹی حس بتا رہی تھی کہ وہ بھی اس ہٹ کی نگرانی پر مامور ہیں۔

"تم اندر جا سکتے ہو۔" مجھے ساتھ لانے والے نے سرد لہجے میں کہا۔ "بگ باس کے ساتھ شرافت ہی سے پیش آنا ورنہ اس کا صرف ایک اشارہ سمندری مچھلیوں کے لیے تمہاری جسمانی غذا کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا میں اندر

داخل ہوا۔ کمرے کی آرائش اور زیبائش دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس کی شان و شوکت ہی اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھی کہ وہ جس کی ملکیت تھا وہ بگ باس کہلانے کا مستحق بھی تھا۔ میں خاموشی سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں میرے علاوہ کوئی نہیں تھا لیکن دیواروں پر نظر آنے والی قدرے عریاں پینٹنگز کے ایسے شاہکار ضرور موجود تھے جو تنہائی کا احساس نہیں ہونے دے رہے تھے۔ مجھے زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا پھر دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر جو شخص سامنے آیا اسے دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ میں اس سے براہ راست کبھی نہیں ملا تھا لیکن اس کی تصویریں برابر اخبارات کی زینت بنتی رہی تھیں۔ وہ سلیمان شاہ تھا۔ میں غیر اختیاری طور پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی عمر پچاس سے تجاوز کرتی نظر آ رہی تھی لیکن اس کی صحت قابلِ رشک ہی تھی۔ چہرے پر گہرے سیاہ رنگ کی بڑی بڑی مونچھوں اور مختصر داڑھی نے اس کی شخصیت کو خاصا رعب دار بنا رکھا تھا۔ ایک لمحے تک وہ مجھے مردم خور جیسی شیر کی چمکیلی نگاہوں سے گھورتا رہا پھر اس کی گمبھیر آواز کمرے میں گونجی۔

"میرا خیال ہے کہ ہم پہلی بار براہ راست ایک دوسرے سے مل رہے ہیں۔" اس کا لہجہ بالکل سپاٹ اور خشک تھا۔

"جی ہاں۔" میں نے اس کے اشارے پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کو میرے آدمیوں سے کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی؟" اس نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے سوال کیا۔

"جی نہیں لیکن۔۔۔"

"مجھے معلوم ہے۔" وہ میرا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی بول پڑا۔ "وہ جس طریقے سے آپ کو لائے ہیں وہ کچھ مناسب نہیں تھا لیکن اس کے علاوہ میرے پاس کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔"

"مجھ سے کوئی خاص کام تھا؟"

"کام۔۔۔" وہ اس انداز میں مسکرایا جیسے میں نے کوئی بہت چھوٹی بات کہہ دی ہو پھر اس نے مجھے گھورتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "میری ایک درخواست ہے آپ سے۔"

"آپ حکم دیں۔۔۔" میں نے محتاط لہجے میں کہا۔

"بابا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری اس ملاقات کا علم کسی اور کو نہ ہو۔" سلیمان شاہ نے دوبارہ کینچلی بدلی۔ "تم پڑھے لکھے سمجھدار آدمی ہو۔ تمہارا بزنس بھی میری اطلاع کے مطابق ٹھیک ٹھاک ہی چل رہا ہے اس لیے کیوں اپنے آپ کو رگڑوں میں ڈالنا چاہتے ہو۔"

"میں سمجھا نہیں شاہ صاحب؟"

"میں چاہتا ہوں کہ مجھے دوبارہ تم سے ملاقات کی ضرورت نہ پڑے۔" اس کے تیور بتدریج خطرناک ہو رہے تھے۔ "میرے پاس اتنا وقت کہاں ہے بابا کہ میں تم جیسے شریف لوگوں سے بار بار ملاقات کروں۔"

میرے ذہن میں یکلخت کالا کا مکروہ تصور ابھرا۔ اس نے ایک موقع پر مجھے دبی زبان میں دھمکی دی تھی کہ اگر میری اور ماہ رخ کی قابلِ اعتراض حالت میں کھنچی ہوئی تصویروں کا سیٹ سلیمان شاہ تک پہنچ گیا تو میرا انجام کیا ہو گا؟ اس دھمکی کے ساتھ اس نے ایک فرمائش بھی کی تھی کہ بھوشن سے نکاح کا خیال ذہن سے نکال دوں۔ سلیمان شاہ کی گفتگو کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ تصویروں کا سیٹ دیکھ چکا ہے۔

"میں آپ کا اشارہ نہیں سمجھ سکا۔" میں نے انجان بننے کی کوشش کی تو اس کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ اس کی کشادہ پیشانی پر اس کی سخت گیر طبیعت کی نشانی متعدد سلوٹوں کے روپ میں ابھر آئی تھیں۔ ایک لمحے تک وہ مجھے خونخوار نظروں سے گھورتا رہا پھر فیصلہ کن لہجے میں بولا۔

"کیا تمہیں میرے آدمی کے ذریعے میرا پیغام نہیں ملا۔ اسے محض ایک معمولی کال سمجھ کر نظر انداز مت کرو۔ زندگی سب سے قیمتی شے کا نام ہے لیکن ایک بار چلی جائے تو پھر دوبارہ واپس نہیں آتی کیا اب بھی تمہیں کچھ مجھے سمجھانے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔"

مجھے وہ کال یاد آ گئی جس میں ماہ رخ سے دور رہنے کی سختی سے تاکید کی گئی تھی۔ مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ کسی طرح میری اور ماہ رخ کی ناشائستہ تصویروں کا سیٹ اس کے ہاتھ لگ چکا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سلیمان شاہ کو کیا جواب دیتا۔ اس کی جگہ اگر میں ہوتا شاید میری کیفیت اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی۔

"کیا میں نے تم سے کوئی مشکل کام کہا ہے۔" اس نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کے۔۔۔"

"بکواس نہیں چلے گی۔" وہ غصے میں اٹھ کھڑا ہوا۔ "جو کچھ کہا گیا ہے اس پر شرافت سے عمل کرو ورنہ تمہاری لاش کا بھی کوئی سراغ نہیں ملے گا۔ سلیمان شاہ کی عزت سے کھیلنا تم جیسے دو کوڑی کے آدمیوں کے بس کی بات نہیں ہے۔"

"آپ غصہ کرنے میں حق بجانب ہے شاہ جی مگر۔۔۔"

"مغل داد۔۔۔" سلیمان شاہ نے میرا جملہ کاٹ کر بلند آواز میں کسی کو آواز دی تو ایک تنومند آدمی تیزی سے لپکتا ہوا ہاتھ جوڑ کر کمرے میں آ گیا۔

"حکم سائیں بادشاہ۔۔۔" اس نے لرزتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"بابا۔ اس چھوکرے کو بتاؤ کہ سلیمان شاہ کے سامنے زبان

aazzamm@yahoo.com aazzamm@yahoo.com

کھولنے والے کا انجام کیا ہوتا ہے۔" لیکن ہاتھ ذرا ہلکا رکھنا۔" سلیمان شاہ نے اپنے مخصوص سفاک انداز میں الفاظ چباتے ہوئے کہا۔ "اس کی کھال پتلی ہے' کہیں ضائع نہ ہو جائے۔"

فضل داد سلیمان شاہ کا جملہ ختم ہوتے ہی کسی عقاب کی طرح جھپٹا پھر اس سے پیشتر کہ میں سنبھلنے کی کوشش کرتا اس نے مجھے اپنے آہنی شکنجوں میں جکڑ کر دونوں ہاتھ اٹھائے تو میں فضا میں معلق ہو گیا۔

"فضل داد۔" سلیمان شاہ نے اپنے آدمی کو ہاتھ کا اشارہ کیا۔ "اتنی جلدی مت کرو بابا۔ بکرے کو بھی قربان کرنے سے پہلے اسے پانی مانی کھلایا پلایا جاتا ہے۔ اس سے پوچھو اگر اس کی موٹی عقل میں میری باریک بات آگئی ہے تو اسے باہر جا کر ریت پر ڈال دو ورنہ ـــــ"

"کیوں بچھڑے۔ کیا تیری کھوپڑی میں شاہ سائیں کی بات آگئی ہے یا پھر میں تیرے کو اپنی زبان میں سمجھاؤں۔"

میری عقل خبط ہو کر رہ گئی تھی' میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دوں' سلیمان شاہ کس کینڈے کا سیاست داں تھا اس کا علم مجھے ندیم اور ماہ رخ کے ذریعے بھی ہو چکا تھا۔ ندیم کے بیان کے مطابق سلیمان شاہ اور ماہ رخ کے درمیان ایک خاص قسم کا معاہدہ تھا' وہ ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتے تھے' خود سلیمان شاہ اپنے کسی بڑے فائدے کی خاطر ماہ رخ کو دوسروں کے حوالے کرنے میں کوئی شرم نہیں محسوس کرتا تھا لیکن شاید وہ ہماری تصویریں دیکھ کر بھڑک اٹھا تھا جو اگر منظر عام پر آجاتیں تو میرے علاوہ سلیمان شاہ کی سفاکی بھی خاک میں مل جاتی۔

میں فضا میں بدستور معلق تھا' فضل داد نے مجھے دوبارہ اپنے آہنی بازوؤں پر تولتے ہوئے کرخت آواز میں کہا۔

"ابے کیا تیرے کو سانپ سونگھ گیا۔ جواب دے ـــــ سائیں کی بات تیری بدھی میں آئی یا نہیں۔"

"فضل داد ـــــ" سلیمان شاہ سفاک آواز میں گرج اٹھا۔ "اس حرامی کو دو چار بار ہوا میں پھرکی کی طرح گھما کر زمین کے بل نیچے پھینک دے' پر کھال کا خیال رکھنا بابا اسے میں اپنے گلشن میں عطر ملتر لگا کر رکھوں گا۔"

فضل داد نے حکم کی تعمیل میں دیر نہیں لگائی' موت کا تصور میری پلکوں کے سامنے گھپ اندھیروں کی طرح لہرا گیا' اگر وہ سر کے بل مجھے زمین پر دے مارتا تو شاید میری موت تو نہ واقع ہوتی لیکن دماغ ضرور چلپلا ہو کر رہ جاتا' میں نے جلدی سے سلیمان شاہ کو مخاطب کیا۔

"کیا آپ مجھ سے شائستہ انداز میں گفتگو نہیں کر سکتے؟"

"ہیجڑاں۔ اب تم سالا ٹٹو کی اولاد میرے کو تہذیب سکھائے گا' تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔"

"آپ کا غصہ بجا ہے لیکن جس وجہ سے آپ مجھے سزاوار سمجھ رہے ہیں اس میں میرا قصور نہیں ہے۔"

"زبان بند رکھو سور کے تخم۔" سلیمان شاہ کسی زخمی شیرنی کی طرح تڑپ کر بولا۔ "اگر تو نے زبان کھولی تو تیرے سارے تخم کو بھنوا کر رکھ دوں گا۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے سائیں بادشاہ؟" فضل داد نے سلیمان شاہ کی طرف دیکھا جس کے چہرے کا رنگ آگ کے دہکتے شعلوں کی طرح سرخ ہو رہا تھا اس کی آنکھیں چنگاریاں اگلتی نظر آرہی تھیں۔

"یہ ولے جاہٹ شرافت کی زبان نہیں سمجھے گا۔" سلیمان شاہ نے مجھے گھورتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔ "سالے کو پھینک دے نیچے اور بھون ڈال گولیوں سے۔"

میں جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن فضل داد نے اس کا موقع نہیں دیا۔ اس نے "مولا مدد" کا نعرہ لگا کر مجھے زمین پر اچھال دیا' میری پولیس ٹریننگ بروقت کام آگئی۔ سر زمین سے ٹکرانے سے پہلے ہی میں نے جمناسٹک کا مظاہرہ کیا۔ ہاتھ زمین پر ٹیک کر سر کے بل قلا بازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا لیکن فضل داد اتنی دیر میں شلوار کے اندر کہیں اڑسا ہوا پستول نکال چکا تھا۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ اس پر چھلانگ لگا دوں لیکن اس بار بھی مجھے خفت اٹھانی پڑی۔ وہ میرے ارادے کو بھانپ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ میں اپنی ہی جھونک میں منہ کے بل زمین پر گرا' لیکن موت کے خوف نے میرے جسم میں بجلیاں بھر دی تھیں۔ میں نے دوبارہ پھرتی سے قلا بازی کھانے کی کوشش کی لیکن اس بار میں تڑپ کر بلبلا اٹھا۔ سلیمان شاہ کے بوٹ کی بھرپور ٹھوکر میری ریڑھ کی ہڈی پر لگی تھی۔ اسی وقت فضل داد نے اپنا پستول والا ہاتھ ہوا میں بلند کیا تھا' میں نے موت کی اذیت سے بچنے کی خاطر آنکھیں بند کر لیں۔ یہ ایک قدرتی رد عمل تھا۔ اس کے بعد گولی چلنے کی آواز سنائی دی لیکن اس کے ساتھ ہی فضل داد کے کراہنے کی آواز بھی ابھری۔ میں نے تیزی سے آنکھیں کھول کر صورت حال کا اندازہ لگانے کی کوشش کی' فضل داد فرش پر پڑا آخری ہچکیاں لے رہا تھا۔ میں نے نگاہوں کا زاویہ بدل کر سلیمان شاہ کی سمت دیکھا۔ وہ غصے میں کھڑا اپنا نچلا ہونٹ چبا رہا تھا۔ ریوالور اس کے بھی ہاتھ میں موجود نہیں تھا۔ وہ سپاٹ نظروں سے دروازے کی جانب گھور رہا تھا۔ میں نے اس کی نگاہوں کا تعاقب کیا تو چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ دروازے کے سامنے ماہ رخ کھڑی سلیمان شاہ کو کٹکھنی باندھے گھور رہی تھی۔ اس کے سیدھے ہاتھ میں اعشاریہ بائیس کا پستول دبا ہوا تھا۔ ایک لمحے تک وہ دونوں ایک دوسرے کو گھورتے رہے پھر ماہ رخ کسی زہریلی ناگن کی طرح بل کھا کر بولی۔

"سلیمان شاہ۔ تم جس بات کی سزا اس کو دینا چاہتے ہو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اسے میں نے زبردستی اپنے آدمیوں سے اٹھوایا تھا۔ تم نے شاید جو تصاویر دیکھی ہیں اس پر غور نہیں کیا ورنہ تم یہ حماقت کبھی نہ کرتے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" سلیمان شاہ کا لہجہ بھی سرد ہی تھا۔ اس عرصے میں' میں خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی میری طرف توجہ نہیں دی' پھر ماہ رخ نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں نے وہ تصویریں اس کی بے ہوشی کی حالت میں اس لیے محفوظ کر لی تھیں کہ یہ دوبارہ میری دعوت شیراز کی خواہش کو رد نہ کر سکے۔"

سلیمان شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کی بڑی بڑی خونخوار نگاہوں میں شعلوں کا رقص بدستور جاری تھا۔

"تمہیں شبنم تو یاد ہو گی جسے تم نے کالج کے گیٹ سے زبردستی اٹھوایا تھا۔ منہ کا ذائقہ بدلنے کی خاطر' پھر تم نے اس کی چیخ و پکار پر قہقہے لگائے تھے۔" ماہ رخ نے بڑی ڈھٹائی سے کہا۔ "تمہاری اور اس کی منہ بولتی فلم بھی میرے پاس موجود ہے۔ سوچ شاہ جی ـــــ غور کرو' اگر وہ فلم مارکیٹ میں آجائے تو تہلکہ مچا دے گی۔ تمہاری ساری قلعی اتر جائے گی اور پھر ـــــ"

"تم نے اس بے غیرت کے بارے میں مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔" سلیمان شاہ نے مصالحتی انداز میں کہا۔ اس کا سارا غصہ سمندر کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔

"ہمارے درمیان اس قسم کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔" ماہ رخ حقارت سے بولی۔ "ہم نے وعدہ کیا تھا کہ اب ایک دوسرے کی نجی معاملات میں کبھی دلچسپی نہیں لیں گے اور اگر تمہیں کچھ تصویروں کے ذریعہ پتا چل گیا تھا تو تم مجھ سے براہ راست پوچھ لیتے۔ شرم کس بات کی تھی' کیا تم اپنے مفاد کی خاطر مجھے ـــــ"

"چپ کر جا۔" سلیمان شاہ نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ ہو گیا وہی بہت ہے۔"

"تم اگر اس بے غیرت کو گولی مارنا چاہتے ہو تو اپنے ہاتھ سے مار دو۔" ماہ رخ نے استہزائیہ انداز میں جواب دیا۔ "میں تمہیں روکوں گی نہیں بس پھر مجھے بھی اختیار ہو گا میں بھی ایک ایک بے غیرتوں کو چن چن کر ختم کروں گی۔ تالی ایک ہاتھ سے نہیں دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے' میں نے اسی دن کے لیے تمہارے لیے بہت سارے منہ بولتے ثبوت کسی قابل بھروسا آدمی کے پاس رکھ دیے ہیں' جس روز بھی تم نے مجھے راستے سے ہٹانے یا میرے پرائیویٹ معاملات میں ٹانگیں پھنسانے کی کوشش کی تو وہ سارے ثبوت ایک ایک کر کے ـــــ"

"کچھ شرم کر۔ کیا بولے چلے جا رہی ہے۔" سلیمان شاہ نے ماہ رخ کو سمجھانے کی کوشش کی پھر میری طرف گھور کر بولا۔ "اسے سمجھا دے کہ اگر اس نے کسی کے سامنے زبان کھولنے کی کوشش کی تو پھر ہمارے درمیان معاہدے ٹوٹ جائیں گے۔"

"اس قسم کے معاہدوں کے ٹوٹنے سے کسی ایک پارٹی کا نہیں' دونوں پارٹیوں کو نقصان ہوتا ہے۔" ماہ رخ نے مسکرا کر جواب دیا۔ "ہم دونوں کے لیے شاید یہی بہتر ہو گا کہ اپنے درمیان بارٹر سسٹم (BARTER SYSTEM) کا سلسلہ جاری رکھیں۔ تم تو بڑے سمجھے ہوئے اور دور اندیش سیاست داں ہو' کیا تمہیں آیندہ کے لیے اپنا مفاد منظور نہیں ہے۔"

جواب میں سلیمان شاہ کی نگاہوں میں ایک لمحے کے لیے کسی آدم خور چالاک چیتے کی سی چمک پیدا ہوئی پھر دوسرے ہی لمحے وہ نظریں جھکا کر اندر چلا گیا۔ میں گم حیرت کھڑا تھا۔ سلیمان شاہ اور ماہ رخ کے درمیان جو مکالمے بازی ہوئی تھی وہ انتہائی شرمناک تھی۔ خود مجھے اس وقت احساس ہو رہا تھا جیسے راہ چلتے ہوئے کسی عمارت کی اوپری منزل سے گھر کی تمام غلاظت میرے اوپر پھینک دی گئی ہو لیکن ماہ رخ کے چہرے پر شرمندگی کے کوئی تاثرات نہیں تھے۔ وہ فاتحانہ انداز میں کھڑی مجھے مسکراتی نظروں سے گھور رہی تھی۔

میں نے ماہ رخ سے ان تصاویر کے لیے کہا تھا کہ وہ اسے پہلی فرصت میں مع نگیٹو جلا دے۔ اس نے وعدہ کیا تھا لیکن شاید وہ تصویروں کو ضائع نہیں کر سکی تھی اور کسی طرح وہ سلیمان شاہ کے ہاتھ لگ گئی تھیں پھر یکلخت میرے ذہن میں کالکا کا تصور ابھرا' ان تصویروں کا سیٹ مجھے بھی کالکا نے ہی اپنی طاغوتی قوتوں کے ذریعہ بھیجا تھا۔ بھوشن جوزف سے دور رہنے کے لیے اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے اس کا کہنا نہ مانا تو وہ فوٹوز سلیمان شاہ کے ہاتھ بھی لگ سکتے ہیں۔ میں دل ہی دل میں تلملا کر رہ گیا۔

"پریشان مت ہو شہباز خان۔" ماہ رخ بڑی اپنائیت سے بولی۔ "سلیمان شاہ اب تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔"

"ہو سکتا ہے کہ تمہارا خیال درست ہو لیکن محبت' سیاست اور جنگ و جدل میں ہر حربہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"تمہارے کہنے کے مطابق سلیمان شاہ ممکن ہے میری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے لیکن اس کا ایک اشارہ بھی مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے بہت کافی ہو گا۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اگر اس نے ایسا کیا تو وہ حق بجانب ہو گا اس لیے کہ دنیا کا کوئی بھی مرد ـــــ"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

Scanned
By
Ali and Azam
Aleeraza@hotmail.com
Aazzamm@Yahoo.com
(Lahore & Sahiwal)

"صرف مووی کیوں۔" وہ بے شرمی سے مسکرائی۔ "زمانہ بڑی تیزی سے بدل رہا ہے مائی ڈیئر' اب عورت بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکتی ہے۔"

"اور اس پتھراؤ کے درمیان پھنس کر کوئی تیسرا شخص بھی زخمی ہو سکتا ہے۔"

"نہیں۔ میری بات کا یقین کرو۔" وہ پراعتماد لہجے میں بولی۔ "سلیمان شاہ کم از کم میرے معاملے میں سر اٹھانے کی کوشش بھی نہ کرے گا۔"

"کیا تم نے وہ تصاویر نہیں جلائی تھیں؟"

"ایسا ہو سکتا ہے کہ تم کوئی حکم دو اور میں انکار کروں؟" اس نے ایک خاص ادا سے اپنے بال پشت کی جانب اچھالتے ہوئے کہا۔

"پھر۔"

"مجھے بھی حیرت ہے کہ وہ تصاویر۔"

"کیا سلیمان نے ان تصویروں کا کوئی ذکر کیا تھا؟"

"نہیں' لیکن اس کے علاوہ بھلا اور کیا بات ہو سکتی ہے۔"

میں نے سلیمان شاہ سے ہونے والی گفتگو دہرائی تو ماہ رخ نے پھر بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

"ہو سکتا ہے کہ جس طرح میرے خادم سلیمان شاہ کی ایک ایک حرکتوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس نے میرے پیچھے بھی دو چار شکاری کتے لگا دیے ہوں' جنھوں نے تمھارے بارے میں اس کے کان بھر دیے ہوں۔"

"اس لاش کا کیا کرو گی؟" میں نے فضل داد کی طرف دیکھا جو خون میں لت پت اکڑا پڑا تھا۔

"میں مردوں کا نہیں صرف زندوں کا خیال رکھتی ہوں۔" اس نے خود سپردگی کے انداز میں میرے اور قریب آتے ہوئے سرگوشی کی۔ اس کا پورا وجود مہک رہا تھا' کسی تیز سینٹ کی خوشبو اس کے جسم سے پھوٹ پھوٹ کر پورے کمرے میں پھیل رہی تھی' فضل داد کی لاش اس کے لیے کسی چوہے یا بلی کی لاش سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیے۔"

"اتنی جلدی بھی کیا ہے۔" اس نے اپنے گداز ہونٹوں پر انگلی گھماتے ہوئے کہا۔ "کچھ دیر سکون کا سانس تو لے لو۔"

"جو لوگ مجھے اغوا کر کے لائے تھے ان کا کیا بنا؟" میں نے بدستور سنجیدگی سے پوچھا۔

"پریشان مت ہو وہ اب میرے حکم سے تمھاری گاڑی کو اسی پارکنگ لاٹ تک چھوڑ کر آئیں گے جہاں سے لائے تھے۔"

"لیکن میرا ڈرائیور؟"

"وہ کچھ دیر بعد ہوش میں آجائے گا۔" ماہ رخ نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے نشیلی آواز میں پوچھا۔ "کیا وہ تمھیں اپنی ماہ رخ سے زیادہ عزیز ہے؟"

"پلیز۔" میں نے اسے ٹالنے کی خاطر سمجھانے کی کوشش کی۔ "یہ وقت اس قسم کی باتوں کا نہیں ہے۔ موقع کی نزاکت کو محسوس کرنے کی کوشش کرو۔"

"ٹھیک ہے' پھر بھی سہی۔" وہ ایک ادا سے انگڑائی لے کر بولی' لیکن پھر دوسرے ہی لمحے سنجیدہ ہو گئی۔ "شہباز' کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ وہ لڑکی کون تھی؟"

"لڑکی۔" میں چونکا۔ "کس لڑکی کی بات کر رہی ہو؟"

"ڈاج دینے کی کوشش مت کرو مائی ڈیئر۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولی۔ "ماہ رخ اڑتی ہوئی چڑیا کے پر بھی گن لیتی ہے۔ عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں' تم چاہے کسی سے بھی ملو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم اسے ماہ رخ پر فوقیت نہیں دو گے۔"

"تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ورنہ میں اس ٹائپ کا نہیں ہوں جیسا تم سمجھ رہی ہو۔" میں روکھائی سے بولا۔

"پھر شاید وہ حسینہ تمھارے اوپر مرمٹی ہوگی' جس کی وجہ سے تم اس وقت زندہ کھڑے ہو' اگر اس نے بروقت اطلاع نہ دی ہوتی یا مجھے یہاں پہنچنے میں ایک منٹ کی بھی دیر ہو جاتی تو شاید۔ کیا اب بھی تم مجھے اس کے بارے میں نہیں بتاؤ گے؟"

"کیا تمھیں کسی لڑکی نے میرے اغوا ہونے کے بارے میں مطلع کیا تھا؟" میں حیرت سے چونکا۔

"اس کی آواز فون پر بھی خاصی سریلی لگ رہی تھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ خود بھی رسیلی ہوگی ورنہ پھر تم آسانی سے چونک نہیں لگا کرتے' کیا خیال ہے؟"

میں نے ماہ رخ کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میرے ذہن میں کاکا اور لیڈی مکلارنس کا نام گونجا لیکن میں فوری طور پر یہ نتیجہ اخذ کرنے سے قاصر تھا کہ ان دونوں میں سے کس نے بقول ماہ رخ کے سریلی آواز میں میری زندگی بچانے کی کوشش کی تھی۔

اس کے بعد "حصہ پنجم" کا مطالعہ کریں

Shaheen Library
SAHIWAL
61940

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com